رضی اللّٰه عنهم و رضوا عنه ذلک لمن خشی ربه

بحکم حکم رئیس آسمان توقیر امیر کبیر ذو العظمة و الاجلال
جناب راجه سید عطا حسین بهادر دام اللّٰه بالنصر و الاقبال

# القول المعروف فی ... الرسول

تصنیف محقق معقول و المنقول ناقد فروع و اصول
فخر علماء کرام حکیم مولوی محمد قادر بخش صاحب سهسرامی

در مطبع ... محمدی ... بزیور طبع آراسته شد

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ

بحکم محکم رئیس آسمان توقیر امیر کبیر ذو العظمۃ والاجلال
جناب راجہ سید عطا حسین بہادر دام اللہ بالنصر والاقبال

# القول المعروف فی فضل الصحابۃ واھل الرسول

تصنیف محقق معقول والمنقول ناقد فروع واصول
مفخر علماء کرام حکیم مولوی محمد قادر بخش صاحب ساکن سہسرام

در مطبع انوار محمدی باہتمام [illegible] در آرا طبع شد

# فہرست مضامین ضروریہ رسالہ تقریر معقول

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| بیان اس امر کا کہ قیام رسول اللہ کو وقت تشریف آوری حضرت سیدہ کے قیام تعظیمی نہ کہنا تاکہ تکریم حضرت سیدہ اوس سے ثابت ہو بلکہ اوسکی تاویل ساتھ محض قیام محبت و استقبال کے کرنا جیسا کہ بعض اعیان کرتے ہین خلاف ظاہر و مستبعد ہے | ۱۵۰ |
| قصہ ڈالنے کفار کا نجاست کو پشت مبارک رسول مقبول پر حالت سجدے مین اور حضرت فاطمہ کا باوصف کمسنی کے تشریف لانا اور پشت پدر سے اوسکو دور کرنا اور کفار کو سخت درشت کہنا اور کسیکو تاب جواب کی نہونا | ۱۵۱ |
| اثبات قصہ مذکورہ والہ علی جلادۃ فاطمہ کا بہ نقل عبارات محدثان وہی کتب معتبرہ اہل سنت کی زعم المنکری تلک الروایۃ | ۱۵۲ |
| تحقیق اس امر کے کہ حضرت عایشہ افضل ہین حضرت فاطمہ سے یا حضرت فاطمہ افضل ہین حضرت عایشہ سے بہ نقل اقوال علمای محققین سنت و جماعت کے ساتھ اشعار ارجح و اوضح ہونے افضلیت حضرت فاطمہ کے | ۱۵۵ |
| مقصد نہم بیان فضائل خاصہ حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام مین | ۱۵۸ |
| نقل روایات ظہور سرخی شفق کا ساتھ کیفیت مخصوصہ موجودہ کے بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے | ۱۶۲ |

التقریر المعقول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوبنا بانوار العرفان والایمان والاسلام ونجانا من مہالک الشکوک والاوہام اشہد ان لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ شہادۃ موصلۃ الی دار السلام واشہد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ وصفیہ الہادی للانام والمنقذ من شفا حفرۃ الضلالۃ والآثام اللہم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ الغر الکرام وعلی من تبعہم وسلک علی مسلکہم واقتدی بہدیہم الی یوم القیام اما بعد عزلت گزین مکمن گمنامی سرگشتۂ تیہ حرمان وناکامی محمد قادر بخش سہسرامی تجاوز اللہ عن ذنوبہ الجلیۃ والخفیۃ بکرمہ الوفی ولطفہ السامی بخدمت ارباب علم وفطنت واصحاب فضل وخبرت سالکان مسلک اہل سنت شیفتگان ذکر فضائل صحابہ واہلبیت خاتم رسالت مظہر حقیقت ہے کہ ہنگام قیام ناکام بمقام لکھنؤ صانہ اللہ عن موجبات الشر والاذی بذریعہ حضوری دربار والا تبار نجابت وبسالت دثار ریاست وایالت شعار شیر بیشۂ جلادت نیر سمائے سخاوت کیوان جاہ شوکت پناہ عالی نسب والا حسب محب ارباب علم وسداد ہادم اساس جور وفساد مروج سنن رسول الثقلین متبع طریقۂ ہادی خافقین جناب راجہ سید عطا حسین صاحب رئیس ووالے پرگنہ سورجاپور لازال شموس اقبالہ بازغۃ الی یوم النشور چند بار ثبوت بیشتر فضائل اہلبیت علی الخصوص مناقب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور تنقیح معنی افضلیت بہ ترتیب خلافت مین جدال وتکرار ہوئی

اور بسیاری روایات سے جو بیان فضائل حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہرا و حضرت
امام حسن و امام حسین سلام اللہ علیہم اجمعین مین مندرج کتب معتبرۂ اہل سنت مین
اکثر عوام و خواص و بعضی احباب ذوی المجد والاختصاص کو ناواقف اور بوجہ
ناواقفی کے ناہج منہج انکار پایا اور چونکہ یہ امر خلاف مسلک اہل سنت و جماعت و موجب
شناعت و غوایت تھا احقاق حق ناگزیر ہوا اور فضائل حقۂ اہلبیت خصوصاً مناقب
صحیحہ حضرت علی مرتضی کا بسند کتب معتبرہ بغرض ازالۂ شبہات مستقرہ معرض
تحریر مین لانا ضروری جانا اور نظر برین ہر چند اصل مدعا صرف نشر فضائل
اہل عبا ٹھرا و لیکن چونکہ اقتصار او سپر گونہ مشابہت ساتھہ طریق فرقۂ مخالفہ کے
رکھتا تھا بموداے اتقوا مواضع التہم کے اجتناب اوس سے اہم اور اضافۂ فضائل
حضرات صحابہ لاسیما ابراز فضائل و خصائص خلفاے ثلثہ کا قبل تحریر اصل مدعا کے
مستحسن سمجھا اور باہمہ کلفت اور انقباض قریحت اور علالت طبیعت قلم اوٹھایا اور بکمال
سرسری و عجلت یہ رسالۂ وافیہ و عجالۂ شافیہ مشتمل اوپر ایک اعتذار اور تمہید مرام
اور چند مقاصد و فوائد واجبۃ الاعلام کے لکھا اور نام اسکا **التقریر المعقول**
**فی فضائل الصحابۃ واہلبیت الرسول** رکھا اور چونکہ یہ رسالہ ہدیۂ خدمت لازمان
والارتبت جناب راجۂ موصوف ادام اللہ ظلال نوالہ بالرفعۃ والحشمۃ کیا گیا لاجرم
ملقب بہ **تحفۂ عطائیہ فی نشر مآثر النفوس القدسیہ** گروانا خالق کائنات اس بضاعت
مزجاۃ کو بہ برکت ذکر خیر صحابۂ اخیار و اہلبیت اطہار کے قبول فرماوی اور زلت قلم و قدم سے
تحقیق مرام و سوق کلام مین مناص بخشی و ہو المستعان و علیہ التکلان اعتذار
**بخدمت ناظرین ذوی الابصار مشتمل بر چند امور واجبۃ الاظہار**

ول بمواقع زلت وخطا صفح جمیل کا امیدوار ہون اور بصورت فاحش ہونے
خطا کے اصلاح واطلاع وہی کا خواستگار دوم انشاء اللہ تعالی اس رسالی مین
وئی امر خلاف مذہب اعلی ومشرب اہل سنت وجماعت کے جسکا مین متبع ہون
ہر اوسی پر حسن خاتمت کی رجا رکھتا ہون ملاحظہ ناظرین سے نہین گذریگا اور اگر
اش کسی مقام پر بوجہ حدت تردید مزعومات منکرین فضائل اہلبیت سلام اللہ علیہم
ے خیال نرہا ہو اور سبقت قلمی باعث خروج کے دائرہ توسط سے ہوگئی ہو تو اوس سے
قیر کو مستغفر سمجھین ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا محمول اور پر سوء عقیدت
قیر کے نفرمائین سوم اس دیار مین کتب معتمدہ حدیث وسیر عنقا اور نام ونشان
بر ستاو لہ المعتبرہ کا مفقود وناپیدا ہی بنا علیہ اکثر مضامین تو اپنے خیال ویاد پر
ی اور بعضی فوائد جو السنہ حضرات اساتذہ ادام اللہ ظلال فیوضہم علینا سی وقت درس
ی اور یاد تھی درج کیے اور بعض بعض کتابین ضروری جو شامل ہین کسیقدر مضمون
س سے ملتقط کیا ہین جسقدر مضامین اپنے یاد پر لکھی اون مین اگر مصیب ہون تو امید
جر کی رکھتا ہون والا مستدعی مغفرت بدرگاہ صمدیت ہون چہارم چونکہ حسب قرار داد
مہور محدثین واہل سیر بمقام فضائل اعمال ورجال احادیث ضعیفہ غیر شدیدۃ الضعف کا
نقل وبیان کرتا ہون تصریح ضعف کے روا ہی چنانچہ انسان العیون فی
یرۃ الامین المامون مین مرقوم ہی لا یخفی ان السیر تجمع الصحیح والسقیم والضعیف والبلاغ
والمرسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد وغیرہ من الائمۃ
اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذا روینا فی الفضائل ونحوہا تساہلنا انتہی اور
اذکار امام نووی مین مرقوم ہی قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرہم یجوز ویستحب

قرار داد محدثین فضائل اعمال ورجال مین احادیث ضعیفہ کا نقل وبیان کرنا روا ہی

العمل فی الفضائل والترغیب والترہیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعاً انتہی
اور حافظ جلال الدین سیوطی رسالہ المقامۃ السندسیہ فی النسبۃ الشریفۃ المصطفیہ میں
لکھتے ہیں ما زال اہل العلم والحدیث فی القدیم والحدیث یروون ہذا الخبر ویجعلونہ فی ہذا
الخصائص والمعجزات ویدخلونہ فی حیز المناقب والکرامات ویرون ان ضعف اسناد
فی ہذا المقام مغتفر وان ایراد ما لیس بصحیح فی الفضائل والمناقب معتبر انتہی اور امام
نووی نے تقریب میں لکھا ہے یجوز عند اہل الحدیث التساہل فی الاسانید الضعیفۃ
ورواتیہ ما سوی الموضوع من الضعیف والعمل بہ من غیر بیان ضعفہ فی غیر صفات
اللہ والاحکام انتہی بناءً علیہ حقیر نے التزام اس امر کا کہ جو احادیث اس سلسلے میں بیان
فضائل و مناقب منقول ہوں صحیح یا حسن ہی ہوں نہیں کیا البتہ ایراد خبر موضوع سے
بشرط علم موضوعیت اجتناب کیا ہے جو لوگ کہ بوجہ ناواقفی کے اصول حدیث و قواعد
مقررۂ علمائے محققین سے ہر روایت فضیلت صحابہ و اہلبیت کی سند مثل سند اخبار
احکام کے چاہتے ہیں اور بدون اوسکے انکار کرتے ہیں اور بیان کرنیوالے پر
اوسکے طعن و تشنیع کرتے ہیں اون لوگوں کو عبارات منقولہ سے عبرت پکڑنا چاہیے
اور اپنے خیال باطل سے تائب ہونا چاہیے کہ حجت تمام ہو گئی اور جگہ عذر کی باقی
نہیں رہی **پنجم** چونکہ منشا تالیف رسالۂ ہذا کا ازالہ شبہات منکرین بیشتر فضائل حضرات
اہلبیت رسول خیر البریہ کا ہوا ہے جیسا کہ صدر رسالے سے لائح ہو چکا بناءً علیہ اگر مقام بیان
فضائل اہلبیت تطویل کلام و اشباع مرام ہو تو اوسکو کسی محمل تشنیع پر محمول نہیں
کرنا چاہیے کہ اباً عن جد سنت و جماعت ظاہراً و باطناً بفضل الہادی الشکور ہوں
اور عقائد مفرطین اور مفرطین سے قطعاً بیزار و نفور واللہ علیم بذات الصدور

ف تمہید در امر حادی ذکر عقائد اہل سنت و شیعہ و خوارج بخصوص تفضیل صحابہ و اہلبیت

تمہید در امر اہم جاننا چاہیے کہ طریقۂ اہل سنت بخصوص عقیدت فضل صحابہ و اہلبیت
بین بین مذہب شیعہ و خوارج کے ہی اسلیے کہ ارباب تشیع فضائل اہلبیت کے تو
قائل بلکہ بجانب افراط مائل ہین مگر فضل صحابہ باستثناء اعیان عدیدہ اون لوگونکے
نزدیک ثابت نہین اور عقیدہ خوارج کا عکس اسکے واقع ہی کہ وہ لوگ فضل صحابہ
کے معتقد اور اس امر مین طریق اہل سنت کے سالک ہین لیکن بباعث فساد اعتقاد
اور عناد با اہلبیت ذوی المجد والرشاد کے گرفتار مہالک ہین علی الخصوص حضرت
علی مرتضی خامس آل عبا کے دشمن اور اس امر مین مخالف اہل تسنن ہین اور
مذہب اہل سنت وہی ہی جو طریق صحابہ و اہلبیت تھا کوئی امر حادث و مخترع نہین ہی
کہ اوسکے حدوث کی کیفیت لکھنے کی حاجت پڑے باقی رہے طرفین مُفرِطین و مُفرِّطین
اونمین سے کیفیت حدوث مذہب شیعہ کی مشہور و زبان زد ہی اور بھی متعلق کیفیت
حدوث اوسکے کوئی امر مقصود نہین ہی لہذا رو ما للاختصار قلم انداز کر کے فی الجملہ حال
خروج خوارج معرض تحریر مین لاتا ہون کہ اوسپر ایک امر واجب الاطلاع کے تفریع
موقوف ہی پس جاننا چاہیے کہ جب جنگ صفین مین اہل شام کو اندیشہ مغلوبیت کا
ہوا بغرض اشعار اس امر کے کہ ہم اور تم دونو قرآن مجید پر عمل کرین اور بموداے
نصوص قرآنیہ جو حق معلوم ہو اوسکو قبول کرلین اور جنگ سے باز آوین مصاحف کو
نیزون پر بلند کیا یہ امر باعث موقوفی جنگ کا ہوا اور حضرت علی اور حضرت معاویہ
دونو اوپر ثالثی کے راضی ہوے اوسوقت کئی ہزار شخص کو جو داخل لشکر حضرت علی
کرم اللہ وجہہ تھے نظر بظاہر معنی بعضے آیہ کے شبہ ہوا اور قبول ثالثی کو خلاف حکم الٰہی
اور حضرت علی مرتضی کو موقوفی جنگ اور قبول امر ثالثی مین خاطی و گمراہ بلکہ کافر

ف کیفیت حدوث خوارج مجملاً بقدر ضرورت

سمجھکر آمادۂ خروج ہوئے اور لشکر حضرت علی مرتضی سے خارج ہوکر صف آرا ہو گئے
اوسوقت حضرت علی مرتضی نے حضرت ابن عباس کو واسطے فہمایش اون لوگون کے
بھیجا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے باستناد آیۂ قرآنی تقریر رفع شبہہ کے فرمائی اور بہت کچھ
سمجھایا مگر اکثرون کی سمجھ مین نہ آیا صرف تھوڑے آدمیون نے ہدایت پائی اور
اصل حقیقت کو سمجھکر خروج سے توبہ کی مابقی اکثر تحت شمشیر حیدری آئے اور زیر و زبر ہوئی
اوسوقت معجزۂ حضرت نبوی جسکی خبر آپنے پہلے سے دی تھی ظاہر ہوا اور جو حلیہ آپنے
ایک شخص کا خوارج سے تبلایا تھا وہ سب نمایان ہو گیا اور یہ قتل خوارج
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حقیت پر شاہد عادل ٹھرا اسواسطے کہ صحیح مسلم مین مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات مین اپنے فرماگئے تھے کہ ایک وقت مین امت
ہماری دو فرقہ ہو جائیگی اوسوقت اونمین سے ایک تیسرا فرقہ خارج دین نکلیگا
قتل کریگا اوسکو اون دو فریق سے وہ فرقہ جو اولی بالحق ہوگا لفظ حدیث یہ ہی
یکون فی امتی فرقتان فتخرج من بینہما مارقۃ یلی قتلہم اولاہم بالحق اور اسی حدیث
اور امثال سے اسکی احزاب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا غیر مصیبت اور برسر بغاوت
ہونا بھی ظاہر ہو گیا و لیکن چونکہ وہ لوگ متاول تھی اور گرفتار خطای اجتہادی جو معفو
ہوتی ہی ہوگئے تھے دائرۂ ایمان سے خارج اور مستوجب لعن و طعن نہین ہو سکتی چنانچہ
امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین قولہ صلی اللہ علیہ وسلم تقتلہم اولی الطائفتین
الی الحق و فی روایۃ اولی الطائفتین بالحق ہذہ الروایات صریحۃ فی ان علیا رضی اللہ عنہ
کان ہو المصیب المحق والطائفۃ الاخری اصحاب معاویۃ کانوا بغاۃ متاولین و فیہ
التصریح بان الطائفتین مومنون لایخرجون بالقتال عن الایمان ولا یفسقون

ف قتل خوارج سے ثابت ہے حقیت حضرت علی المرتضی ہونیکا بیان

وہذا مذہبنا و مذہب موافقینا انتہی مختصر ابقدر الحاجۃ اور بھی جن احادیث مین خبر دینا
آنحضرت کا احوال خوارج سے مذکور ہی اوسمین یہ جملہ موجود ہی لئن ادرکتہم لاقتلنہم قتل
ثمود اور بعضی روایات مین آیا ہی فاذا لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجراً لمن قتلہم
عند اللہ یوم القیمۃ یعنی اگر ہم پاتے خوارج کو تو قتل کرتے مثل قتل ثمود کے کہ نام
ونشان باقی نہین رہتا اور اگر تملوگ خوارج کو پاؤ تو قتل کرو اسواسطے کہ جو شخص قتل کریگا
اس فرقے کو وہ بروز قیامت اجر پاویگا پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات پاک سی
ظہور ارادہ نبویہ کا بخصوص قتل و استیصال خوارج کے ہوا اور بوجہ قتل کرنے خوارج
کے آپکا مستحق اجر و ثواب ہونا بنص حدیث ثابت ہوا اسقدر حال ملتقطاً صحیح مسلم سے
لکھا گیا جسکو حال تفصیلی خروج خوارج اور شناعت و مذمت کا اس فرقے کے دریافت
کرنا ہو وہ صحیح مسلم مین دیکھے کہ اوسمین بہت تفصیل کے ساتھ احادیث مظہرہ شناعت
خوارج مروی ہین اب جاننا چاہیے کہ جسقدر احوال خروج خوارج کا لکھا گیا اوس سے
منشا خروج خوارج کا صلح کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اور قبول ثالثی اور موقوف
کرنا جنگ کا پڑا تھا نہ جنگ وجدال جیسا کہ بعضی اماجد نے سمجھا ہی اور وقوع جنگ
میان حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کو منشا خروج خوارج سمجھکر لکھا ہی خوارج
حضرات خلفائے ثلثہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت مانند
سنت وجماعت کے قبول کرتے ہین جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ کو لڑائی کرنے مین پایا اپنے کو اطاعت سے خلیفہ کے الگ کرلیا بلکہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بد کہنے لگے انتہی اس مقام پر بعضی عبارات کتب معتبرہ کی
نقل کیے دیتا ہون جس سے موقوفی جنگ وقبول تحکیم کا باعث خروج خوارج پڑنا

ف: قتل و استیصال خوارج کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ بنص حدیث مستحق اجر و ثواب ہوئی

ف: واقعہ صلح و تحکیم باعث خروج خوارج ہی نہ جیسا کہ بعضی اعیان نے غلط سمجھا ہی

ف: نقل عبارت بعضی اعیان کی جنھون نے بیان منشاء خروج خوارج مین غلطی کی

بصراحت تمام معلوم ہو جائیگا شرح مقاصد میں مرقوم ہی المارقون هم الذين نزعوا اليد
عن طاعة علي ما بايعوه و ما تابعوه في حرب اهل الشام زعما منهم انه كفر حيث رضي بالتحكيم
وغاية متشبثهم ان الله تعالى اوجب القتال بقوله تعالى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء الى امر الله
فلا يجوز العدول عنه الى التحكيم انتهى ملخصا وملتقطا اور تاريخ الخلفاء مين مسطور ہی ثم انصرف
الى الكوفة ثم خرج عليه معاوية بن ابي سفيان ومن معه بالشام فبلغ عليا فسار فالتقوا
بصفين في صفر سنة سبع وثلثين ودام القتال بها اياما فرفع اهل الشام المصاحف
يدعون الى ما فيها مكيدة من عمرو بن العاص فكره الناس الحرب وتداعوا الى الصلح وحكموا
الحكمين فافترق الناس ورجع معاوية الى الشام وعلي الى الكوفة فخرجت عليه الخوارج من
اصحابه ومن كان معه وقالوا لا حكم الا لله وعسكروا بحروراء انتهى ملتقطا بقدر الحاجة
اور علامه عبد العزيز احمد بن محمد علاء الدين بخاري رحمه الله كتاب التحقيق شرح حسامي مين
لكھتے ہين المخالفة لما تحكمت بين علي ومعاوية رضي الله عنهما وكثر القتل والقتال بين
المسلمين جعل اصحاب معاوية المصاحف على رؤس الرماح وقالوا لاصحاب علي رضي الله
عنه بيننا وبينكم كتاب الله تعالى يدعوكم الى العمل به فاجاب اصحاب علي رضي الله عنه الى ذلك
وامتنعوا عن القتال ثم اتفقوا على ان ياخذوا حكما من كل جانب فمن اتفق الحكمان على
امامته فهو امام وكان علي رضي الله عنه لا يرضى بذلك حتى اجتمع عليه اصحابه فوافقهم عليه
فاختير من جانب معاوية عمرو بن العاص وكان داهيا ومن جانب علي رضي الله عنه
ابو موسى الاشعري رضي الله عنه وكان من شيوخ الصحابة فقال عمرو لابي موسى
الاشعري نعزل هما او لا ثم نتفق على واحد منهما فاجابه ابو موسى الاشعري اليه ثم قال لابي
موسى الاشعري انت اكبر سنا مني فاعزل عليا او لا عن الامامة فصعد موسى المنبر وحمد الله

تعالی واثنی علیہ ودعا للمومنین والمومنات وذکر الفتنۃ ثم اخرج خاتمہ من اصبعہ وقال
اخرجت علیا عن الخلافۃ کما اخرجت خاتمی من اصبعی ونزل ثم صعد عمرو المنبر فحمد
اللہ تعالی واثنی علیہ ودعا للمومنین والمومنات وذکر الفتنۃ ثم اخذ خاتمہ وادخلہ فی اصبعہ
وقال ادخلت معاویۃ فی الخلافۃ کما ادخلت خاتمی ہذا فی اصبعی فعرف علی رضی اللہ عنہ
انہم افسدوا علیہ الامر فخرج علی علی رضی اللہ عنہ قریب من اثنی عشر الف رجل من عسکرہ
زاعمین ان علیا کفر حین ترک حکم اللہ تعالی واخذ بحکم الحکمین فہولاء ہم الخوارج الذین تفرقوا
فی البلاد انتہی بقدر الحاجۃ ہرگاہ حال عقیدۂ خوارج وشیعہ کا بخصوص صحابہ واہلبیت کے معلوم
ہو چکا ہین ہین ہونا مذہب اہل سنت کا جو سابقا مجملا حیز تحریر مین آیا اوسکو بوضاحت
ذہن نشین کر لینا چاہیے توضیح اوسکی یہ ہی کہ اہل سنت وجماعت نہ مثل خوارج کے معاند
اہلبیت ہین نہ مثل شیعہ کے محقر شان صحابہ ہین بلکہ جیسا کہ حسن عقیدت ساتھ تمامی
صحابہ کے رکھتے مین محبت وحسن عقیدت ساتھ سائر اہلبیت کے بھی لازم وواجب
جانتے ہین اور جسطرح تنقیص شان صحابہ اہل سنت کے نزدیک موجب زیغ وضلال
ہی ادنی عناد وکسر شان اہلبیت بھی موجب نکال ووبال ہی نور الانوار مین تحت
شرح معنی صراط مستقیم وبیان مصداق اوسکے لکھا ہی الصراط المستقیم ہو الصراط الذی
یکون علی الشارع العام ویسلکہ کل واحد من غیر ان یکون فیہ التفات الی شعبۃ الیمین
والشمال وہو الذی یکون معتدلا بین الافراط والتفریط وہذا صادق علی عقائد السنۃ
والجماعۃ فانہا متوسطۃ بین الجبر والقدر وبین الرفض والخروج وبین التشبیہ والتعطیل
الذی فی غیرہا انتہی حضرت استاذ الاستاذ الحافظ الحاج مولانا عبد الحلیم ادخلہ اللہ جنۃ
النعیم قمر الاقمار مین افادہ فرماتے ہین قولہ بین الرفض والخروج الروافض رفضوا اکثر

فصل بمذہب اہل سنت وجماعت جملہ صحابہ واہلبیت واجب التعظیم ہین اور تحقیر ہر ایک کی ان دونون سے بہت ضلالت وگمراہی ہی

الصحابة وانكروا امامة الشيخين ومسح على الخفين وسبوا معاوية واخرابه فهم افرطوا في محبة
علی کرم اللہ وجہہ والخوارج فرطوا فی محبتہ حتی خرجوا عن الطریقۃ القویمۃ وحاربوا مع
علی رضی اللہ عنہ وشتموا اصہارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل السنۃ والجماعۃ کفوا اللسان
واتفقوا بان الصحابۃ کلہم عدول الامۃ وخیارہا والادلۃ فی علم الکلام انتہی اور مولانا
شاہ عبد العزیز قدس سرہ تحفۂ اثنا عشریہ مین بجواب کید بست وچہارم کے افادہ
فرماتے ہین اہل سنت اجماع دارند برانکہ محبت اہلبیت کلہم بر ہر مسلم ومسلمہ فرض ولازم
وداخل در ارکان ایمان ست ودر فضائل اہلبیت جمعا وفرادی بر تصانیف پرداختہ
ومناقب ایشان را روایت نمودہ وعمرہا بانواع سبب مروانیہ وعباسیہ درین مقدمہ
بر خاش کردہ طائفہ از ایشان مثل سعید بن جبیر ونسائی شہید شدند وطائفہ اذیت
ورنج بسیار کشیدند انتہی بقدر الحاجۃ پس ہم لوگ اہل سنت کو لازم ہی کہ دونو جانب کا
لحاظ موافق عقیدہ مقتدایان اپنی رکھین اور افراط وتفریط سے باز رہین عجائب
قدرت ایزدی سے یہ امر ہی کہ عدو سنی[113] وحب علی کا ایک ہی جس سے سنی کا محب علی
ہونا لطیفہ نمایان اور موجب ازدیاد عرفان اہل ایقان ہی **مقصد اول**
**بیان فضائل عامہ صحابۂ کرام علیہم رضوان الملک العلام** مین اکثر آیات قرآنیہ
فضل عامہ صحابہ پر باین صراحت واشارت جلی دال ہین کہ انصافا کسی اہل علم کو
اوس سے انکار نہین ہو سکتا منجملہ اوسکے بعضی آیات بنظر نزہت طبع ناظرین نقل
کرتا ہون فرمایا اللہ جل شانہ نے سورۂ آل عمران مین فالذین ہاجروا واخرجوا من
دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنہم سیاتہم ولادخلنہم جنات تجری من
تحتہا الانہار الآیۃ حاصل مطلب اس آیۂ کریمہ کا یہ ہوا کہ جن لوگون نے ہجرت کی

اور گھروں سے اپنے نکالے گئے اور میری راہ مین ایذا دیے گئے یعنی بوجہ قبول کرنے دین
اسلام کے انواع اذیت وتکلیف سے کفار مین مبتلا ہوئے اور لڑے ساتھ کفار کے اور
قتل کیے گئے ہر آئینہ بخشدینگے ہم گناہونکو اونکے اور داخل کرینگے اون لوگونکو بہشت مین
جسکے نیچے نہرین جاری ہین اس آیہ کریمہ سے مغفور ہونا مہاجرین کا اور موعود بہ ادخال جنت
ہونا اون لوگونکا ثابت ہوا اور سورۂ انفال مین ارشاد رب العباد ہے والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا
فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا اولئک ہم المؤمنون حقا لہم مغفرۃ ورزق کریم یعنی جو لوگ کہ
ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیے راہ خدا مین اور وہ لوگ کہ جگہ دی اون لوگون نے مہاجرین
اور مدد کی پیغمبر خدا کی ہر طرح سے وہ لوگ مومن ہین حقا اور یقیناً واسطے اون لوگونکے مغفرت ہے
اور روزی نیک ہے جنت مین اس آیہ پاک سے تمامی مہاجرین وانصار کا کامل الایمان اور مغفور اور
مستحق نعمتہائے بہشتی ہونا ثابت ہوا اور فرماتا ہے حق سبحانہ تعالی شانہ سورۂ براءۃ سیپارہ واعلموا مین
الذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ہم الفائزون
یبشرہم ربہم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لہم فیہا نعیم مقیم خالدین فیہا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم یعنی جو لوگ
ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیے راہ خدا مین اپنے مال وجان سے وہ لوگ اعظم ہین از روی درجہ
عند اللہ یعنی خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتے مین اور وہ لوگ ہین پہونچے ہوئے منزل مقصود پر خوشخبری
دیتا ہے اون لوگونکو رب اون لوگونکا ساتھ رحمت اپنی اور خوشنودی کامل اور بہشتون کے کہ ہے
اون مین نعمت دائمی غیر منقطع کہ کبھی نہ گھٹیگی اور وہ لوگ اوس مین ہمیشہ ہمیشہ نعمتہائے مستمرہ سے
نفع اوٹھائینگے اور نزدیک خدا کے واسطے اون لوگونکے ثواب عظیم ہے اور سورۂ براءۃ سیپارہ
یعتذرون مین ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم حاصل مطلب آیہ کریمہ کا

یہ ہوا کہ سابقین اولین مہاجرین و انصار سے یعنی وہ صحابہ کہ سبقت کی اون لوگون نے قبول کرنے مین ایمان کے اور ہجرت کی اور نصرت دین مین رہی اور وہ لوگ کہ پیروی کی اون لوگون نے سابقین کی نیکی یعنی ایمان و طاعت مین یعنی وہ صحابہ کہ بعد مہاجرین و انصار سابقین کے داخل ایمان ہوئے اور سابقین کی راہ پر چلے راضی اور خوشنود ہوا اللہ جل شانہ اون سب لوگون سے اور راضی و خوشنود ہوئے وہ لوگ خدا سے اور موجود کر رکھین ہین خدا نے واسطے اون لوگون کے بہشتین کہ جاری ہین نیچے درختان یا منازل اوسکی کے نہرین ہمیشہ رہینگی وہ لوگ بہشتون مین یہ مرتبہ بزرگ ہی انتہی حاصل معناہ اِن آیات سے معلوم ہوا کہ مہاجرین و انصار اور اونکے سوا اور جسقدر صحابہ تھے سبکا رتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہی اور سب موعود بدخول جنت ہین اور اللہ جل شانہ اون سب لوگون سے راضی ہی پس غیر انبیا کے لیے اس سے زیادہ کیا فضل و رتبہ ہوگا کہ خود پروردگار عالم ان بزرگان کے شان مین اظہار رضامندی و خوشنودی فرماتا ہی اور علو درجت اور وعدۂ ادخال جنت کی خبر دیتا ہی اِن نصوص سے معلوم ہوا کہ رتبہ جملہ صحابہ کا بہت بڑا ہی اور اگر کسی سے بمقتضای بشریت گاہی صدور زلت و خطا کا ہوا ہی وہ بنص قرآنی مغفور ہی اور ذوات عالیات اون بزرگان کے الزام و مواخذۂ اخروی سے بری ہین اور اس قسم کے آیات قرآن پاک مین بہت ہین بنظر اختصار صرف نقل چند آیات پر اقتصار کیا ہر گاہ فضائل مہاجرین و انصار و دیگر عامۂ صحابہ بنص آیات منقوش اذہان ناظرین ہو چکے اوسی سے فضیلت خلفاء اربعہ راشدین حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی معلوم ہو گئی کہ یہ چارون بزرگوار بھی زمرۂ مہاجرین مین داخل ہین

معانی آیات منقولہ سے جملہ مہاجرین و انصار کا مغفور ہونا داخل جنت ہونا ثابت ہوا

بناءً علیہ جو جو فضائل عامۂ مہاجرین کے بنص آیات و احادیث ثابت ہونگے اون سب
فضائل کی مصداق ذوات تقدس سمات ان چارون رکن خلافت کی بھی ٹھریگی
ولیکن خاص خاص آیتین بھی بیان فضائل و مناقب ان بزرگوار مین وارد ہین
جس سے کمال عظمت ان چارون بزرگون کی ہویدا ہوتی ہی منجملہ اون آیات کے
آیہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار الآیہ اور آیہ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی ہی کہ خاص
شان مین حضرت ابوبکر صدیق کے نازل ہوئی ہی اور یہ دو نو آیہ دو گواہ عادل اونکے
اوپر کمال جانفشانی حضرت صدیق کے اشاعت اسلام اور انفاق مال اور حفاظت
رسول رب متعال مین اور اسی آیہ وسیجنبہا الاتقی سے بانضمام مضمون آیہ ان اکرمکم
عند اللہ اتقکم کے افضل و اکرم عند اللہ ہونا حضرت ابوبکر کا سائر ناس و جملہ صحابہ سے
ثابت ہوتا ہی توضیح مرام یہ ہی کہ اللہ جلشانہ نے آیہ وسیجنبہا الاتقی مین حضرت ابوبکر پر
اطلاق اتقی کا فرمایا جس سے حضرت صدیق کا ازید فی التقوی اور دوسرون سے
زیادہ متقی ہونا ثابت ہوا اور آیہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم سے معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص صفت
تقوی مین بڑھکر ہوگا وہ اللہ کے نزدیک بزرگ زیادہ ٹھریگا پس ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بزرگ عند اللہ ہین اور یہی عقیدہ ہی اہل سنت کا کہ حضرت
ابوبکر صدیق رض کو تمامی صحابہ سے افضل و اکرم جانتے ہین علی ہذا آیہ یا ایہا النبی حسبک اللہ
ومن اتبعک من المومنین بیان عظمت شان فاروقی مین نص جلی ہی کہ اللہ جل شانہ
اس آیہ کریمہ مین حضرت عمر کو واسطے اشاعت اسلام اور استیصال کفار و معاندین
رسول فی واللاخرام و اعانت دین متین و رفاقت سید المرسلین کے کافی و بس ارشاد
فرماتا ہی ایسا ہی آیہ الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی

ف بیان بعضی ان آیات کی جو خاص بشان خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم نازل ہین

ف دلیل افضلیت حضرت ابوبکر صدیق کی سائر صحابہ پر بوجہ ہی اتقی

لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون جو شان مین حضرت عثمان ذی النورین رضؓ
کے وقت اعانت اونکی تجہیز و تہیہ سامان غزوۂ تبوک مین نازل ہوئی تھی دال ہی اوپر
کمال رفعت شان عثمانی اور مستحق اجر کثیر اور بیخوف و ڈر ہونے اونکی احوال و شدائد قیامت
وغیرہ سے اور آیہ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا الی قولہ تعالی فوقیہم اللہ
شر ذلک الیوم ولقیہم نضرۃ وسرورا جو وقت تین روزہ نذر رکھنے حضرت علی مرتضی اور اونکے
اور دیدینے افطاری تینو دن کے مسکین و یتیم و قیدی کو اور اختیار کرنے تکلیف فاقہ
تین شب و روز کے بغرض خوشنودی الٰہی نازل ہوئی تھی دال ہی اوپر شدت زہد
وکمال فضل و عظمت مرتضوی کے اور محفوظ رہنے آپکی شر قیامت سے اور متنعم ہونے
آپکے ساتھ انواع نعم کے اور علاوہ آیات قرآنیہ کے احادیث صحیحہ و حسنہ وغیرہ مین
بھی بیان فضائل عامۂ صحابہ و خلفاء راشدین مین بکثرت مروی ہین کہ احصا اونکا
عسیر اور زائد از احاطۂ تحریر و تقریر ہی منجملہ اونکے حدیث صحیح مسلم کی ہی جسکے راوی حضرت
ابو بردہ ہین بذریعہ حضرت ابو موسی اشعری پدر اپنے کے جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شب آسمان کیطرف دیکھا اور فرمایا
کہ ستارے امن ہین واسطے آسمان کے یعنی جبتک ستارے اپنی حالت پر موجود ہین
رونق آسمان کی علی حالہ باقی ہی اور آسمان مین کوئی نقصان نہین آسکتا ہی اور جب
ستارے بروز قیامت بے نور ہوجاوینگے اور گرنے لگینگے آسمان مین طرح طرح کا
نقصان آجائیگا اور ساری رونق اوسکی جاتی رہیگی اسیطور پر مین امن ہون اپنے
اصحاب کے لیے جب مین دنیا سے انتقال کرونگا اصحاب میرے انواع فتن و فساد
وآفات جنگ و منازعت مین مبتلا ہونگے علی ہذا اصحاب میرے امن ہین واسطے

ف یعنی بعض اونمین سے جو دال ہین اوپر فضائل صحابہ کے

تمامی امت میرے لیے جسوقت صحابہ دنیا سے اوٹھہ جاوینگے اوسوقت امت میری مبتلاء
انواع مفاسد و بدعات و حوادث و فسادات ہو جاویگی اس حدیث صحیح سے ذوات
عالیات صحابہ کا موجب امن تمامی امت ہونا ثابت ہوا اور کمال عظمت و جلالت شان
عامۂ صحابہ اس حدیث سے ظاہر ہوئی اور ایک حدیث حاوی تشبیہ صحابہ بالنجوم لفظ
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم جسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ صحابہ میرے مثل ستارونکے
ہین حامل نور ہدایت و عرفان پس جس صحابی کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے جیسا کہ
روشنی ستارہ سے ہدایت ہوتی ہی اور سراغ راہ لگ جاتا ہی بیچ بیان فضل صحابہ کے
زبان زد ہی اور اس حدیث کو دار قطنی و حاکم وغیرہما نے بالفاظ مختلفہ متقاربۃ المعنی
روایت کی ہی لیکن سندین اس حدیث کی اس درجہ مخدوش و مقدوح ہین کہ بعضی
محدثین نے اسکو موضوع لکھدیا ہی مگر حق یہ ہی کہ یا تو یہ حدیث ضعیف ہی جیسا کہ بیہقی نے
ذکر کیا ہی یا بوجہ تعدد طرق کے حسن کہی جاسکتی ہی جیسا کہ امام صغانی سے حاشیہ
مشکوۃ للسید الشریف الجرجانی مین منقول ہی اور علی التقدیرین حسب اصول حدیث
اثبات فضیلت صحابہ کے لیے کافی ہی و لیکن یہ حدیث بر طبق تحقیق محدثین مشہور یا
متواتر بمعنی اصطلاحی ہرگز نہین ہی جیسا کہ بعضی اعیان نے سمجھا ہی اور ذیل تردید
بعضی مزعومات فرقۂ شیعہ کے مشہور و متواتر ہونے کا دعوی کیا ہی اور چونکہ بمقابلۂ
خصم کے دعوی شہرت و تواتر حدیث بعض ممدوح سے سرزد ہوا اور بالحاصل حدیث
بجواب حدیث سفینہ کو متفرع کرکے بنظر تردید و ابطال زعم خصم یہ عبارت کہ کشتی چلانا
دریامین بدون ستارہ شناسی مشکل ہی لکھا ہی گنجایش تاویل ارادہ معنی لغوی کی
باقی نہین رہی کہ مشہور و متواتر ہونا حدیث مبحوث عنہ کا بمعنی لغوی موجب تسلیم

حسن
بیان شمس اور کہ
حدیث اصحابی کالنجوم
اگرچہ حدیث ... کی
مجروح ہین اور بعضے
مشہور و متواتر ...
نہین ہی جیسا کہ بعض اعیان
... مشہور و متواتر
... لکھا ہی

خصم ثبوت مدعا نہین ہوسکتا کما لا یخفی اور مشکوۃ شریف مین حضرت عبد اللہ بن مسعود سے
مروی ہی کہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر وافضل تھے تمامی امت محمدیہ سے
ازروی صفائی دل کے اور کامل و دقیقہ رس زیادہ تھے ازروے علم کے اور کم تکلفات
وتصنعات ستار فہم رکھتے تھے اختیار اور پسند کیا اللہ جل شانہ نے اون لوگون کو
واسطے صحبت نبی اپنے کے اور اختیار کیا اون لوگونکو واسطے قایم رکھنے دین کے
پس پہچانو فضیلتین اونکی اور پیروی کرو اون لوگونکی اور جہانتک ہوسکے اون لوگونکی
اخلاق وعادات کو اختیار کرو کہ وہ لوگ نہایت درجہ راستی اور استقامت پر تھے اور
حدیث خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث صحیح مسلم وغیرہ مین بالفاظ
مختلفہ مروی ہی جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ بہترین اشخاص وہ لوگ ہین جو میرے زمانہ مین ہین
اور اوسکے بعد جو لوگ آئینگے اوسکے بعد جو لوگ آئینگے اس حدیث کی شرح مین محدثین محققین نے تصریح کردی ہی
کہ بمذہب صحیح اہل قرن رسول سے صحابہ مراد ہین اور اوسکے بعد کے لوگون سے تابعین
جنھون نے شرف لقا صحابہ پایا اور اوسکے بعد کے لوگون سے اتباع تابعین جو
مشرف بشرف لقا تابعین ہوے چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین
والصحیح ان قرنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصحابۃ والثانی التابعون والثالث تابعوہم
انتہی اس حدیث سے صحابۂ کرام کا خیر الناس اور بہترین تمامی امت ہونا ثابت ہوا اور
جامع ترمذی مین ایک حدیث بیان فضل صحابہ مین بروایت حضرت عبد اللہ
بن مغفل کے مروی ہی اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت صحابہ کو
اپنی محبت اور بغض صحابہ کو بغض اپنا اور اذیت رسانی صحابہ کو اذیت رسانی ذات
خاص اپنی کے ارشاد فرمائی ہی اور حدیث متفق علیہ مین جسکے راوی حضرت انس بن

بیان فضائل انصار کا

جملہ آیۃ الایمان حب الانصار وآیۃ النفاق بغض الانصار موجود ہی یعنی نشانی ایمان کی
محبت ہی ساتھ انصار کے اور نشانی نفاق کی بغض رکھنا ہی ساتھ انصار کے اس
حدیث سے کمال فضل محبت تمامی انصار ثابت وہویدا ہوا مرض الموت مین جب آنحضرت نے
سنا کہ انصار میری ملاقات کے اشتیاق مین روتے ہین تو آپ شدت علالت مین
کہ درد سر کی شدت وسختی تھی اور سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی تھی حجرۂ شریف سے
مسجد منیف مین آکر منبر پر چڑھکر بعد حمد وثنا کے حاضرین پر بہت تاکید بہ نسبت حسن
سلوک کرنے کے ساتھ انصار کے فرمانے لگے اور اوسوقت انصار کو کرش اپنا کہ
بمعنی معدۂ جانوران کے ہی اور عیبہ اپنا کہ بمعنی جامہ دان وبقچہ کے ہی فرمایا
اس فرمانے سے غرض آنحضرت کی یہ تھی کہ جیسا کہ جانوران اپنے کھانیکی چیزین شکنبہ مین
نگاہ رکھتے ہین اور کپڑے کو انسان بقچے مین بنظر حفاظت کے رکھتا ہی ویسا ہی مینے
قلوب انصار مین اسرار مخزون کیے ہین اور وہ لوگ محل میری امانت کے ہین
بناءً علیہ ہر طرح واجب الاکرام ہین اوسکے بعد آنحضرت نے فرمایا قضوا الذی علیہم یعنی
جو حق اونپر تھا وہ ادا کر چکے اور اپنے مال اور جان کو خدا اور رسول کے کام مین نثار
کر چکے وبقی الذی لہم اور باقی رہگیا حق اون لوگونکا یعنی اجر وثواب نصرت دین کا
کہ ادخال بہشت وغیرہ ہی بموجب وعدۂ ایزدی کے فاقبلوا من محسنہم پس جو لوگ
انصار مین نیک کار ہون اور کوئی نیکی کرین اوسکو قبول کرو وتجاوزوا عن مسیئہم
اور جو اونمین سے بدکار ہون اونکی بدی سے درگذر کرو یہ حدیث صحیح بخاری مین حضرت
انس سے مروی ہی اور اس حدیث مین یہ جملہ بھی موجود ہی فصعد المنبر ولم یصعد بعد
ذلک الیوم یعنی آنحضرت منبر پر چڑھے واسطے بیان فضائل وتاکید مراعات تکریم

وحقوق انصار کے اوسکے بعد پھر آپکو اتفاق منبر پر چڑھنے کا نہوا پس معلوم ہوا کہ یہ آخر وصیت آپکی بحق انصار تھی اس قصے سے خیال کرنا چاہیے فضل و عظمت و علو رتبت انصار کو اور محبت رسول اللہ کو ساتھ اون بزرگون کے یہ سب فضائل عامہ صحابہ مہاجرین و انصار کے معرض تحریر مین آئے ہٰ اور ماورا اس فضائل عامہ کے بعض صحابہ ساتھ فضائل مخصوصہ کے مختص اور بوجہ اس اختصاص کے عامہ صحابہ سے ممتاز ہین منجملہ اون مخصوصین کے عشرہ مبشرہ ہین یعنی دس صحابی جلیل القدر حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عبدالرحمن بن عوف و حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت سعید بن زید و حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح کہ آنحضرت نے حدیث واحد مین ان بزرگوار ونکے جنتی ہونیکی خبر دی ہے بناءً علیہ اہل حق کے نزدیک جنتی ہونا ان لوگونکا قطعی و یقینی ہے اور فضائل ہر ایک کے ان بزرگون سے بانفرادہ کتب حدیث و سیر مین بشرح و بسط تمام مذکور ہین اور یہ صحابہ ماورائے اپنے افضل و اکرم ہین اور منجملہ اونکے اصحاب بدر ہین کہ عدد اونکے حسب تصریح ارباب سیر تین سو تیرہ ہین صحیح بخاری مین رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ ایکروز حضرت جبرئیل علیہ السلام بحضور نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپ لوگ اون لوگون کو جو جنگ بدر مین شریک تھے کس رتبے کا سمجھتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا من افضل المسلمین یعنی ہمارے مسلمین سے اون لوگون کو افضل و بہتر جانتے ہین تب حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ ایسا ہی ہم بھی اون فرشتون کو جو جنگ بدر مین واسطے قتل کفار کے آئے تھے بقیہ ملائکہ سے افضل جانتے ہین اور حدیث صحیح مین جو وارد ہے لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد

ف ذکر مختص ہونے عشرہ مبشرہ کا ساتھ فضائل عامہ کے اور تفصیل اسامی عشرہ مبشرہ کی

ف ذکر فضائل خاصہ اصحاب بدر

غفرت لکم جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ اللہ جل شانہ آگاہ ہوا اوپر خلوص نیت وجانفشانی
اہل بدر کے پس فرمایا کہ کرو جو چاہو تحقیق کہ بخشدیا مینے تملوگون کو اور بعضی روایت
مین آیا ہی فقد وجبت لکم الجنۃ یعنی پس تحقیق کہ واجب ہوئی جنت واسطے تم لوگونکے
یکمال درجی کی بشارت ہی بحق اہل بدر اور دال ہی اوپر کمال مقبولیت اعمال
اون لوگونکے اور برگزیدہ ہونے اون لوگونکے عنداللہ مگر یہ بھی واضح رہے کہ باجماع
علما یہ بشارت غفران کی آخرت کے لیے ہی حدود شرعیہ کا سقوط دنیا مین اس سے
مراد نہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حد قائم کرنا اوپر بعض بدری کے اور خود حد مارنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مسطح پر باوجود بدری ہونے کے اس عدم سقوط
حدود شرعیہ دنیا دیہ پر شاہد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم قال
العلماء معناہ الغفران لہم فی الآخرۃ والا فان توجہ علی احد منہم حد وغیرہ اقیم علیہ فی الدنیا
ونقل القاضی عیاض الاجماع علی اقامۃ الحد واقامہ عمر علی بعضہم قال وضرب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مسطحا الحد وکان بدریا انتہی اور منجملہ مخصوصین بفضائل خاص
کے اہل احد ہین کہ فضائل اونکے کتب سیر واحادیث مین مذکور اور بعد اہل بدر کے
افضل مسلمین ہونا شرکاے جنگ احد کا معتبرات مین منصوص ومسطور ہی علی ہذا اہل حدیبیہ
بھی مخصوصین وحائزین کمالات خاصہ کے بنص قرآن وحدیث ہین آیہ سورۂ فتح لقد
رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اہل حدیبیہ کی شان مین وارد ہی جسمین
راضی وخوشنود ہونا پروردگار عالم کا اون لوگون سے مصرح ہی اور صحیح مسلم مین حضرت
حفصہ سے مروی ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان لا یدخل النار

ف بشارت مغفرت جو بحق اہل بدر وارد ہی اوس سے مراد وقوع مغفرت اخروی ہی نہ سقوط حدود شرعیہ

ف بیان فضائل اہل حدیبیہ

ان شاء اللہ تعالی احد شہد بدرا والحدیبیہ الحدیث یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
نے کہ مین امید کرتا ہون کہ نہین داخل ہوگا نار مین کوئی شخص اون لوگونسے جو حاضر ہوئے
غزوۂ بدر اور حدیبیہ مین اور ایک روایت مین یون آیا ہی لا یدخل النار ان شاء اللہ تعالی
من اصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا فیہا یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
ان شاء اللہ تعالی داخل نار نہوگا اصحاب شجرہ سے کوئی شخص یعنی اون لوگون مین سے
کہ جو شریک بیعۃ الرضوان رہی اور مقام حدیبیہ مین زیر درخت سمرہ بیعت کے کوئی آدمی
جہنم مین نہ جائیگا تنبیہ اس مقام پر چند امر کو مرتسم ضمیر کرلینا چاہیے کہ اوسپر ایک امر
ضروری کی تفریع موقوف ہی اول یہ کہ باعث بیعۃ الرضوان کا یہ ہوا تھا کہ جب

ف ذکر منشا و باعث بیعۃ الرضوان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حدیبیہ مین ٹہرے اور کفار قریش آپکو مکے جانسے مانع ہوئے
تب آپنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطریق سفارت مکہ معظمہ روانہ کیا تاکہ قریش کو
ارادے سے آنحضرت کے کہ آپ صرف بہ نیت عمرہ تشریف لائے ہین جنگ و جدال مقصود
نہین ہی مطلع کرین تاکہ وہ لوگ اصل حال پر مطلع ہوکر منع دخول مکہ سے باز آدین
حضرت عثمان کو مکہ معظمہ مین کفار نے روک رکھا لہذا آپکے واپس آنے مین تاخیر ہوئی
اور یہ خبر ہوئی کہ کفار سامان جنگ کر رہے ہین اور بعضی روایات مین ہی کہ یہ خبر
لشکر آنحضرت مین مشہور ہو گئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو مع ہمراہیان قتل کر ڈالا
یہ خبر سنکر آپ بہت ملول ہوئے اور ایک درخت تھا حدیبیہ مین جسکو اہل عرب سمرہ
کہتے ہین اوس درخت سے آپنے پشت مبارک لگا دی اور صحابہ سے اوپر ثابت قدم رہنے کے
مقابلۂ کفار کے مین بیعت لی تفسیر مدارک مین مرقوم ہی لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ
یبایعونک تحت الشجرۃ ہی بیعۃ الرضوان سمیت بہذہ الآیۃ وقصتہا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حين نزل بالحديبية بعث خراش بن امية الخزاعي رسولا الى اهل مكة فهموا به فمنعه الاحابيش
فلما رجع دعا بعمر ليبعثه فقال اني اخافهم على نفسي لما عرف من عداوتي اياهم فبعث عثمان
ابن عفان فخبرهم انه لم يات بحرب وانما جاء زائرا للبيت فوقروه واحتبس عندهم فارجف
بانهم قتلوه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا نبرح حتى نناجز القوم ودعا الناس
الى البيعة فبايعوه على ان يناجزوا قريشا ولا يفروا تحت الشجرة وكانت سمرة وكان عدد
المبايعين الفا واربعمائة انتهى اور صحیح بخاری مین جو قول حضرت عبد الله بن عمر کا
بجواب معترض مصری کے کہ حضرت عثمان پر طاعن تھا مروی ہی فی الجملہ مشعر حال
و باعث بیعت حدیبیہ کی وہ یہ ہی واما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان احد اعز ببطن
مكة من عثمان لبعثه فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة الرضوان
بعد ما ذهب عثمان الى مكة انتهى اور مرقاة شرح مشكوة مین مرقوم ہی بعث رسول الله
صلى الله عليه وسلم عثمان الى مكة فاستقبله اهله ورهطه وركبوه قدامهم واجاروه من
ان تعرض احد له وقالوا اطف بالبيت لم تركت فقال حاشا ان اطوف بغيبته صلى الله
عليه وسلم وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة وشاع عندهم ان المشركين
تعرضوا لحرب المسلمين فاستعد المسلمون القتال وبايعهم النبي صلى الله عليه وسلم على
ان لا يفروا وقيل بل جاء الخبر بان عثمان قتل انتهى اور قصہ بھیجنے آنحضرت کا حضرت
عثمان کو حدیبیہ سے مکہ معظمہ مین واسطے پیام رسانی کے اور متوقف ہونا حضرت عثمان کا
مکے مین بوجہ روکنے کفار کے اور مشتہر ہونا آپکی قتل کی خبر کا اور اسی خبر کا منشا بیعت
حدیبیہ پڑنا بتفصیل و توضیح سے مدارج النبوة اور معارج النبوة وغیرہ کتب سیر مین
بھی موجود ہی بنظر اختصار نقل عبارات اون کتب سے اغماض کیا امر دوم وہ قصہ

حدیبیہ و بیعۃ الرضوان کا وقوع سنہ چھہ ہجری مین ہوا ہی چنانچہ معارج النبوۃ مین مرقوم
ہی از وقائع کلیہ کہ در سال ششم بود و در رسیدہ غزوۂ حدیبیہ است انتہی اور امام نووی
رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم مین ضمن نقل روایات تعداد عمر نبویہ و تنقیح از منہ وقوع اونکی کے
لکھتے ہین فالحاصل من روایۃ انس و ابن عمر اتفاقہما علی اربع عمر و کانت احدہن فی ذی القعدۃ
عام الحدیبیۃ سنۃ ست من الہجرۃ وصدوا فیہا فتحللوا وحسبت لہم عمرۃ انتہی امر سوم
غزوۂ بدر سنہ دو ہجری مین ہوا تھا حضرت مولانا و استاذنا الفاضل المتین العریف النبیل
الفطین الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب قبلہ مد ظلال فیوضہ تذییلۃ الدرایۃ
المقدمۃ الہدایۃ مین افادہ فرماتے ہین بدر اسم لموضع الغزوۃ العظمی لسبع عشرۃ خلت من
رمضان من السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ انتہی اور شرح صحیح مسلم للنووی کے باب الامداد
بالملائکۃ فی غزوۃ بدر و اباحۃ الغنائم مین مرقوم ہی کانت غزوۃ بدر یوم الجمعۃ لسبع عشرۃ
خلت من شہر رمضان فی السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ انتہی بقدر الحاجۃ تفسیر حسینی مین تحت
آیہ یوم التقی الجمعان کی جو عبارت روز جنگ بدر سے ہی لکھا ہی و آن روز جمعہ ہفدہم رمضان
در سنہ ثانیہ از ہجرت بود انتہی امر چہارم حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کا انتقال اوسی زمانے مین ہوا ہی جس زمانے مین آنحضرت بدر مین تھے چنانچہ ملا علی
قاری کی شرح فقہ اکبر مین ذیل احوال حضرت رقیہ کے لکھتے ہین توفیت والنبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم ببدر انتہی اور شرح مواہب لدنیہ للزرقانی مین لکھا ہی و توفیت ای الرقیۃ
والنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ببدر حین وصل زید بن حارثۃ بالبشارۃ بقتل المشرکین وہی ابنۃ
عشرین سنۃ کما فی الفتح انتہی اور جذب القلوب مین ذیل وقائع سنہ ثانیہ ہجرت کے
مرقوم ہی و درین سال غزوۂ بدر کبری کہ مشہور است در صبح ہفدہم رمضان وقوع یافتہ

امر دوم: اثبات اس امر کا کہ واقعہ حدیبیہ سنہ ۶ ہجری مین ہوا

امر سوم: غزوۂ بدر سنہ ۲ ہجری مین واقع ہوا

امر چہارم: [illegible]

سبب نگونساری کفر و باعث برعزت اسلام شد و هم درین ایام رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کہ زوجۂ عثمان بن عفان بود در مدینہ منورہ وفات یافت و اسامہ بن زید
و عثمان بن عفان بدفن وی مشغول بودند کہ بشارت این فتح عظیم بمدینۂ مکرمہ رسید
انتہی امر پنجم وجہ عدم حضوری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غزوۂ بدر مین بیماری
حضرت رقیہ بنت رسول اللہ کی ہوئی تھی چنانچہ مزیلۃ الدرایہ مین مرقوم ہی ولم یشہد
بدرا لانہ کان فی خدمۃ مرض زوجتہ رقیۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور
صحیح بخاری مین روایۃً عن عبداللہ بن عمر تصریح اس امر کی موجود ہی عبارت
صحیح بخاری کی یہ ہی واما تغیبہ (ای عثمان) عن بدر فانہ کانت تحتہ رقیۃ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت مریضۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان لک اجر رجل ممن شہد بدرا وسہمہ الحدیث اور فاضل محمد عبدالباقی زرقانی
شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین روی بن المبارک عن یونس عن الزہری تخلف
عثمان عن بدر علی امرأتہ رقیۃ وکانت قد اصابہا الحصبۃ فماتت وجاء زید بشیرا وعثمان علی قبرہا
انتہی ہرگاہ امور پنجگانہ بسند کتب معتبرہ ثابت و ذہن نشین ہوئی معلوم ہوا کہ یہ تحریر
بعض معاصرین کی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نیچے درخت بیعۃ الرضوان
کے اصحاب سے بیعت لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بسبب تجہیز و تکفین حضرت رقیہ
رضی اللہ عنہا کے حاضر نتھے الخ) محض غلط اور صریح مخالف کتب حدیث و سیر ہی
اور وجوہ و دلائل غلطی کے نظر بامور مذکورۂ مستندہ بالمعتبرات کے خود ظاہر ہین کچھ
حاجت بیان و توضیح کی نہین ہی ہر چند فضائل صحابہ احادیث مین بہت وارد ہین
مگر چونکہ نقل مین اون احادیث کی طوالت مُمل ہو گی لہذا اسیقدر پر قصر کرتا ہون کہ آیات

منقولہ و احادیث مذبورہ الصافا واسطے اعتراف بوفور فضائل صحابہ کے کافی وبس ہین اب بعضی احوال فضائل اشتمال خلفا اربعہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علے رضی اللہ عنہم کا لکھتا ہون تاکہ فضیلت ان چارون بزرگوار کی ماعدا سے اپنے بخوبی ذہن نشین ناظرین ہو جاوے

## مقصد دوم ذکر فضائل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین

حضرت ابوبکر خلیفہ اول حضرت رسول خالق اکبر کا نام بر مذہب صحیح ورای جمہور علما عبداللہ تھا اور ملقب بہ عتیق و صدیق تھے عتیق جو لقب اونکا ہوا کب ہوا اور کیا منشا اوسکا پڑا اسمین بہت سی روایتین آئی ہین ابن مندہ اور ابن عساکر نے موسی بن طلحہ سے روایت کی ہی کہ حضرت ابوبکر کے والدہ کی بطن سے جو لڑکے ہوتے تھے مر جایا کرتے تھے اس وجہ سے جب حضرت ابوبکر رض پیدا ہوئے تو وہ اونکو بیت اللہ شریف کے نزدیک لائین اور بیت اللہ کیطرف رخ کر کے کھڑا کیا اور یہ دعا کی کہ الہی اس لڑکے کو موت سے آزاد کر اور اسکو مجھے بخشدے اوس روز سے اپکا لقب عتیق ہوا اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہی انما سمی عتیقا لحسن وجہہ یعنی حضرت صدیق کا نام عتیق بوجہ عتاقت وجہ یعنی حسن و جمال و خوش روئی اونکے ہوا اور اکثر احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق من النار فرمایا یعنی یہ شخص آزاد ہی نار سے اس وجہ سے آپکا لقب عتیق ہوا اس وجہ تلقب کو ابو یعلی اور ابن سعد اور حاکم اور ترمذی نے حضرت عایشہ سے اور بزار و طبرانی نے عبداللہ ابن زبیر سے بالفاظ مختلفہ روایت کی ہی اور بعضی علما نے تصریح صحت اس وجہ کی فرمادی ہی چنانچہ تحفۃ المحبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم ہی وملقب بالعتیق

ف
در وجہ ملقب ہونا
حضرت ابوبکر رض
کا ساتھ عتیق کے

العتاقتہ وجہای لجمالہ وقیل لانہ لم یکن فی نسبہ مایعاب بہ وقیل لان النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم قال لہ انت عتیق اللہ من النار وہو الصحیح انتہی اور بعضی محدثین نے وجہ ملقب
بہ عتیق ہونیکی مقدم ہونا حضرت ابوبکرؓ کا امور خیر مین لکھا ہی کہ عتیق کے معنی کہنہ
و دیرینہ بھی ہین اور بعضون نے برگزیدگی نسب صدیقی اور خالی ہونا اونکی نسب کا عیب سے
وجہ تلقب بالعتیق کی قرار دی ہی کہ عتیق کے معنی برگزیدہ بھی آئے ہین علی ہذا آپکی ملقب
بصدیق ہونے مین روایات مختلفہ وارد ہین بعضون نے لکھا ہی کہ بوجہ متصف بصدق
و راستی ہونے کی جاہلیت ہی سے اس لقب کے ساتھ ملقب و مشہور تھے اور حضرت حسن بصری
و قتادہ سے مروی ہی کہ چونکہ حضرت ابوبکرؓ ہر خبر رسول اللہ کی تصدیق فرمایا کرتے تھے لہذا
ملقب بصدیق ہوئے اور اکثر احادیث مین بروایت حضرت انس و ابوہریرہ وغیرہ کے
وجہ تلقب بصدیق کی تصدیق خبر معراج نبوی کے مروی ہی یعنی بعد بیان کرنے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال معراج کو حضرت ابوبکر نے تصدیق رسول اللہ کی لہذا
اوس روز سے مشتہر بصدیق ہوئے حضرت ابوبکر نہایت درجہ عفیف و پرہیزگار اور زمانہ
جاہلیت ہی سے مہذب و باوقار تھے ابن عساکر نے حضرت صدیق کے حال مین لکھا ہی
ما قال ابوبکر شعرا قط یعنی کبھی حضرت ابوبکرؓ نے شعر نہ کہے ظاہر یہ ہی کہ مراد اوس سے نفی
عادت دائمہ شعر کہنے کی ہی یا نفی اشعار جاہلیت کی جیسا کہ اکثر شعراء جاہلیت کا دستور تھا
اور نیز ابن عساکر و ابونعیم وغیرہ نے لکھا ہی کہ حضرت ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت ہی مین
شراب پینا چھوڑ دیا تھا اور استعمال شراب کو بد و قبیح جانتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ کا اول
من اسلم ہونا یعنی سب سے پہلے آپکا ایمان لانا اکثر روایات مین مروی ہی مگر یہ روایت
معارض ہی ساتھ دوسری روایات کے کہ بعضی مین حضرت علی کا پہلے ایمان لانا آوسہ

وجہ ملقب ہونے
حضرت ابوبکر کے
ساتھ صدیق کے

بعضی مین حضرت خدیجہ کا سب سے قبل ایمان لانا مذکور ہے ان روایات مین محققین نے یون تطبیق دی ہی کہ منجملہ مردان احرار کے سب سے پہلے حضرت صدیق ؓ ایمان لائے اور لڑکون مین سب سے قبل حضرت علی مرتضی اور عورتون مین سب سے پہلے حضرت خدیجہ چنانچہ حضرت استاذنا و مولانا الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب مد ظلہ کتاب التعلیق العجیب لحل حاشیۃ الجلال علی التہذیب مین افادہ فرماتے ہین و وفقوا بین ہذہ الروایات بان اول من آمن من الصبیان علی ؓ واول من آمن من النساء خدیجۃ رضی اللہ عنہا واول من آمن من الغلمان بلال رضی اللہ عنہ واول من آمن من الرجال الصدیق رضی اللہ عنہ انتہی خرچ کرنا آپکا اپنے مال کو راہ خدا مین مشہور ہی بارہا کل مال صرف راہ الٰہی کر ڈالا اس امر مین تامل نہین رکھتے تھے ابن عساکر نے حضرت عایشہ و عروہ بن زبیر سے روایت کی ہی کہ جسوقت حضرت ابو بکر اسلام لائے آپکے پاس چالیس ہزار اشرفی موجود تھے اور بروایتے چالیس ہزار روپیہ تھا پس سارا مال براہ خدا اور اشاعت اسلام و اعانت رسول مقبول مین خرچ کر ڈالا بعضی روایات مین آیا ہی کہ سات شخصون کو جو منجملہ غلامان تھے اور بوجہ قبول کرنے اسلام کے معذب ہوتے تھے یعنی مالکان اونکی بوجہ کافر ہونے اور عناد رکھنے کے ساتھ اسلام و اہل اسلام کے اون غلامان کو طرح طرح کی اذیت دیتے تھے حضرت ابو بکر نے ثمن غالی و قیمت کثیر دیکر خرید کیا اور براہ خدا آزاد کر دیا اور چونکہ آپ بیج خرچ کرنے مین مال کے براہ خدا یکتا تھے آنحضرت فرماتے ہین ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر یعنی ہمکو کسیکے مال نے وہ نفع نہین دیا جو حضرت ابو بکر کے مال نے نفع دیا ایک روز آپنے حضرت ابو بکر سے یہ جملہ فرمایا اوسوقت حضرت ابو بکر ؓ رونے لگے اور فرمایا ہل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ یعنی نہین ہی جان و مال ہمارا مگر آپ ہی کا اے رسول خدا کے اور بعضی روایتین

حضرت ابو بکر نے چالیس ہزار اشرفی ابتداء اسلام مین صرف راہ الٰہی کر دی

آیا ہی کہ بوجہ دوری تکلفی ومحبت کے آنحضرت اموال حضرت ابوبکر مین اسطرح تصرف
فرماتے تھے جیسا کہ اپنے مال مین تصرف فرماتے تھے اور حضرت ابوبکر علم تعبیر رویا یعنی خواب مین
کمال رکھتے تھے اور علم انساب مین بھی درمیان قریش کے یکتا ولاثانی تھے تصریح ان
دونون امر کی حدیث شریف مین موجود ہی علیٰ ہذا علم دینیات وفہم مطالب نصوص مین تبحر
تام رکھتے تھے چنانچہ بعد رحلت آنحضرت کے جب بعضی قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کیا
حضرت ابوبکر آمادۂ جہاد ہوئے حضرت عمر وغیرہ نے باستناد ظاہر معنی بعضی احادیث کے
خلاف کیا اور متامل ہوئے آخر بعد غور وتامل بسیار کے راے حضرت صدیق پر اتفاق
واستقرار اصحابہ کا ہوا اور استدلال حضرت صدیق کا قوی ٹھہرا تفصیل اس قصے کی
صحیح مسلم اور شرح مین اوسکی موجود ہی اور تحفۃ المحبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم ہی
قال الحافظ محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف الحزامی النووی ان اصحابنا استدلوا علی عظم علمہ
بقولہ واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ وان الشیخ ابا اسحق ابراہیم بن محمد الاسفرائنی
استدل بہ علی انہ اعلم الصحابۃ لانہم کلہم وقفوا عن فہم الحکم فی المسألۃ الا ہو ثم ظہر لہم بمباحثتہ
لہم ان قولہ ہو الصواب فرجعوا الیہ انتہی اور بعضی روایات مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتانی جبرئیل فقال ان اللہ یامرک ان تستشیر ابابکر یعنی حضرت
جبرئیل آئے اور کہا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہی کہ حضرت ابوبکر سے مشورہ کیا کیجیے اس سے معلوم
ہوا کہ حضرت ابوبکر عقل بھی کامل رکھتے تھے اور نہایت خیرخواہ آنحضرت کے تھے کہ پروردگار
عالم نے آپ سے مشورہ لینے کا حکم دیا اور بڑی فضیلت حضرت ابوبکرؓ کی یہ ہی کہ بہت سی آیتین
قرآن پاک مین ایسی ہین جو خاص آپکی مناقب وبیان مدائح ودیگر امور متعلقۃ ذات خاص مین
نازل ہوئی ہین کہ تفصیل بعض کی تاریخ الخلفاء سیوطی مین موجود ہی اور دوسری کتب

ورسائل مناقب صدیقیہ مین مبسوط ہی جب ابتدای زمانہ نبوت مین کفار درپے اذیت رسانی
رسول اللہ ہوتے تھے حضرت ابوبکر اپنے کو سپر حضرت خیر البشر بنا لیتے تھے اور آپکے حفاظت کی
وجہ سے خود مبتلاے اذیت کفار ہوتے تھے تفصیل اس واقعی کی کہ بارہا وقوع مین آئی
صحیح بخاری و مستدرک حاکم وغیرہ مین موجود ہی حضرت ابوبکر نے ابتداے زمانہ اسلام
مین باوجود غلبۂ کفار کے ایک مسجد بنائی تھی اور باعلان تمام قراءت قرآن و اداے
نماز مین مشغول رہتے تھے اوسپر جب کفار کی جانب سے زیادہ تعرض ہوا اور ابن الدغنہ
جنھون نے حضرت ابوبکر کو اپنے جوار مین رکھا تھا حضرت صدیق کو اعلان مراسم
اسلام سے مانع ہوگئے اوسوقت بکمال جوش ایمان وعرفان حضرت ابوبکر نے فرمایا
انی ارد الیک جوارک وارضی بجوار اللہ یعنی رد کیا مینے جوار تمھارا اور راضی ہوا جوار خدا
اور اعلان مراسم اسلام سے باہمہ اندیشۂ اذیت باز نہ آئے یہ قصہ بہ تفصیل تمام
صحیح بخاری مین موجود ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر ہم کسیکو
خلیل اپنا سواے خدا کے بناتے تو حضرت ابوبکر کو بناتے اور حضرت ابوبکر سردار مردان
بہشت ہین اور رفیق‌ترین مردم فرمانا آپکا حضرت ابوبکرؓ کو اور مرض الموت مین تاکید
تمام امام نماز بنانا جو مشعر باستخلاف تھا اور محشور رہنا حضرت ابوبکر کا ساتھ آپکے قیامت
کے دن اور ثابت قدم اور سلیم العقل رہنا حضرت ابوبکر کا بعد رحلت آنحضرت کے
باوصف طاریان کیفیت مدہوشی کے اوپر اکثر صحابہ کے اور انتظام امور دین فرمانا اور
خلافت مین آپکے فتح امصار و شعار اسلام کا غایت درجہ اشتہار ہونا وغیر ذالک فضائل
کثیرہ حضرت ابوبکر کے کتب احادیث مین مروی ہین اور بعضی احادیث مین ایسا بھی
وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی اللہ ابوبکر کو قیامت کے دن

ہمارے ساتھ ایک درجے مین رکھا اور یہ دعا قبول ہو گئی اور وحی باطلاع قبولیت دعا
نازل ہوئی چنانچہ حضرت استاذنا العلام مقدمۃ الہدایہ مین ناقل ہین وروی ابو نعیم
فی الحلیۃ بسندہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا لہ فقال اللہم اجعل ابا بکر معی
فی درجتی یوم القیامۃ فاوحی اللہ الیہ ان [illegible] قد استجاب لک انتہی حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ جب مبتلای مرض الموت ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر ایک عہد نامہ
بخصوص استخلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لکھوایا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ مین نے
تم لوگون پر حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ گردانا گمان غالب مجھے ہی کہ وہ انصاف کرینگے
اور اگر نہ کرین اور ظلم و جور اونسے سرزد ہو تو ہر شخص کے ساتھ جزا اوسکے عمل کی
ہی وہ اوسکا بدلہ خدا سے پاوینگے مینے تو اونکو بہتر اور اونکی ذات سے امید خیر کی سمجھکر
خلیفہ گردانا ہی اور تم لوگونکے حق مین قصد خیر کیا ہی مگر غیب کا حال نہین جانتا ہون
عبارت عہدنامے کی جو شرح مقاصد مین منقول ہی یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہذا ما عہد ابو بکر بن ابی قحافۃ فی آخر عہدہ بالدنیا خارجا عنہا و اول عہدہ بالآخرۃ
داخلا فیہا حین یؤمن الکافر و یوقن الفاجر و یصدق الکاذب انی استخلفت
علیکم بعدی عمر بن الخطاب فان عدل فذلک ظنی بی و رائی فیہ و ان بدل و جار
فلکل امرء ما اکتسب و الخیر اردت و لا اعلم الغیب و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
واقدی نے بطرق عدیدہ روایت کی ہی کہ حضرت ابو بکر کو جب شدت مرض کی ہوئی
حضرت عبد الرحمن بن عوف کو بلا کر بخصوص استخلاف حضرت عمر کے صلاح پوچھی
جب وہ مقر افضلیت حضرت عمر کے اور مشیر استخلاف اونکی کے ہوئی تب حضرت
عثمان کو بلا کر استفسار حال حضرت عمر بہ نیت مشورہ استخلاف کے کیا ہر گاہ اونکی

ف عبارت عہدنامہ کی جو حضرت ابو بکرؓ نے بخصوص استخلاف حضرت عمرؓ کے لکھوایا تھا

بھی معترف فضل فاروقی پایا اور صحابہ مہاجرین وانصار سے مثل سعید بن زید و اسید
بن حضیر وغیرہما کی رائے لینا شروع کیا جب اکثر کی رائے موافق رائے صدیقی کے
ہوئی آپ آمادۂ استخلاف ہوگئے یہ روایت ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور
سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین نقل کی ہے اور بھی صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء مین
مرقوم ہی کہ اوسوقت بعضی صحابہ جنکو خلافت حضرت عمر کی ناپسند تھی بحضور حضرت
ابوبکر صدیق حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ باوصف دیکھنے غیظ و سخت گیری حضرت
عمر کے جو آپ اونکو خلیفہ کرتے ہین جس سے اندیشہ پریشانی مسلمین کا ہی خدا کو اس
امر مین کیا جواب دینگے تب حضرت صدیق فرمانے لگے کہ اگر خدا پوچھیگا مین کہدونگا
اللھم انی استخلفت علیہم خیر خلقک یعنی اے خدا مینے بہترین خلق کو خلیفہ کردیا تھا تب
وہ لوگ ساکت ہوئے اور آپنے حضرت عثمان کو بلاکر عہدنامہ لکھوایا اور اوسپر
مہر اپنی کردی اوسکے بعد وہ عہدنامہ بحضور صحابہ پیش ہوا سبنے اوسکے مضمون کو
تسلیم کرکے معاہدۂ اطاعت و قبول خلافت حضرت عمر کا کیا پس خلافت حضرت
عمر کی بہ نص امام حق اور اجماع اہل حل و عقد کے مہاجرین وانصار سے ثابت ہوگئی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی مضمون عہدنامہ کو قبول کیا اور فرمایا یعنا لکن
فیہا وان کان عمر یعنی بیعت کی مینے اوسکی جسکا استخلاف اس عہدنامے مین مندرج
ہی اگرچہ ہوں وہ حضرت عمر یہ کلمہ آپنے بخیال سختی و شدت جلال حضرت عمر کے فرمایا
کہ اندیشہ سخت گیری کا اونکی خلافت سے تھا کہ وہ بفضلہ تعالی متبدل بسہولت و رحمت
ہوگیا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی لکھا جائیگا صواعق محرقہ مین مرقوم ہی اخرج الواقدی
من طرق ان ابابکر رضی اللہ عنہ لما ثقل دعا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

فقال اخبرنی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال ما تسئلنی عن امر الا وانت اعلم
بہ منی فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ وان فقال عبد الرحمن رضی اللہ عنہ ہو واللہ افضل
من رأیک فیہ ثم دعا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فقال اخبرنی عن عمر رضی اللہ عنہ
فقال انت اعلم بہ منی فقال علی ذاک فقال اللہم علمی بہ ان سریرتہ خیر من علانیتہ وانہ
لیس فینا مثلہ وشاور معہما سعید بن زید واسید بن الحضیر وغیرہما من المہاجرین والانصار
رضی اللہ تعالی عنہم فقال اسید رضی اللہ عنہ اعلمہ الخیر بعدک یرضی للرضی ویسخط للسخط
الذی یسر خیر من الذی یعلن ولن یلی ہذا الامر احد اقوی علیہ منہ ودخل علیہ بعض الصحابۃ
رضی اللہ تعالی عنہم فقال لہ قائل منہم ما انت قائل لربک اذا سألک عن تولیتہ عمر
رضی اللہ عنہ علینا وقد تری غلظتہ فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ اباللہ تخوفنی اقول اللہم
استخلفت علیہم خیر خلقک ابلغ منی ما قلت من وراءک ثم دعا عثمان رضی اللہ عنہ
فقال اکتب الخ بعد نقل عبارت عہد نامے کے صواعق محرقہ مین لکھا ہی ثم امر بالکتاب
فختمہ ثم بعد عثمان رضی اللہ عنہ فخرج بالکتاب مختوما فبایع الناس ورضوا بہ انتہی فاضل
کمال الدین ابن فخر الدین جہرمی براہین قاطعہ مین بایں عبارت مترجم عبارت صواعق
بعد ازان امر فرمود تا عہد نامہ را مہر کردہ بیرون بردند و مردم بیعت کردند بدان
راضی شدند انتہی اور شرح مقاصد مین مرقوم ہی وعرضت الصحیفۃ علی اکابر الصحابۃ
فبایعوا لمن فیہا حتی مرت بعلی رضی اللہ عنہ فقال بایعنا لمن فیہا وان کان عمر فانعقدت
الامامۃ بنص الامام الحق واجماع اہل الحل والعقد من المہاجرین والانصار انتہی اور
حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء مین ناقل ہین ثم امر بالکتاب فختمہ ثم امر عثمان
فخرج بالکتاب مختوما فبایع الناس ورضوا بہ انتہی بقدر الحاجۃ اور شرح عقائد نسفیہ مین

مرقوم ہی ثم ان ابا بکر لما ایس من حیاتہ دعا عثمان رضی اللہ عنہ واملی علیہ کتاب عہدہ
لعمر رض فلما کتب ختم الصحیفۃ واخرجہا الی الناس وامرہم ان یبایعوا لمن فی الصحیفۃ فبایعوا
حتی مرت بعلی رض فقال بایعنا لمن فیہا وان کان عمر رض انتہی روایات صواعق محرقہ
وشرح مقاصد وغیرہ معتبرات مین جسکی عبارات معرض نقل مین آئین بخصوص حال
عہدنامہ کے کہ بعد پیش ہونے اوسکے بحضور صحابہ کیا ہوا جملہ بایعوا اور بایع الناس
واقع ہی اور معنی مبایعۃ کے معاہدہ ہین امام نووی شرح صحیح مسلم کی جلد دوم باب
وجوب طاعۃ الامراء فی غیر المعصیۃ وتحریمہا فی المعصیۃ مین لکھتے ہین قولہ بایعنا علی
السمع المراد بالمبایعۃ المعاہدۃ وہی ماخوذ من البیع لان کل واحد من المتبایعین
کان یمد یدہ الی صاحبہ وکذا ہذہ البیعۃ یکون باخذ الکف وقیل سمیت مبایعۃ لما فیہا
من المعاوضۃ لما وعدہم اللہ تعالی من عظیم الجزاء قال اللہ تعالی ان اللہ اشتری
من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ الآیۃ انتہی اور اشعۃ اللمعات مین ذیل شرح
بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا کے معنی بایعونی کے یہ عبارت مرقوم ہین یعنی بیعت
کنید وعہد کنید مراد عقد بندید با من واصل مبایعت از بیع ست گویا ہر کہ عہدی بندد
با کسی می فروشد ذات خود را بدست وی چنانکہ در بیع دست بر دست می زنند در معاہدت
نیز عادت بران جاری شدہ انتہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ نے مضمون عہدنامہ
کو تسلیم کرکے معاہدہ قبول طاعت وخلافت حضرت عمر کا کیا اور بیعت اوپر خلافت
حضرت عمر کے صحابہ نے فرمائی کوئی ایسا کلمہ ان کتب معتبرہ مین مسطور نہین ہی
جس سے یہ سمجھا جاوے کہ صحابہ نے بیعت نہین کی صرف اپنے اپنے دستخط عہدنامی پر
فرمائے تھے وہی دستخط قائم مقام بیعت ہو گئے جیسا کہ بعض معاصرین نے سمجھا ہی

اور اس قصۂ تحریر عہد نامہ و وقوع بیعت کو خلاف کتب معتبرہ کے باین عبارت تحریر
فرمایا ہی (جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت درست ٹھہری اونھون نے
اپنے مرض موت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرکے ایک عہد نامہ
لکھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دستخط کرانا چاہا تمامی صحابہ نے دستخط کیے اور
وہی دستخط قایم مقام بیعت ہوگئے) مقام حیرت ہی کہ باوجود موجود رہنے جملہ بابعوا
و بایع الناس کے کتب معتبرہ مین جسکے ترجمے سے صاف عیان ہی کہ لوگون نے
بیعت کی کیونکر صاحب تحریر صحابہ کی بیعت فرمانے سے انکار فرماتے ہین اور دستخط کو
قایم مقام بیعت ٹھہراتے ہین علی الخصوص کہ صحابہ کے دستخط کرنے کا ذکر کتب معتمدہ
متداولہ مین پایا نہین جاتا ان ہذا الشئی عجاب حضرت صدیق نے بائیسوین تاریخ
جمادی ثانیہ سنہ ۱۳ھ ہجری مین بعمر ترسٹھ سال اس جہان فانی سے رحلت فرمائی نماز آپکے
جنازے کی حضرت عمر نے پڑھائی اور مدفون ہوئے آپ قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے حجرۂ حضرت عایشہ صدیقہ مین یہ مدفن پانا حضرت ابوبکر کا بھی کمال
رفعت شان و قرب مکان پر آپکے عند رسول الانس والجان دال ہی کیا خوب کہا
جس نے کہا منقبت مین آپکے ؎ لہ مفخر فی الغار حیا و مفخر لہ ٭ فی الثری میت مضجع
خیر مضجع ٭ ایکسو بیالیس حدیثین آپسے مروی ہین منجملہ اوسکے چھ حدیث متفق علیہ
ہین اور گیارہ حدیث افراد بخاری سے ہین اور ایک حدیث کی روایت امام مسلم نے
منفرد کی ہی چنانچہ تحفۃ المحبین مین مرقوم ہی و روی للصدیق رضی اللہ عنہ عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ و اثنان و اربعون حدیثا اتفق البخاری و مسلم
منہا علی ستۃ وانفرد البخاری باحدی عشر و مسلم بحدیث انتہی اور منشاء قلت مرویات

تاریخ وفات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

تعداد احادیث مرویہ حضرت ابوبکر صدیق

حضرت ابو بکر کا انتقال فرمانا آپکا ہی قبل انتشار احادیث اور قبل اہتمام شائقین احادیث کے ساتھ سماع احادیث کی نہ یہ کہ آپکے محفوظات کم ہون اور آپنے رسول مقبول سے کم حدیثین سنی ہون بلکہ قول حضرت عمر وغیرہ سے جو تاریخ الخلفا وغیرہ معتبرات مین مروی ہی حضرت ابو بکر کا حافظ احادیث کثیرہ ہونا اور بھی وسیع العلم بالقرآن ہونا ثابت ہی امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین روی الصدیق عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ حدیث واثنان واربعون حدیثاً وسبب قلۃ روایتہ انہ تقدمت وفاتہ قبل انتشار الاحادیث واعتناء التابعین بسماعہا وتحصیلہا وحفظہا انتہی اور حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء مین بعد نقل عبارت تہذیب نووی کے لکھتے ہین قلت وقد ذکر عمر فی حدیث البیعۃ السابق ان ابا بکر لم یترک شیئاً انزل فی الانصار ولا ذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شانہم الا ذکرہ وہذا ادل دلیل علی کثرۃ محفوظاتہ من السنۃ وسعۃ علمہ بالقرآن انتہی بقدر الحاجۃ

وجہ قلت مرویات حضرت صدیق اکبر

## مقصد سوم ذکر فضائل حضرت عمر فاروق مین

مقصد سوم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت ہی سے وجاہت واعزاز تمام رکھتے تھے جیسا کہ استیعاب وغیرہ مین مسطور ہی آنحضرت نے جب دیکھا کہ کوئی صورت قوت اسلام کی ظہور مین نہین آتی ہی اور کوئی شخص جلیل القدر صاحب رعب وجلال جس سے امید تقویت اسلام اور مرعوبیت عابدین اصنام کی ہو ابتک داخل اسلام نہین ہوا تب آپ حضور پروردگار مین خواستگار ایمان لانے احد الرجلین یعنی حضرت عمر یا ابو جہل کے ہوئے وہ دعا بحق حضرت عمر رضہ کے قبول ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے بعد اسلام آپکے دبدبہ وشعار اسلام

انکا غایت درجہ ظاہر ہوا اور کفار سخت نگونسار ہوئے اور بعد ایمان لانیکے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفار کی جانب سے ابتداءً اذیتین شدیدہ اوٹھائین
اور سبکو بوجہ کمال عرفان کے موجب افتخار و علامت قبولیت اسلام بحضور پروردگار
سمجھا آپکا لقب فاروق ہی فاروق کے معنی ہین فرق کرنیوالا حق و باطل مین وجہ
اس لقب کی حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین معزیا الی بعض کتب
الحدیث یہ لکھی ہی کہ جب حضرت عمر ایمان لائے تب پوچھا آپنے رسول مقبول سے
کہ کیا ہملوگ حق پر نہین ہین اور دین و مذہب ہمارا بر حق نہین ہی آپنے جواب دیا
کہ بلاشبہہ دین ہمارا حق اور ہملوگ بر سر حق ہین تب حضرت عمر فرمانے لگے کہ جب
دین ہمارا حق ہی تب ہمکو اوسکے چھپانے کی کیا حاجت ہی اور اصرار فرماکر آنحضرت
اور جملہ صحابہ کو جو اوسوقت تک مشرف باسلام ہوگئے تھے دار ارقم سے جہان
آنحضرت مع صحابہ کے مختفی تھے آمادہ بروز کیا باصرار حضرت عمر کے آنحضرت مع صحابہ
برآمد ہوئے اور مسجد الحرام مین تشریف لائے حضرت عمر سے روایت ہی کہ مجھے اور
حضرت حمزہ کو دیکھکر کفار قریش کو اوسوقت بہت رنج و صدمہ ہوا مگر خوف سے
کچھ نہ بولے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اوسی روز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے میرا لقب فاروق رکھا عبارت تاریخ الخلفاء کی یہ ہی فتشہد عمر فکبر اہل الدار
تکبیرۃ سمعہا اہل المسجد قلت یا رسول اللہ السنا علی الحق قال بلی قلت ففیم الاخفاء
فخرجنا صفین انا فی احدہما وحمزۃ فی الاخر حتی دخلنا المسجد فنظرت قریش الی والی حمزۃ
فاصابتہم کآبۃ شدیدۃ فسمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاروق یومئذ انتہی اور
تفسیر بیضاوی مین ایک وجہ دوسری آپکے ملقب بفاروق ہونیکی لکھی ہی وہ یہ ہی

تاریخ الخلفاء

کہ ایک منافق اور ایک یہودی مین کچھ جھگڑا ہوا اور تصفیہ اوسکا اوپر ثالثی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرار پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق یہودی حکم فرمایا اوسپر منافق راضی نہین ہوا اور کہنے لگا کہ مین حضرت عمر کو ثالث مقرر کرتا ہون وہ جو تصفیہ کرینگے اوسکو قبول کرونگا چنانچہ وہ دونو حضرت عمر رض کے مکان پر پہونچے اور کیفیت واقعہ سے آپکو مطلع کیا اوسپر حضرت عمر نے اوس منافق سے پوچھا کہ جو مین تصفیہ کرونگا اوسکو تو قبول کریگا یا اوسمین بھی عذر ہوگا اوسنے اقرار قبول کا کیا تب آپ اندر گھر کے گئے اور تلوار لیکر باہر آئے اور ایک تلوار منافق کو ایسی لگائی کہ گردن اوسکی کٹگئی اور مر گیا اور حضرت عمر فرمانے لگے کہ جو شخص آنحضرت کے تصفیہ کو نمانے اور حکم خدا اور رسول کو ٹالے اوسکا تصفیہ مین اسیطور سے کرتا ہون اوسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت سے فرمایا کہ آج حضرت عمر نے فرق کر دیا حق و باطل مین اوسوقت سے آپکا لقب فاروق مشہور ہوا عبارت تفسیر بیضاوی کی یہ ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان منافقا خاصم یہودیا فدعاہ الیہودی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعاہ المنافق الی کعب ابن الاشرف ثم انہما احتکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحکم للیہودی فلم یرض المنافق وقال نتحاکم الی عمر رضی اللہ عنہ فقال الیہودی لعمر قضی لی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرض بقضائہ فخاصم الیک فقال عمر للمنافق کذلک فقال نعم فقال مکانکما حتی اخرج الیکما فدخل فاخذ سیفہ ثم خرج فضرب عنق المنافق حتی برد وقال ہکذا اقضی لمن لم یرض بقضاء اللہ تعالی و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت وقال جبرئیل علیہ السلام ان عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرق بین الحق

تقریر معقول

والباطل فسمی الفاروق انتہی بفور ایمان لانے حضرت عمر رضہ کے ترقی اسلام شروع
ہوئی اور مسلمانونکی عزت اور اشاعت امور اسلام ہونے لگی چنانچہ صحیح بخاری مین
حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہی قال مازلنا اعزة منذ اسلم عمر یعنی ہمیشہ
ہملوگ عزیز و غالب رہی جسوقت سے اسلام لائے حضرت عمر ابن ماجہ اور حاکم نے
حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد لقد
استبشر اہل السماء باسلام عمر یعنی جب اسلام لائے حضرت عمر آئے حضرت جبرئیل
اور کہا یا رسول اللہ اہل آسمان بہت خوش اور بشاش ہوئے اسلام عمر سے اور
اوسیوقت آیہ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین نازل ہوئی یعنی
کافی ہی اے رسول میرے واسطے اشاعت دین اور تائید تمہارے کے رب تمہارا اور
وہ شخص کہ متبع ہوا تمہارا اہل ایمان سے یعنی حضرت عمر اور ایسا ہی ہوا کہ ذات
پاک حضرت عمر کی غایت درجہ موید خاتم المرسلین اور باعث اشاعت مراسم دین متین ہوئے
ابن سعد و طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ فرماتے تھے کان اسلام
عمر فتحا وکانت ہجرته نصرة وامامته رحمة ولقد رایتنا وما نستطیع ان نصلی فی البیت حتی
اسلم عمر فلما اسلم قاتلہم حتی ترکونا فصلینا یعنی تھا اسلام عمر ایک فتح اور ہجرت آپکی نصرت
و موجب تائید اسلام اور امامت و خلافت آپکی رحمت اور ہملوگ قبل اسلام حضرت
عمر کے بخوف اذیت کفار کے مسجد الحرام مین نماز نہین پڑہ سکتے تھے جب آپ مشرف
باسلام ہوئے مقاتلہ کیا ساتھ کفار کے یہانتک کہ باز آئے وہ لوگ اذیت دہی سے
ہملوگونکی اور ہملوگ مسجد الحرام مین نماز پڑہنے لگے اور حاکم وغیرہ نے حضرت حذیفہ سے
روایت کی ہی کہ جب اسلام لائے حضرت عمر تو ہوا اسلام مثل مرد آگے آنیوالے کے

کہ روز بروز اسلام ہملوگونسے قریب ہوتا جاتا تھا اور رعب اسلام کی اشاعت روبترقی
تھی اور جسوقت سے قتل ہوئے حضرت عمر ہوگیا اسلام مثل مرد بیٹھ پھیری ہوئی جانب
مخالف جانیوالے کے کہ روز بروز ہملوگونسے دور ہوتا گیا اور رونق اوسکی گھٹتے گئی
اس قسم کے فضائل حضرت عمر کے احادیث وآثار مین بکثرت وارد ہین احادیث سے
ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیواڑ دروازہ
فتنہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تک حضرت عمر تملوگونمین رہینگے درمیان فتنے کے
اور تملوگونکے دروازہ مستحکم بند رہیگا اور تملوگ مبتلاے فتنہ نہونے پاؤگے اور بعد
شہادت حضرت عمر کے طرح طرح کے فساد وفتنہ ظاہر ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا
کہ بعد شہادت حضرت عمر کے انواع واقسام کے مفاسد ظہور مین آئے کہ تفصیل اوسکی
کتب تواریخ مین مسطور ہی اور طبرانی نے ابی بن کعب سے روایت کی ہی کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا جبرئیل نے مجھسے کہ ہر آئینہ روئیگا اسلام اوپر
موت حضرت عمر کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر چراغ ہین
اہل جنت کے اور بھی فرمایا اگر ہوتا کوئی شخص نبی بعد میرے تو ہوتے حضرت عمر رض
اور بھی فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے حق کو اوپر زبان اور بیچ قلب حضرت عمر کے رکھا ہی
یہی وجہ تھی کہ اکثر راے آپکی موافق وحی ہوا کرتی تھی اور بیشتر مواقع مین جب خلاف
راے اصحابہ ہوتا تھا تو موافق راے حضرت عمر کے نزول آیہ ہوا کرتا تھا چنانچہ بیس
آیات سے زیادہ آیتین موافق راے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہین بلکہ بعضی آیات
اس قسم کی ہین کہ قبل نزول کے زبان پر حضرت عمر کے تمامی الفاظ اوسکے بعینہا جاری
ہوسکتے تفصیل اون آیات کی اتقان فی علوم القرآن اور تاریخ الخلفاء ودیگر کتب

احادیث و سیر مین مسطور ہین باعث طوالت کے نقل آیات کی طرف توجہ نہ کی جو شخص
خواہان تفصیل ہو کتب مذکورہ کو دیکھے آپکے زمانۂ خلافت مین حسب تصریح صاحب
مدارج النبوۃ کے ایک ہزار چھتیس شہر ساتھ توابع و لواحق شہر کے فتح ہوئے
اور چار ہزار مسجدین بنائی گئین اور ہزار بتخانے توڑ گئے اور ایک ہزار نو سو منبر
مساجد جامعہ مین رکھے گئے اور بہت لطف کے ساتھ آپنے انجام خلافت کیا جیسا کہ
آپکی غلظت مزاجی سے خلجان لوگونکے دلونمین وقت استخلاف آپکے تھا اور خلائق
خائف و ہراسان تھے ویساہی عکس اوسکے پروردگار عالم نے بعد مسند نشینی
خلافت کے آپکے مزاج مین رحم و نرمی ڈال دی کہ کافۂ ناس آپکی خلافت مین
بہت آسایش سے اور خوشحال رہی کسی پر جز اجرائے حدود شرعیہ و دیگر امور قابل
مواخذہ بحکم شرع آپنے کسیطرح کی شدت و غلظت نہین فرمائی بعضی روایات مین آیا ہی
کہ حضرت عمرؓ نے ابتدائے زمانۂ خلافت مین جب اول بار منبر پر چڑھے تو اوس وقت
یہی دعا فرمائی اللھم انی شدید فلینی وانی ضعیف فقونی وانی بخیل فسخنی یعنی الٰہی مین سخت
ہون مجھے نرم کر اور مین ضعیف ہون مجھے قوت دے اور مین بخیل ہون مجھے سخی
کردان یہ دعا آپکی قبول ہو گئی اور شدت مبدل بہ لینت و رحمت ہو گئی مزاج مین
آپکے زمانۂ خلافت مین بھی کبر و حب جاہ مطلقاً نتھا اکثر جبہ پیونددار زیب تن
کرتے تھے کہ علاوہ کپڑے کے پیوند کے بعضے پیوند چمڑے کے بھی لگے ہوتے تھے اور بازارونمین
بی تکلف درہ گردن پر رکھے پیادہ پھرا کرتے تھے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت
ہی کہ وہ فرماتے تھے مینے حج کیا ساتھ حضرت عمرؓ کے اور دیکھا کہ نہ کوئی خیمہ حضرت
عمرؓ نے اپنے واسطے قائم کرایا نہ کسی کپڑے وغیرہ سے آپکے لیے سایہ کیا گیا بلکہ جہان

ف: بیان زہد و عدم حب جاہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ

آپ ٹھہرے بے تکلف کمل درخت کے نیچے بچھا کر بیٹھ رہے اور سو رہے اور سایہ درخت پر
اکتفا فرمایا گئے یہ حال آپکی زہد کا تھا اوس زمانے مین کہ آپ خلیفہ اور حاکم تھے اور اوسی
زمانہ خلافت مین ایلچی قیصر روم کے آنیکا قصہ مثنوی شریف مولانا روم قدس سرہ مین
مرقوم ہی جسکے متعلق یہ اشعار ہین ع بر عمر آمد ز قیصر یک رسول ٭ در مدینہ از بیابان
نغول ٭ گفت کو قصر خلیفہ ای حشم ٭ تا من اسپ و رخت را آنجا کشم ٭ قوم گفتندش کہ اورا
قصر نیست ٭ مر عمر را قصر جان روشنی ست ٭ گرچہ از میری ورا آوازہ ایست ٭ ہمچو درویشان
مراورا کازہ ایست ٭ چون رسول روم این الفاظ تر ٭ در سماع آورد شد مشتاق تر
دیدہ را بر جستن عمر گماشت ٭ رخت را و اسپ را ضایع گذاشت ٭ ہر طرف اندر پے آن مرد
کار ٭ میشدی پرسان او دیوانہ وار ٭ کاینچنین مردی بود اندر جہان ٭ وز جہان مانند
جان باشد نہان ٭ جست اورا تاش چون بندہ بود ٭ لاجرم جویندہ یابندہ بود ٭
دید اعرابی زنی اورا دخیل ٭ گفت عمر نک بزیر آن نخیل ٭ زیر خرما بن ز خلقان او جدا
زیر سایہ خفتہ بین سایہ خدا ٭ الی آخر القصہ اس سے بھی کمال زہد و کسر نفسی آپکی عیان
ہی اکثر آپ دعا فرمایا کرتے تھے اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک
یعنی یا خدا تو مجھے اپنی راہ مین شہید فرما اور موت میری مدینہ منورہ مین کر یہ دعا
آپکی قبول ہو گئی اور مراد دلی آپکی بر آئی کہ ۲۳ ہجری مین چار دن شہر ذی الحجہ کے
گذرنے مین باقی تھے کہ بعد مراجعت حج کے بروز چہارشنبہ آپ ہاتھ ابو لولو
مجوسی کے مدینہ رسول اللہ مین شہید ہوئے مروی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
آخر زمانہ حج دونو ہاتھ آسمانکی طرف اوٹھا کر اپنے کبرسن اور ضعف قوت اور کثرت رعایا کا
حال بیان فرما کر باندیشہ عدم حفاظت رعایا اور وقوع تخلل بامر خلافت طلب موت

فرمایا اور باین الفاظ دعا کی اللہم کبرسنی وضعف قوتی وانتشرت رعیتی فاقبضنی الیک غیر مضیع ولا مفرط حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ یہ دعا حضرت عمر کی ایسی جلد قبول ہوئی کہ شہر ذی الحجہ گذرنے نہین پایا کہ آپ شہید ہوئے پانچ سو انتالیس حدیثین بروایت حضرت عمر کے جناب رسول مقبول سے کتب احادیث مین موجود ہین منجملہ اوسکے چھبیس حدیثین وہ ہین جسکو امام بخاری اور مسلم دونونے روایت کیا ہی اور چونتیس حدیثین فقط مرویات بخاری سے ہین اور اکیس حدیثین افراد مسلم سے ہین یعنی صرف امام مسلم نے اوسکو روایت کیا ہی امام بخاری اوسکے روایت مین شریک مسلم نہین ہین حضرت عمر نے امر خلافت کو بمشورہ درمیان حضرت عثمان او حضرت علی اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے چھوڑا تھا بعد رحلت آپکے بقیہ بزرگان نے مفوض او پر رای حضرت عبد الرحمن کے کیا اونھون نے حضرت عثمان کو واسطے خلافت کے اختیار کیا اور بیعت کی پس علی مرتضی وجملہ صحابہ نے بھی بلا تامل حضرت عثمان کے بیعت قبول فرمائی اور او پر خلافت حضرت عثمان کے اتفاق واجماع صحابہ ہوگیا

## مقصد چہارم ذکر فضائل حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

فضائل آپکے احادیث مین بکثرت وارد ہین منجملہ اوسکے یہ ہی کہ آپ مشرف بہ ہجرتین ہوئے اول مکہ سے حبشہ ہجرت کے بعد اوسکے مدینہ منورہ مین ہجرت فرما ہوئے پہلے نکاح آپکا رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا زمانہ غزوہ بدر مین اونکا انتقال ہوا تب آنحضرت نے دوسری صاحبزادی ام کلثوم کو آپکے نکاح مین دیا اونھون نے بھی سنہ نو ہجری مین وفات پائی طبرانی نے علقمہ بن مالک سے

ف بیان شمار مرویات حضرت عمر مع بیان تعداد اس تفصیل کے کہ کتنی حدیثین آپکی بخاری و مسلم کی ہین

ف بیان اینکہ حضرت عمر نے امر خلافت کو درمیان چہ شخصون کے مشورہ کو چھوڑا اور باتفاق آرا و اجماع امت خلافت حضرت عثمان کے ہوا

روایت کی ہی لما ماتت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت عثمان قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زوجوا عثمان لو کان لی ثالثۃ لزوجتہ وما زوجتہ الا بالوحی من اللہ
یعنی جب ام کلثوم نے وفات پائی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع عام مین
لوگون سے فرمایا کہ حضرت عثمان کا نکاح کرتے جاؤ اگر میری تیسری لڑکی اور ہوتی تو مین
وہ بھی انکے نکاح مین دیتا اور دو لڑکیان جو مینے انکے نکاح مین دین بامر الٰہی دین
اور ابن عساکر نے حضرت علی مرتضی سے روایت کی ہی کہ فرمایا آپنے سنا مینے آنحضرت
کو کہ فرما رہے تھے حضرت عثمان سے یہ امر کہ اگر میری چالیس لڑکیان ہوتین تو مین
ایک بعد دیگرے برابر تمہارے نکاح مین دیتا جاتا اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر
مین لکھا ہی وروی انہ علیہ السلام قال لہ والذی نفسی بیدہ لو ان عندی مائۃ بنت
یمتن واحدۃ بعد واحدۃ تزوجتک اخری یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عثمان سے کہ اگر میری سو لڑکیان ہوتین اور ایک بعد دیگرے مرتی جاتین تو مین
سبکو ایک بعد دیگرے تمہارے نکاح مین دیتا جاتا علما لکھتے ہین کہ یہ فضیلت یعنی
کسی نبی کی دو لڑکیون کا ایک شخص کے نکاح مین آنا کسی زمانے مین کسیکو سوائے حضرت
عثمان کے نصیب نہین ہوا اور چونکہ دو لڑکیان کہ ہر ایک انمین سے نور نبی تھین
آپکے نکاح مین آئین اسیوجہ سے آپکا لقب ذو النورین ہوا ترمذی نے طلحہ بن عبید اللہ
سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا اور رفیق
میرے جنت مین حضرت عثمان ہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غزوۂ تبوک مین
اموال کثیرہ واسطے سامان جہاد کے حاضر لانا اور واسپر آنحضرت کا خوش ہوکر یہ فرمانا
کہ ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم یعنی آج حضرت عثمان نے جو مال راہ خدا مین خرچ کیا

[illegible]

ایسا مقبول حضرت ایزدی ہوگیا کہ بعد آج کے عثمان جو کچھہ عمل کرین اونکے حق مین
مضر نہوگا اور مواخذہ عقبی سے وہ بری رہینگے اور بیعۃ الرضوان کے وقت آنحضرتکا
دست مبارک کو اپنے حضرت عثمان کا ہاتھہ قرار دینا اور بوجہ کمال حیاء عثمانی کے
خود آنحضرت کا حضرت عثمان سے حیا کرنا اور وقت تشریف آوری کے کپڑے سے تمام
اعضا کو بخوبی چھپاکر بیٹھہ جانا اور ایک شخص حضرت عثمان سے بغض رکھتا تھا لہذا
آنحضرت کا اوسکے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور وقت افتراء بیر رومہ حضرت عثمان کے واسطے
آنحضرت کا ضامن جنت ہونا وغیر ذلک فضائل بیشمار حضرت عثمان کے کتب احادیث
و سیر مین موجود ہین تاریخ الخلفاء مین لکھا ہی اخرج ابن عساکر عن عبد الرحمن بن مہدی
قال خصلتان لعثمان لیستا لابی بکر ولا لعمر رضی اللہ عنہما صبر نفسہ حتی قتل وجمع الناس
علی المصحف یعنی عبد الرحمن بن مہدی سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے دو صفتین
حضرت عثمان مین ایسی تہین کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر مین بھی پائی نہین گئین ایک صبر کرنا
اپنے نفس پر یہان تک کہ قتل کئے گئے دوسری جمع اور متفق کردینا خلایق کا اوپر
مصحف کے کہ اختلاف باقی نرہے ظاہر ہی کہ یہ دو نو صفتین دال اوپر عظمت شان
عثمانی کے ہین اور آپنے جو اپنی خلافت مین جمع قرآن فرماکر رفع منازعت فرمائی اوسکی
تفصیل اتقان و شروح صحیح بخاری مین بسط بسیط کے ساتھہ مرقوم ہی خلاصہ اوسکا
یہ ہی کہ ابتداءً قرآن مجید لغت قریش مین نازل ہوا تھا اوسکے بعد جب آنحضرت نے
دیکھا کہ دوسری لوگون پر پڑھنا قرآن کا اس لغت مین دشوار ہی تب آپنے وسعت
چاہی حسب استدعاء آپکے حکم ایزدی ہوا کہ ہر شخص اپنے لغت مین پڑھے یہی حکم برابر باقی
تھا حضرت عثمان کو اپنے زمانہ خلافت مین یہ معلوم ہوا کہ اہل عراق و شام وغیرہ اونمیں

دو وصف جمیل حضرت عثمان مین ایسے تھے جو حضرت ابوبکر و عمر مین بھی نہ تھے

سبب جمع قرآن در زمانہ حضرت عثمان

اوپر قرارت قرآن کے جھگڑتے ہین اور ہر فرقہ اپنے اپنے قرارت کو جو اونہین کے لغات مین تھے دوسرے کی قرارت سے بہتر کہتا ہی لہذا آپنے مناسب سمجھا کہ قرآن شریف ایک جگہ لغت قریش مین لکھا جاوے اور اوسی لغت مین سبلوگ پڑہین دوسرے لغات مین پڑھنا قرآن کا موقوف کر دیا جاوے اسواسطے کہ ابتدائً اسی لغت مین نزول قرآن کا ہوا تھا صرف بوجہ عسر و دشوار ہونے انجام قرارت قرآن کے بلغت قریش ہر قبائل سے توسیع کی گئی تھی اور اب وہ عسرت باقی نہین رہی کہ لغت قریش کے ساتھہ لوگونکو مناسبت حاصل ہوگئی اور بقاء توسیع مین اب اندیاد منازعت مطمح نظر ہی اور یہ ارادہ اپنا آپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ سے ظاہر کیا جب اتفاق آراء صحابہ ہوا تب آپنے وہ صحائف جسمین حضرت ابو بکر نے اپنی خلافت مین قرآن شریف کو کہ اوسکے سُوَر و آیات کتابۃً مجتمع نہ تھے بلکہ لوگون کو زبانی یاد تھے یا خرمے کی چھال اور سنگہا ئے نازک اور ادیم وغیرہ پر متفرق لکھے ہوے تھے جمع کرایا تھا اور وہ زمانہ حضرت عثمان مین حضرت حفصہ کے پاس تھا طلب فرمایا اور اوس سے آیات قرآنیہ کو ایک صحیفے پر بلغت قریش نقل کرایا تاکہ جمع کامل طور پر ہو جاوے اور تفرق صحائف اور تفرق لغات کچھہ بھی باقی نرہی اور ماورا اوسکے جو آیات قرآنیہ متفرق اور بلغات مختلفہ جابجا پراگندہ تھین سبکے جلا دینے کا حکم کیا من بعد بروایتے پانچ اور بروایتے چار اور بروایتے سات نسخے اوسکے نقل کرا کے متفرق اقالیم مین روانہ فرمائے اور اوسی سے ایک نسخہ مدینہ منورہ مین رکھا پس معلوم ہوا کہ جمع عثمانی عبارت ہی جمع سور قرآنیہ سے ایک صحیفے مین بلغت قریش نہ جمع متفرق سور کا اور نہ جمع فی الکتابۃ ابتدائً اسیوجہ سے علماء نے لکھا ہی کہ فرق جمع صدیقی اور جمع عثمانی مین یہ ہی کہ جمع صدیقی باندیشۂ تلف و ضیاع قرآن تھا اور جمع عثمانی بہ نیت حفاظت خلایق کے منازعت

فرق درمیان جمع قرآن عثمانی و جمع قرآن صدیقی کے

فی القرارت سے واقع ہوا اتقان فی علوم القرآن مین مرقوم ہی اخرج ابن ابی داؤد بسند
صحیح عن سوید بن غفلة قال قال علی رض لا تقولوا فی عثمان الا خیرا فواللہ ما فعل الذی فعل
فی المصاحف الا عن ملأ منا قال فما تقولون فی ہذہ القرارات فقد بلغنی ان بعضہم یقول
ان قراءتی خیر من قراءتک وہذا یکاد یکون کفرا قلنا فما تری قال اری ان نجمع الناس علی
مصحف واحد فلا یکون فرقة ولا اختلاف قلنا فنعم ما رأیت قال ابن التین وغیرہ ان
الفرق بین جمع ابی بکر وجمع عثمان ان جمع ابی بکر لخشیة ان یذہب من القرآن شئ بذہاب
حملته لانه لم یکن مجموعا فی موضع واحد فجمعه فی صحائف مرتبا لآیات سورہ علی ما وقفہم علیه
النبی صلی اللہ علیه وسلم وجمع عثمان کان لما کثر الاختلاف فی وجوہ القرارات حین قرؤہ
بلغاتہم علی اتساع اللغات فادی ذلک بعضہم الی تخطیة بعض فخشی من تفاقم الامر فی
ذلک فنسخ تلک الصحف فی مصحف واحد مرتبا لسورہ من سائر اللغات علی لغة قریش
محتجا بانه نزل بلغتہم وان کان قد وسع قراءته بلغة غیرہم رفعا للحرج والمشقة فی ابتداء
الامر فرای ان الحاجة الی ذلک انتہت فاقتصر علی لغة واحدة انتہی اور بھی اتقان مین ہی
روی البخاری عن انس ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان رض وکان یغازی اہل الشام
فی فتح ارمینیة وآذربیجان مع اہل العراق فافرغ حذیفة اختلافہم فی القراءة فقال
لعثمان ادرک الامة قبل ان یختلفوا اختلاف الیہود والنصاری فارسل الی حفصة
ان ارسلی الینا بالصحف ننسخہا فی المصاحف ثم نردہا الیک فارسلت بہا حفصة الی
عثمان فامر زید بن ثابت وعبد اللہ بن الزبیر وسعید بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث
بن ہشام فنسخوہا فی المصاحف وقال عثمان للرہط القرشیین الثلاثة اذا اختلفتم انتم وزید
بن ثابت فی شئ من القرآن فاکتبوہ بلسان قریش فانه انما نزل بلسانہم ففعلوا حتی

اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی حفصة وارسل الی کل افق بمصحف مما

نسخوا وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق انتہی مختصر القدر الحاجة

ہرگاہ مضامین صدر رسعہ ولائل وسند کتب مرتسم ضمیر ہو چکے واضح ہوا کہ یہ لکھنا بعضی اہل جہل کا

رحضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین قرآن شریف کی آیہ منسوخہ پر جو سبب

آدمیون کو لڑتا پایا خود حافظ قرآن ہی تھی اور حفاظ کو بلا کے سات جلدین قرآن شریف کی

نقل کرائین اور قلمرو اسلام مین روانہ کین اور باقی آیات متنازعہ فیہا کو جلا دیا الخ

خلاف تحقیق اور منافی فحوای احادیث صحیحہ ہی کہ جو حدیث صحیح بخاری کی اور عبارت

اتقان کی صدر مین نقل کی گئی نہ اوس سے تخصیص جلا دینے آیات متنازعہ فیہا کی

سمجھی جاتی ہی نہ آیہ منسوخہ پر لڑائی ہونا منشا جمع عثمانی سمجھہ مین آتا ہی احادیث مروی

حضرت عثمان کے کتب احادیث مین ایکسو چھیالیس مندرج ہین منجملہ اوسکے تین حدیث

کی روایت امام بخاری و مسلم دونو کی ہی اور آٹھہ حدیث افراد بخاری سے اور پانچ افراد

مسلم سے ہی شہادت پائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایام اوسط تشریق ۳۵ھ مین

قتل کیا آپکو اوباش مصر نے ایسے حال مین کہ قرآن مجید آپکے سامنے کھلا رکھا تھا اور آپ مصروف

بتلاوت تھے خون آپکا آیہ فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم پر گرا انا للہ وانا الیہ راجعون بعد شہادت

حضرت عثمان کے باتفاق کبار مہاجرین و انصار کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ صدر نشین خلافت ہوئے

## مقصد پنجم ذکر فضائل حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مین

حیدر یعنی شیر اور کرار یعنی مکرر حملہ کرنیوالے کے اور مرتضے یعنی پسندیدہ کے القاب

شریفہ دال علی الفضل سے آپکی ہی آپکی دو کنیت مشہور ہین ایک ابو الحسن یعنی باپ

حضرت حسن کے دوسرے ابو تراب یعنی باپ مٹی کے جامع ترمذی مین مسطور ہی

والکنیتان ابوتراب وابوالحسن انتہی وجہ کنیت اول کی توظاہر ہی اور بیان وجہ دوم
مین ایک قصہ طویلہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین مذکور ہی وہ یہ ہی کہ ابوحازم سہل بن
سعد سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص آل مروان سے عامل مدینہ مقرر ہوا اوسنے
حضرت سہل کو بلا کر حکم کیا کہ حضرت علی پر سب وشتم کرو اور گالیان دو اونھون نے
ابا اور انکار کیا تب کہا اوسنے کہ اچھا بلفظ علی تم سب وشتم کرنے مین مضائقہ کرتے ہو
تو یون کہو لعن اللہ اباتراب یعنی لعنت کرے خدا ابوتراب پر تب سہل نے فرمایا
کہ حضرت علی کے نزدیک کوئی نام احب اور پسندیدہ زیادہ ابوتراب سے نہین تھا
جب آپ اس کنیت سے بلائے جاتے تھے بہت خوش ہوتے تھے پس کیونکر اس کنیت کے
ساتھ مین بے ادبی کر سکتا ہون تب وس عامل نے کہا کہ اچھا خبر دو مجھے قصے سے
اس کنیت کے کہ ابوتراب جو معنی باپ مٹی کے ہی کیون نام حضرت علی کا ہوا تب فرمایا
سہل نے کہ ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے
اور حضرت علی مرتضی کو نہین پایا پس پوچھا حضرت سیدہ سے این ابن عمک یعنی کہان ہے
بیٹا چچا کا تمھارے یعنی حضرت علی حضرت سیدہ نے جواب دیا کہ درمیان میرے اور اونکے
کچھہ رنجش ہوگئی ہی اس وجہ سے وہ کہین چلے گئے ہین آج دوپہر کو میرے پاس سوئے
بھی نہین یہ سنکر آنحضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو حضرت علی کہان ہین اوس
شخص نے کہا کہ مسجد مین ہین اور سوئے ہین پس آئے جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم مسجد مین پاس حضرت علی کے اور حضرت علی مسجد مین سوئے تھے اور چادر مبارک
انکی ایک جانب سے گر گئی تھی اور اوس جانب جسم شریف مین مسجد کے مٹی لگ گئی تھی
پس آنحضرت تشریف لاکر مٹی جسم مبارک سے حضرت علی کے جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے تھے

قم ابا التراب قم ابا التراب یعنی اوٹھو ای باپ مٹی کے اوٹھو ای باپ مٹی کے اوسی روز سے آپکا نام ابو تراب مشہور ہوا اس قصے سے کمال ملاطفت اور محبت فرمانا آنحضرت کا ساتھ حضرت علی کے ہویدا ہوا حضرت علی مرتضی سابقین فی الاسلام سے ہین ابو یعلی وغیرہ نے روایت کی ہی کہ فرماتے تھے حضرت علی مرتضی بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین و اسلمت یوم الثلثاء یعنی آنحضرت بروز دوشنبہ نبی ہوئے اور مین دوسرے دن اوسکے کہ سہ شنبہ تھا مشرف باسلام ہوا اختلاف ہی آپکی عمر شریف مین وقت ایمان لانیکے حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین چار قول نقل کیے ہین ایک قول یہ ہی کہ دس برس کے تھے بعضونکا قول ہی نو برس کے تھے کسی نے لکھا ہی آٹھ برس کے تھے بعضے علما نے آٹھ برس سے بھی کم عمر ہونیکی روایت کی ہی بہر حال آپکا صغر سنی مین قبل بلوغ کے ایمان لانا متفق علیہ ہی خود شعر آپکا جسمین آپنے اپنی سبقت اسلامی کو بیان فرمایا ہی اس امر پر دال ہی وہ شعر حسب نقل صاحب نور الانوار وغیرہ کے یہ ہی سبقتکم الی الاسلام طرا ٭ غلاما ما بلغت اوان حلم ٭ بلکہ حضرت ابن عباس اور انس اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی وغیرہ نے آپکو اول من اسلم فرمایا ہی اور بعضون نے آپکی اولیت فی الاسلام پر اجماع نقل کیا ہی آپکے مناقب سے ایک یہ امر ہی کہ آپ اندر مکہ معظمہ کے پیدا ہوئے چنانچہ ازالۃ الخفا مین مرقوم ہی قال الحاکم فی ترجمۃ حکیم بن حزام و قول مصعب فیہ لم یولد قبلہ ولا بعدہ فی الکعبۃ احد ما نصہ وہم مصعب فی الحرف الاخیر فقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیا فی جوف الکعبۃ انتہی محمد بن اسحق وغیرہ نے روایت کی ہی کہ ایک مرتبہ قحط شدید ہوا اور تمامی قریش شدت قحط سے پریشان حال ہوئے اور ابو طالب کثیر العیال تھے لہذا

ف اقوال مختلفہ در تحقیق عمر حضرت علی مرتضی بوقت ایمان لانے

ف در بیان ... حضرت علی مرتضی ... بیت اشعار ...

ف منجملہ فضائل حضرت ... ولادت حضرت علی مرتضی ...

آنحضرت نے حضرت عباس چچا سے اپنے جو اغنیاء قریش سے تھے فرمایا کہ آپکے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہین اور قحط کی بہ شدت ہی بدینوجہ بہتر ہوتا کہ ہملوگ اونکے بعض عیال کے متکفل ہوجاتے تاکہ اونکو تخفیف وسہولت ہوتی حضرت عباس نے اس امر کو قبول کیا اور دونو صاحب ابوطالب کے پاس آئے اور بعد اظہار ارادہ کے حضرت علی کو آنحضرت اپنے ساتھہ لائے اور متکفل تربیت کے ہوئے اور حضرت جعفر کفالت حضرت عباس مین آئے بناءً علیہ حضرت علی اوسیوقت سے کہ محض صغیر السن تھے ظل تربیت وکفالت نبوی مین رہی اور ہر امر مین آنحضرت کی اتباع مین مصروف تھے یہانتک کہ ابتدای زمانۂ نبوت مین جب آنحضرت بخوف کفار چھپکر نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور شہر سے باہر بغرض اختفا تشریف لیجاتے تھے حضرت علی بھی ابوطالب سے چھپکر ہمراہ آنحضرت کے ہوا کرتے تھے اور بمعیت آنحضرت کے اداے نماز مین مشغول رہتے تھے پس کمال فضل الٰہی شامل حال حضرت علی کے ہوا کہ ابتداءً عمر سے تزکیۂ باطن وحصول تہذیب ہرگونہ کی صورت پیدا ہوگئی اور موجب نجات کے آپکی تلوث بہ نجاسات شرک وغیرہ خرافات سے ہوئی حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین افادہ فرماتے ہین قال الحسن بن زید بن الحسن ولم یعبد الاوثان قط لصغره یعنی حضرت علی نے کبھی بتونکی پرستش وعبادت نکی بوجہ ایمان لانیکے کمسنی مین اور چونکہ آپنے کاہی جبہہ مبارک وروی مقدس کو کسی بت کے سامنے نہین جھکایا لہذا آپکا روی مبارک اکرم وجوہ ہوا اسیوجہ سے دعاء کرم وجہ کے ساتھہ آپکو یاد کرتے ہین اور آپکے اسم مبارک کے بعد کرم اللہ وجہہ کہتے ہین فاضل طحطاوی حواشی در مختار مین لکھتے ہین وعبیر البعض عنه بکرم الله

ف حضرت علی المرتضی کو کبھی کسی بت کی پرستش [illegible]

وجہ لان ذلک الوجہ الشریف لم یسجد لصنم قط لانہ اسلم وہو ابن سبع او ثمان علی ما قیل وہو
اول من اسلم من الصبیان انتہی اور تحفۃ المحبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم
ہی قال الحسن بن زید بن الحسن لم یعبد الاوثان قط لصغرہ اخرجہ ابن سعد ولذا یقال
فیہ کرم اللہ وجہہ دون غیرہ من الصحابۃ انتہی شریک رہی آپ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور احد وغیرہ تمامی غزوات مین سوای غزوہ تبوک کے کہ وقت
تشریف بری تبوک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو واسطے محافظت اہل وعیال
کے مدینہ منورہ مین چھوڑا انتھا بنا علیہ بنظر تعمیل حکم نبوی آپ مدینہ منورہ مین رہی تبوک
جانیکا اتفاق نہین ہوا چنانچہ تاریخ الخلفاء مین مسطور ہی وشہد مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بدرا واحدا وسائر المشاہد الا تبوک فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استخلفہ علی المدینۃ
انتہی جب آنحضرت آپکو تبوک جاتے وقت مدینہ منورہ مین چھوڑ گئے اوسوقت بہی
ایک منقبت عظیمہ سے آپکو سرفراز کیا تفصیل اوسکی حسب مودای احادیث صحیحہ یہ ہی کہ
جب آنحضرت حضرت علی کو بنظر حفاظت اہل وعیال کے مدینہ منورہ مین چھوڑ کر عازم
تبوک ہوی حضرت علی یہ سمجھکر کہ شاید آنحضرت استخفافا مجھے چھوڑے جاتے ہین فرمانی لگے
کہ آپ مجھکو لڑکون اور عورتون مین چھوڑے جاتے ہین اور حاکم نے روایت کی ہی کہ جب
آنحضرت روانہ تبوک ہونے لگے حضرت علی نے فرمایا اخرج معک یعنی چلون مین ساتھ
آپکے آپنے فرمایا لا یعنی نہین پس رونے لگے حضرت علی مرتضی بخیال محروم رہ جانیکے
برکت معیت حضرت رسالت سے اور بعضی روایات مین وارد ہوا ہی کہ جب آنحضرت
حضرت علی کو بغرض حفاظت اہل وعیال کے مدینہ منورہ مین چھوڑ کر روانہ تبوک ہوئے
منافقون نے کہنا شروع کیا کہ پیغمبر حضرت علی بہائروہین اور کم رتبہ ہین اسواسطے

ف بیان اس بات کا کہ حضرت علی مرتضی رضی ساتھ رسول اللہ کے تمامی مشاہد میں سوا تبوک کے

اونکو ساتھ نہین لیا حضرت علی کو یہ سن سنکر رنج ہوا آخر ہتیار وغیرہ سامان سفر
لیکر روانہ ہوے اور اثناء راہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور یہ
منافقون کا طعنہ بیان کیا اور کہا یا حضرت کیا آپ مجھکو عورتون اور لڑکون پر خلیفہ
کرتے ہین تب حضرت نے فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی
بعدی یعنی ای علی مرتضی تمھارا رتبہ میرے نزدیک ویسا ہی ہی جیسا حضرت ہارونکا تھا
حضرت موسی کے نزدیک مگر اتنا فرق ہی کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہین یعنی اس استخلاف
مین کچھہ رتبہ نہین جاتا ہی دیکھو حضرت موسی علیہ السلام جب کوہ طور پر گئے تھے تو اپنے
بڑے بھائی حضرت ہارون پیغمبر کو اپنے گھربار اور بنی اسرائیل پر خلیفہ کر گئے تھے تو جیسے
حضرت ہارون کی عزت حضرت موسی علیہ السلام کی نزدیک تھی ویسی ہی تمھاری بھی
عزت میرے نزدیک ہی ہان اتنی بات البتہ حضرت ہارون مین زیادہ تھی کہ وہ پیغمبر
بھی تھے اور تم پیغمبر نہین اسواسطے کہ مین خاتم النبیین ہون میرے بعد کسی کا پیغمبر ہونا
ممکن نہین اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی ثابت ہی معہذا
کمال رتبہ مرتضوی جلوہ گر ہوا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ ازالۃ الخفا مین
ضمن تعداد مآثر مرتضویہ کے لکھتے ہین از انجملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون متوجہ
غزوہ تبوک شدند برای تعہد حال عیال خود حضرت مرتضی را در مدینہ گذاشتند و در ضمن
آن تشریفی عظیم کرامت فرمودند قال محمد بن اسحق و خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی بن ابیطالب علی اہلہ وامرہ بالاقامۃ فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا ما خلفہ الا استثقالا
وتخففا منہ فلما قال ذلک المنافقون اخذ علی رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی اتی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی

اُفقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی اہلی واہلک افلا
ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی فرجع علی الی المدینۃ
ومضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سفرہ انتہی بقدر الحاجۃ اور حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین ذیل قصۂ تبوک کے لکھتے ہین در حدیث بخاری ومسلم
از حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آمدہ کہ چون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
از مدینہ عزم بیرون رفتن کرد علی بن ابی طالب را کرم اللہ وجہہ در اہل خود خلیفہ گردانید
پس علی مرتضی بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ من در ہیچ غزوہ تخلف نمودہ ام چگونہ است
کہ این نوبت مرا میگذاری وگفت گذاشتی مرا یا رسول اللہ در مردان وزنان فرمود
آیا راضی نیستی تو ای علی کہ باشی تو نسبت بمن بمنزلۂ ہارون نسبت بموسی لیکن فرق
آنست کہ ہارون نبی بود وبعد از من ہیچکس را نبوت نخواہد بود وآوردہ اند کہ چون علی
مرتضی را کرم اللہ وجہہ در مدینہ گذاشت منافقان وحاسدان گفتند کہ رسول خدا علی را
بجہت آن گذاشت کہ ثقلی در خاطر از وی داشت پس علی مرتضی از عقب حضرت
بیرون آمد در جرف باو رسید وصورت واقعہ را معروض گردانید فرمود مردم دروغ
گفتہ اند من ترا برای آن گذاشتہ ام تا خلیفہ من باشی در اہل من ودر اہل خود یعنی فاطمہ
وتعہد حال ایشان نمائی واین حدیث فرمود انتہی ملخصا تحقیق صدرست بسند کتب معتبرہ
ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عذر کرنا بخصوص قیام مدینہ کے یا بخیال حسرت
مہجوری آنحضرت کے اور محروم رہجانیکے برکت معیت حضرت رسالت سے تھا جیسا کہ
بجملہ در ہیچ غزوہ تخلف نمودہ ام چگونہ است کہ این نوبت مرا میگذاری اور سپر ڈالدی یعنی طعنہ
منافقین کا منشا اسکا پڑا تھا نہ جیسا کہ بعض اعیان نے سمجھا ہے اور بایں عبارت اس قصے کو

لکھا ہی جب تبوک کی لڑائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
اپنی محافظت خاندان پر چھوڑ جانیکا ارادہ فرمایا حضرت امیر نے بمقتضای سن جوانی
خانہ نشینی پسند نہ کی رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا بحضور آنحضرت صلعم آئے اور کہا الخ جس سے کمال
بی ادبی بشان مرتضوی مفہوم ہی اسلیے کہ عرف عام مین مقتضای سن جوانی کا مطلب
میلان بلہو ولعب وبطالت وتوجہ بامور دالہ علی الوقاحت ونادانی ہوا کرتا ہی پس
ان امورات کا انتساب طرف حضرت امیر علیہ السلام کے کب شان اہل ایمان سے ہے
علی الخصوص کہ نام ونشان اس وجہ کا کتب متداولہ معتمدہ حدیث وسیر مین پایا نہین
جاتا ہی اور اگر کلمہ مقتضای سن جوانی کے کوئی تاویل حسن بھی کیجاوی جب بھی تقطیع
الزام نقل وجہ منافی ومخالف کتب معتبرۂ حدیث وسیر کے اتیان کلمہ موہمہ تحقیر کے
پاداش سے جسکا امتناع بمودای لاتقولوا راعنا کے ثابت ہی صاحب تحریر کو نجات
نہین ہو سکتی اور منجملہ فضائل عظیمہ مرتضویہ کے یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ
زہرا سیدۃ النساء کو نکاح مین حضرت علی کی دیا اور یہ نکاح مین آنا حضرت سیدہ کا
موجب ظہور کمال رفعت شان مرتضوی ہوا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
ازالۃ الخفا مین ذیل تعداد مآثر مرتضویہ کے لکھتے ہین از انجملہ آنکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت مرتضی را رضی اللہ عنہ بحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تزویج فرمود ودرین ضمن تشریف
عظیم وتعظیم وتفخیم کرامت نمود انتہی فائدۂ جلیلہ نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ
حضرت علی مرتضی کے بحکم الٰہی وبعد نزول وحی کے ہوا تھا ایسا نتھا کہ آنحضرت نی خود
اپنی تجویز سے بلا اذن الٰہی نکاح کر دیا ہو جیسا کہ خارجیون نے دعوی کیا ہی اور وجہ
دعاء خوارج کے یہ ہی کہ وہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضائل کے منکر بلکہ شان

ف: بیان عالی علمی یعنی اعیان کی الخصوص خبر نصر حدیث [illegible] سے اور [illegible] کے ادبی [illegible] شان مرتضوی

ف: اثبات اس امر کا کہ نکاح حضرت فاطمہ کا حضرت مرتضی سے بحکم الٰہی بعد نزول وحی ہوا تھا [illegible]

مرتضوی کے معتقد ہیں اور ہرگاہ یہ مان لینگے کہ حضرت علی مرتضیٰ بحکم آلٰہی تزویج حضرت سیدہ کے
واسطے خاص اور تجویز کیے گئے تو اس سے بڑی فضیلت حضرت علی کی ثابت ہو جائیگی اسلئے
خوارج اذن آلٰہی کے منکر ہیں اور علماء خوارج بہ نقل دلائل و براہین بہت کوشش عدم
اثبات اذن آلٰہی میں کرتے ہیں مگر اہل سنت کے نزدیک چونکہ تزویج حضرت فاطمہ زہرا
بامر اللہ ثابت ہی علماء اہل سنت خوارج کا جواب دندان شکن دیتے ہیں اور بحکم آلٰہی نکاح
ہونا حضرت سیدہ کا حضرت علی سے اور اس امر کا موجب رفعت شان مرتضوی ہونا
ثابت کرتے ہیں تھوڑا قصہ انکار خوارج اور جواب اہل سنت کا تحفہ اثنا عشریہ چھاپہ دہلی
تقطیع خورد صفحہ (۲۹۲) کے حاشیہ پر جو متعلق اس شعر منسوب الی الامام الشافعی کے
سے مثل زوجۃ فاطم غیرہا * وفی غیرہ ہل اتی ہل اتی * کے ہی مقطع سے منقول ہی
وہ یہ ہی نواصب گفتہ اند صاحب جامع الاصول از نسائی آوردہ کہ شیخین فاطمہ زہرا را
خواستگاری کردند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ کم سالیش اعتذار نمود و علی
او را خواستگاری کرد پس باوی نکاح کرد واز این روایت معلوم می شود کہ وجہ تخصیص
علی باین تزویج موافقت در سال بود نہ امر دیگر اہل سنت جواب گفتہ اند کہ جائز ست کہ
آنحضرت ہم در ابتدا ہمین عذر اعتذار آوردہ باشد لیکن در روایات دیگر آمدہ کہ این تزویج
بامر جبریل واقع شد پس مبنی بر فضیلت ست نہ محض بر موافقت سن و سال انتہی اسبات
جاننا چاہیے کہ خوارج تو ظاہر بظاہر دشمن اہلبیت ہیں اور رد و قدح کرنا ان امور و روایات
میں جس سے فضیلت حضرت علی مرتضیٰ کی سمجھی جاتی ہو انکا شیوہ ہی لہذا انکا انکار کرنا
تزویج حضرت فاطمہ کے باذن اللہ محل عجب نہیں مقام عجب تو یہ ہی کہ بعض متسمیان باہل السنۃ
والجماعت کو ہمنے منکر اس امر کا پایا اور غریق بحر حیرت ہوا لاجرم مناسب سمجھا کہ جب

ف حضرت فاطمہ کے نکاح بامر اللہ ہونے کا انکار کرنا عقیدہ خوارج کا ہے نہ اہل سنت کا

تذکرہ اس امر کا آگیا تو بعضی عبارات کتب اہل سنت و جماعت کے اس مادہ مین نقل
کرون تاکہ مزیل شبہ ارباب شک و ارتیاب اور موجب ازدیاد ایقان ارباب انتباہ
ہوئی مواہب لدنیہ مین قصہ طویلہ نکاح حضرت فاطمہ کا بروایت حضرت انس کے
مرقوم ہی اوسمین یہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بمجمع حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ
اجلہ صحابہ کے فرمایا تھا ثم ان اللہ عز وجل امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی بن ابیطالب
فاشہدوا انی قد زوجتہ علی اربع مائۃ مثقال فضۃ ان رضی بذلک علی الخ موجود ہی جس سے
صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت من عند اللہ مامور تھے واسطے نکاح کردینی حضرت فاطمہ کے
ساتھ حضرت علی کے علی ہذا تصریح انکاح بامر اللہ کے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین موجود
ہی عبارت اوسکی یہ ہی اما فاطمۃ الزہراء البتول فولدت سنۃ احدی و اربعین من مولد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و تزوجت بعلی بن ابی طالب فی السنۃ الثانیۃ وکان تزوجہا بامر اللہ
ووحیہ انتہی ملخصا بقدر الحاجۃ اور شرح مواہب للزرقانی مین ذیل احوال حضرت فاطمہ کے
مرقوم ہی وکان تزوجہا بامر اللہ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمۃ
من علی رواہ الطبرانی برجال ثقات ووحیہ عطف سبب علی مسبب اذ الامر مسبب عن الوحی
انتہی اور معارج النبوۃ مین صفوۃ الصفا ابن جوزی سے بہت طوالت کے ساتھ غرائب
روایات متعلق تزویج حضرت فاطمہ کے منقول ہین اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا خطاب بعلی المرتضی موجود ہی یا اباالحسن فرمان حضرت پروردگار جل وعلی درین باب
نافذ گشتہ برخیز با مسجد رویم و بہ روس اشہاد انعقاد این عقد مبارک بتقدیم رسانیم انتہی
بقدر الحاجۃ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین
در روایات آمدہ کہ خواستگاری کرد فاطمہ را ابوبکر صدیق پس تعلل کرد آنحضرت و فرمود کہ

انتظار وحی دارم در تزویج وی پیشتر خواستگاری کرد عمر او را جواب داد بہمین کلمہ و در مشکوٰۃ
آوردہ کہ چون خطبہ کردند فاطمہ را ابوبکر و عمر گفت آنحضرت کہ وی صغیرست پس گفت علی را
ہمین و در روضۃ الاحباب گفتہ کہ گفتند بوی اہل خواص وی کہ تو برو نزد آنحضرت و خواستگاری
کن دختر شریف او را گفت علی رضی اللہ عنہ شرم دارم من از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
و گفت رد کرد خواستگاری ابوبکر و عمر را من چون میشود گفتند کہ تو نزدیک ترین مردی
بوی و ابن عم اوئی و پسر ابو طالبی برو و شرم مکن پس آمد علی رضی اللہ عنہ رسول خدا را
صلی اللہ علیہ وسلم و سلام داد بروی پس جواب سلام وی داد آنحضرت و گفت چہ چیز
آوردہ است ترا نزد ما ای پسر ابو طالب گفت آمدہ ام تا خواستگاری کنم فاطمہ را پس
فرمود رسول خدا مرحبا و اہلا و زیادہ نہ کرد برین روایت میکند انس رضی اللہ عنہ کہ بودم
من نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس در گرفت آنحضرت را حالتی کہ در میگرفت او را
نزد وحی در بودہ شد از خود پس تر کشادہ شد آنحال بحالت خود آمد و فرمود یا انس آمد مرا
جبرئیل علیہ السلام از نزد پروردگار عرش و گفت بدرستی خدای تعالی امر میکند ترا کہ تزویج
کنی فاطمہ را با علی الی انس برو و بخوان ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر را و جماعہ از انصار را
پس حاضر آمدند این قوم و خطبہ خواند آنحضرت خطبہ بلیغ انتہی بقدر الحاجۃ مدارج النبوۃ میں
لکہا ہی کہ خطیب نے بروایت ابن عباس نقل کی ہی کہ جب آنحضرت نے نکاح حضرت فاطمہ
کا حضرت علی سے کردیا تب حضرت فاطمہ رونے لگین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وجہ رونیکی دریافت فرمائی تب جواب دیا کہ یا رسول اللہ آپنے میرا نکاح ایسی شخص سے کردیا
کہ فقیر محض ہی مال وغیرہ کچہہ نہین رکہتا اسکو سوچکر روتی ہون تب فرمایا آنحضرت نے کہ ای
فاطمہ تو راضی نہین ہی اس بات سے کہ خداوند تعالی نے دو شخص کو اہل زمین سے برگزیدہ کیا

ایک اوس سے تیرا باپ ہی اور دوسرا تیرا شوہر اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے یون
روایت کی ہو کہ آیا راضی نہین ہی تو کہ نکاح کر دیا مینے تیرا ساتھ ایسے شخص کے جو اول
مسلمان ہی ازروی اسلام کے اور داناترین اشخاص ہی ازروی علم کے اور تو بہترین
زنان امت کے میری ہی اور اس حدیث کو شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی ازالۃ الخفا
مین باین عبارت نقل فرمایا ہی عن ابی ہریرۃ قال قالت فاطمۃ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ
زوجتنی من علی بن ابیطالب وہو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ عز وجل
اطلع علی اہل الارض فاختار رجلین احدہما ابوک والآخر بعلک الحدیث اور قبل اسکے
شاہ صاحب لکھ چکے ہین کہ مین اس مقام مین احادیث موضوعہ اور ضعیفہ بضعف شدید سے
احتراز کر کے صرف احادیث صحیحہ وحسنہ وضعیفہ بضعف متحمل کو نقل کرتا ہون جس سے
شبہ موضوعیت وشدیدۃ الضعف غیر قابل احتجاج فی الفضائل ہونے حدیث منقول کا
مرتفع ہی اور یہ حدیث اوپر کمال عظمت مرتضویہ کے دال ہی کما لا یخفی حدیث انا من علی
وعلی منی اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ کو جسکا حاصل معنی یہ ہی کہ فرماتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین علی سے ہون اور علی مجھسے ہی ای خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست
رکھی حضرت علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھی حضرت علی کو اور کمال اتحاد مرتضوی
با حضرت نبوی اس سے ثابت ہی اور راوی اسکے حضرت زید بن ارقم وبریدہ اور عمران
بن حصین اور عمرو بن شاش وغیرہم ہین شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے ازالۃ الخفا مین
متواتر لکھا ہی غالباً مراد متواتر سی تواتر معنوی ہوگا صحیح مسلم وغیرہ مین مروی ہی غزوہ خیبر مین
جب اکثر صحابہ عاجز ہوگئے اور وہ قلعہ فتح نہوا تب آنحضرت نے فرمایا کہ کل صبح کو علم لشکر کا
ایسی شخص کو دونگا جو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول کو اور دوست رکھتا ہی اوسکو اللہ

روایت فتح خیبر
واقعہ غزوہ خیبر
مرتضوی

اور رسول فتح کریگا اللہ اس قلعی کو اوسکے ہاتھہ سے یہ سنکر اکثر صحابہ تمنا کرتے تھی کہ مین
اس فضیلت کو حاصل کرتا صحیح مسلم مین مروی ہی کہ حضرت عمر فرماتے ہین ما احببت
الامارۃ الا یومئذٍ یعنی مینے کبھی امیر لشکر ہونیکو دوست نہین رکھا الا اوس روز کہ اوس دن
مین بھی بامید حصول فضیلت محبوبیت و محبیت خدا و رسول اور فتح قلعہ کے تمنای
امارت و صاحب رایت ہونیکی کر رہا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو علم لشکر
نہین دیا بلکہ حضرت علی کو تلاش فرمانے لگے معلوم ہوا کہ اونکی آنکھہ مین درد ہی اور وہ
اوسکے صدمے سے بیقرار ہین آپنے بلوایا اور لعاب دہن شریف حضرت علی کی آنکھہ مین
لگا دیا اور دعای صحت فرمائی اوسیوقت حضرت علی کی آنکھہ کا درد جاتا رہا تب آپنے علم
لشکر حوالہ حضرت علی کے کیا اور فرمایا کہ لا تلتفت حتی یفتح اللہ علیک یعنی نہ التفات کرنا
کسی جانب جبتک کہ خدا فتح قلعہ نکر دی پس حضرت علی مرتضی روانہ ہوئے تھوڑی دور
جاکر حضرت علی کو خیال آیا کہ مینے آنحضرت سے یہ نہین دریافت کر لیا کہ اہل خیبر سے قتال
کس امر کے لیے کرین آیا بغرض قبول کرنے ایمان کے یا دینے جزیہ وغیرہ وجوہ قتال کے
مگر چونکہ آنحضرت کی تعمیل حکم کا بہت خیال تھا حضرت علی نے رخ آنحضرت کی طرف نہین
پھیرا بلکہ خیبر ہی کی طرف رخ کیے ہوئے دریافت حال فرمایا اور روانہ ہوگئے اور اللہ
جل شانہ نے آپکے ہاتھہ سے فتح قلعہ خیبر فرمایا اس قصے سے غایت درجہ مطیع حکم نبوی
محبوب اور محب خدا و رسول ہونا حضرت علی کا اور انواع فضائل مرتضویہ کا ظہور ہوا
چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین وفیہ فضائل ظاہرۃ لعلی رضہ وبیان شجاعتہ
وحسن مراعاتہ لامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحبہ اللہ ورسولہ وحبہما ایاہ انتہی غزوہ کا...
مین حضرت علی مرتضی نے کمال اعانت رسول مقبول کی کی ہی اور مورد فضل و منقبت

[illegible]

ہوئی ہین مدارج النبوۃ مین لکہا ہی کہ جب غزوہ احد مین اکثر صحابہ فرار کر گئے حضرت علی
فرماتے ہین کہ اوسوقت جناب رسول مقبول کو مین تلاش کرنے لگا کہین نشان و پتا
آنحضرت کا نہین لگا تب یہ سمجہا کہ شاید اللہ جل شانہ کا غضب ہملوگون پر ہوا اور اوسنے
اپنی رسول کو آسمان پر بلا لیا پھر ایسی حالت مین زندہ رہنا عبث ہی یہ سوچکر تلوار
کھینچی اور صف کفار مین گھسا تاکہ قتال کر کے شہید ہو جاؤن جب تلوار کھینچکر مینے
صفوف اعدا کو درہم و برہم کیا دیکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی ہین سمجہا کہ
خداوند تعالی نے بذریعہ ملائکہ کی اپنے حبیب کی حفاظت کی اوسی اثنا مین صف کفار مین
جب مین قریب آنحضرت کے پونہچا آپکو حالت غضب مین پایا اور مجھسے فرمانے لگے
کہ تم کیون نہین اپنے بہائیون کے ساتھ بہاگے مینے عذر کیا اور عرض کیا کہ مجہی تو آپسے
غرض ہی اور آپکی اقتدا ہر جگہ مد نظر ہی تب آپنے فرمایا کہ اچہا تو اب میری حفاظت اور
نصرت کرو حضرت علی فرماتے ہین کہ مینے حسب ارشاد نبوی بسیاری کفار کو واصل
بجہنم کیا اور آنحضرت کے اعانت و صیانت مین سرگرم ہو گیا روایات مین آیا ہی
کہ بلحاظ اس جانفشانی کے حضرت جبرئیل علیہ السلام مدح و ثنای مرتضوی بحضور نبوی
کرنے لگے آنحضرت نے اوسوقت کمال اتحاد و اخلاص یگانگی کو ظاہر فرمایا اور ارشاد کیا
انہ منی و انا منہ یعنی علی مجہسے ہی اور مین علی سے ہون اور اوسیوقت ایک آواز سنی گئی کہ کوئی ندا
دیتی کہ رہا تہا لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار اور یہی مدارج مین مرقوم ہی کہ حضرت سعد
حضرت علی سے روایت کرتے ہین کہ فرماتے تہے حضرت علی غزوہ احد مین سولہ ضربین مجہپر لگین
چار ضرب ایسی سخت تہین کہ مین زمین پر گر پڑا مگر جب مین گرتا تہا ایک مرد خوبروی و خوشبوی
میرا بازو پکڑکر اوٹہا دیتا تہا اور کہتا تہا کہ متوجہ ہو طرف کافرون کی کہ تو اوسوقت طاعت خدا

ورسول مین ہو اور وہ دونو مجھسے راضی ہین بعد فراغ جنگ کے مینی یہ حال رسول اللہ سے
سعد حلیہ اوس شخص کے بیان کیا فرمایا آپنے کہ وہ حضرت جبرئیل تہی اس سے بہی غایت فضل
مرتضوی اور کمال جلادت وجان نثاری آپکی ظاہر ہوئی تنبیہ علاوہ حضرت علی کے اور
بہی اکثر صحابۂ کرام سے جلادت وجانفشانی غزوہ احد مین ظاہر ہوئی ہی اور حضرت ابو بکر
وعمر رضی اللہ عنہما منجملہ اون صحابہ کے ہین جو اوس غزوہ مین ثابت قدم اور رسول مقبول
کے ہمراہ اور ہمدم رہی مگر چونکہ اس مقام پر صرف بیان فضائل مرتضویہ مقصود ہی ذکر
دوسری بزرگون کا قلم انداز کیا گیا علی ہذا فضائل مرتضویہ اخری جو منقول ہوئی اور ہونگے
کل کو مخصوص بذات آن ستودہ صفات نہین جاننا چاہیی بلکہ دو قسم سمجہنا چاہیی ایک
وہ کہ خصائص مرتضویہ سی ہی اور قسم دوم بالعکس ومشترک منجملہ خصائص حضرت علی کے
ہی جو ترمذی مین حضرت ابن عباس سی مروی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد
الابواب الا باب علی یعنی حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جن جن لوگون کے مکان کا
دروازہ مسجد نبوی کی جانب ہی وہ سب لوگ بند کر لین الا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ وہ دروازہ
مکان کا مسجد کیطرف علی حالہ رہنی دین اس حدیث کی ثبوت مین ابن جوزی نے بہت
کلام کیے ہین اور موضوع لکہدیا ہی مگر یہ زیادتی ابن جوزی کی ہی حافظ ابن حجر عسقلانی
نی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین تخریج اس حدیث کی بطرق عدیدہ فرما کر تخطیہ ابن جوزی کا
کیا ہی چنانچہ نزل الابرار بما صح فی مناقب اہل بیت الاطہار مین بعد نقل احادیث مشعرہ کہ حکم
سد ابواب باستثنا باب علی کے بطرق عدیدہ مرقوم ہی قال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری فی
شرح حدیث لا یبقی فی المسجد باب الا باب ابی بکر جاء فی سد الابواب التی حول المسجد احادیث
یخالف ظاہرہا حدیث الباب ثم ذکر ہذہ الاحادیث الستۃ ثم قال وہذہ الاحادیث یقوی بعضہا بعضا

ف بیان مخصوص ہونی حضرت علی کا ساتھ فضیلت باقی رہنی دروازہ آپکی کی مسجد کی جانب

کل طریق منها صالحة للاحتجاج فضلا عن مجموعها وقد اورد ابن الجوزی هذا الحدیث فی
الموضوعات واخرجه من حدیث سعد بن ابی وقاص و زید بن ارقم وابن عمر مقتصرا علی بعض طرقه
عنهم واعله ببعض من تکلم فیه من رواته ولیس ذلک بقادح لما ذکرت من کثرة الطرق واعله ایضا
بانه مخالف للاحادیث الصحیحة الثابتة فی باب ابی بکر وزعم انه من وضع الرافضة قابلوا به الحدیث
الصحیح فی باب ابی بکر رضی اللہ عنہ ثم قال الحافظ واخطأ فی ذلک خطأ شنیعا فانه سلک رد
الاحادیث الصحیحة بتوهمه المعارضة مع ان الجمع بین القصتین ممکن وقد اشار الی ذلک البزار
فی مسنده انتهی مختصر القدر الحاجة احادیث مین وارد هوا هی که جب آنحضرت صلی اللہ
علیه وسلم نے فرمایا که کل دروازے جو جانب مسجد کے هین بند کر دیے جاوین سوای دروازہ
حضرت علی کے تب صحابه جمع هو کر بحضور آنحضرت آئی اور شکایت اس امر کی فرمانی لگے
آنحضرت نے جواب دیا که مینے اپنی رای سے یه حکم نهین دیا هی بلکه خدا کا حکم ایسا هی هوا که
سوای دروازہ حضرت علی کے کل دروازے بند کر دیے جاوین چنانچه نزل الابرار مین
منقول هی اخرج احمد والنسائی والطبرانی فی الاوسط باسانید قویة کلهم عن سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنه قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بسد الابواب الشارعة فی المسجد وترک
باب علی زاد الطبرانی فقالوا یا رسول اللہ سددت ابوابنا فقال ما انا سددتها ولکن اللہ
سدها واخرج احمد والنسائی والحاکم والضیاء باسناد رجاله ثقات عن زید بن ارقم رضی اللہ
عنه قال کان لنفر من الصحابة ابواب شارعة فی المسجد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سدوا
هذه الابواب الا باب علی فتکلم ناس فی ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انی واللہ ما سددت
شیئا ولا فتحته ولکن امرت بشیء فاتبعته اور چونکه بحکم ایزدی دروازہ مکان حضرت علی کا جانب
مسجد باقی رها اور سوای اوسکے دوسرا دروازہ نتھا لہذا حضرت علی کرم اللہ وجهه کے لیے

حالت جنابت مین دخول مسجد اور گذرنا اوس سے جائز تہا اور اس خصیصے مین آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ شریک تھی سوای حضرت علی کے دوسری کسی صحابی کو اس امر کی اجازت اور شرکت ساتھہ حضرت رسالت کے نہین تھی چنانچہ جامع ترمذی مین حضرت ابوسعید سے مروی ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک الحدیث اور ترمذی وغیرہ مین مروی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو درمیان مہاجرین وانصار کے بہائی چارہ اور برادری کرادی تھی اور جس مہاجر کو آنحضرت نے جس انصار کا بہائی قرار دیا تہا اوس مہاجر کے ساتھہ وہ انصار ملاطفت ومحبت مثل بہائی اور قریب ورشتہ دار کے کرتا تھا اوسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر حضور نبوی ہوی اسطور پر کہ آنکھہ سی آپکی آنسو جاری تھی اور فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ سب صحابہ مین آپنے باہم مواخاۃ وبرادری کرادی مگر درمیان میری اور کسی کے آپنی مواخاۃ یعنی بہائی چارہ نہین کرادیا پس فرمایا رسول اللہ نے انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی تم میری بہائی ہو دنیا اور آخرت مین تمکو دوسرون کی بہائی بننی کی حاجت نہین ہی حضرت انس روایت کرتے ہین کہ مین رسول مقبول کے پاس تہا کہ ایک طیر یعنی جانور پرندہ بھنا ہوا آنحضرت کے پاس آیا آپ فرمانی لگے اللہم ائتنی باحب خلقک الیک لیاکل معی ہذا الطیر یعنی ای خدا جو شخص تیری نزدیک دوست ترین خلائق ہو اوسکو میری پاس بھیج کہ وہ اسکا گوشت میری ساتھہ کھاوی حضرت انس فرماتے ہین کہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی تشریف لائی اور شریک آنحضرت کے کہانی مین گوشت طیر کے ہوئی اس حدیث سی دوست ترین خلائق عند اللہ ہونا حضرت علی کا ثابت ہوا اور یہ حدیث بہی منجملہ احادیث دالہ علی الفضائل المرتضویہ ٹہیری باقی استدلال علمای شیعہ کا

بیان خامس حضرت علی کا جنبت گذرنا مسجد نبوی اور دخل مسجد ہونا ساتھ بحالت جنابت

سوا اس حدیث سی اوپر افضلیت حضرت علی کے سائر صحابہ حتی کہ شیخین سے بمعنی فضل
کلی جو عبارت کثرت ثواب عند اللہ سی ہی بوجوہ عدیدہ مدفوع ہی کہ تفصیل اوسکی کلام شرح
مواقف وغیرہ مین موجود ہی علی ہذا وقت نزول آیۂ تطہیر کے بشان اہلبیت آنحضرت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو داخل اہلبیت فرمانا اور بفضل آیۂ تطہیر کا مصداق گردانا اور بوجہ
قرب قرابت اور کمال اتحاد و کثرت الفت کی آنحضرت کا حضرت علی کو نفس اپنا قرار دینا اور
آیۂ مباہلہ مین جو کلمہ انفسنا وارد ہی اوسکا مصداق بنانا جیسا کہ جواز احتمال اس معنی کا اس
عبارت تحفۂ اثنا عشریہ سی و نیز نفس بمعنی قریب و ہم نسب و ہم دین و ہم ملت آمدہ پس
حضرت امیر را چون اتصال نسب و قرابت و مصاہرت و اتحاد دین و ملت و کثرت
معاشرت و الفت بحدی بود کہ علی منی و انا من علی در حق او ارشاد شد اگر بہ نفس تعبیر نمایند
چہ بعید ست مفہوم ہی اور بہ نص حدیث رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار دوران
حق کا ساتھ حضرت علی کے ہونا وغیر ذلک فضائل کثیرہ مرتضویہ احادیث صحیحہ مین مروی
ہین حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رض فرمایا کہ البتہ تحقیق دی
کہ حضرت علی کو تین خصلتین ایسی دی گئین کہ اگر ایک بہی اونمین سی مجہہ مین ہوتی تو اوسکا
ہونا میری نزدیک احب اور دوست تر ہوتا شتران سرخ رنگ سے کہ عمدہ و انفس اموال
عرب ہوتے ہین پوچہا گیا کہ وہ تین خصلتین کون ہین فرمایا آپنے ایک تو تزویج حضرت
فاطمہ کی حضرت علی سے دوسری جائز ہونا اونکی لیے گذرنا مسجد نبوی سی حالت ناپاکی
و جنابت مین تیسری عطا کرنا آنحضرت کا علم لشکر بروز خیبر جس سے محبوبیت و محبیت
حضرت علی کی عند اللہ و الرسول ظاہر ہوئی اور یہی حدیث شریف مین جو وارد ہوا ہی
انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ مین شہر علم کا ہون اور حضرت علی

اوسکے دروازہ ہین اس حدیث کو ابن جوزی اور امام نووی وغیرہ ایک جماعۃ محدثین
نے موضوع لکہدیا ہی جسکو مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تحفہ مین نقل فرمایا ہی
مگر حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین اسکی تحسین کی ہی اور لکہا ہی کہ یہی
صواب ہی اور تصریح بطلان قول امام نووی وغیرہ قائلین بالوضع اور حاکم قائل
بالصحۃ کی فرمادی ہی عبارت تاریخ الخلفا کی یہ ہی اخرج الترمذی والحاکم عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ہذا حدیث حسن علی الصواب
لا صحیح کما قال الحاکم ولا موضوع کما قالہ جماعۃ منہم ابن الجوزی والنووی وقد بینت
حالہ فی التعقبات علی الموضوعات انتہت اور یہی تاریخ الخلفاء مین طبرانی اور حاکم کی
بروایت ابن مسعود منقول ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے النظر الی علی عبادۃ
یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر نظر ڈالنا اور آپکے رخ انور کو دیکہنا عبادت ہی بعد
نقل حدیث کے جلال الدین سیوطی نے باین عبارت اسنادہ حسن اسکے حسن ہونکی
تصریح کردی ہی اور طبرانی نے ام سلمہ سے روایت کی ہی قالت کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا غضب لم یجترء احد ان یکلمہ الا علی یعنی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب
غضب مین آتے تہے اوسوقت سوای حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کسیکو جرأت کلام کرنیکی اونکی
نہوتی تہی اس سے کمال رسوخ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بحضور نبوی ہویدا ہوا اور
غایت محبوبیت ومداخلت آپکی رسول اللہ کی حضور مین ظاہر ہوئی اور طبرانی نے
بسند حسن حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی
ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ یعنے جسنی دوست رکہا حضرت علی کو پس تحقیق کر دوست

ف حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کا حسن ہونا سیوطی نے جواب لکہا ہے

ف حضرت علی کا ... عبارت ... بحضور نبوی

رکھا اوسنی مجھکو اور جسنے مجھی دوست رکھا تحقیق کہ اوسنے اللہ کو دوست رکھا اور جسنی بغض
رکھا حضرت علی سی تحقیق کہ اوسنی بغض رکھا مجھسے اور جسنی بغض رکھا مجھسی تحقیق کہ
بغض رکھا اللہ سی مشکوۃ شریف مین صحیح مسلم سے منقول ہی کہ فرمایا حضرت علی نے
قسم رب العالمین کے ساتھہ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا
مؤمن ولا یبغضنی الا منافق یعنی عہد کیا مجھسے نبی امی نے یعنی بطور مؤکد فرمایا مجھسی
کہ نہین دوست رکھیگا تمکو مگر مؤمن اور نہین دشمن رکھیگا تمکو مگر منافق اس سے
معلوم ہوا کہ محبت حضرت علی کی نشانی ایمان کی اور دشمنی وعداوت ساتھہ حضرت
علی کے نشان نفاق کا ہی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین
افادہ فرماتے ہین پس محبت علی علامت ایمان ست وعداوت وی نشان نفاق
انتہی ترمذی نے ام عطیہ سے روایت کی ہی کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک لشکر کو روانہ کیا اوسمین حضرت علی بہی شامل تھی پس سنا مینے
آنحضرت کو درآن حالیکہ آپ دونو ہاتہہ واسطے دعا کے اوٹھائے ہوئی تھی یہہ
فرماتی ہوئی اللہم لا تمتنی حتی ترینی علیا یعنی ای خدا تو مجھے موت نہ دی جب تک کہ
نہ دکھلاوی حضرت علی کو اس سے کمال محبت آنحضرت کے ساتھہ حضرت علی کے
ثابت ہوئی حضرت ام سلمہ سے مروی ہی قال رسول اللہ من سب علیا فقد سبنی یعنی
آنحضرت نی جسنے گالی دی حضرت علی کو اوسنی گالی دی مجھکو ترمذی مین بروایت
عمران بن حصین کے مروی ہی کہ آنحضرت کے حضور مین چار شخص متفق ہو کر
شکایت حضرت علی کی یکے بعد دیگری کرنے آئے اور تین شخص تو یکی بعد دیگری شکایت
کر گئے اور معمول حضرت کا یہ رہا کہ وقت بیان شکایت کے بیان کرنیوالی سے منہ پھیر لیا

[illegible]

پہیر لیا کرتے تھے جب چوتہے نے اگر شکایت کرنی شروع کی تب آپنے اوسکی جانب رخ کیا اور
حال یہ کہ غضب آپکے چہرے سے عیان تھا اور فرمانے لگے ما تریدون من علی کیا چاہتے ہو
علی سے اسکو مکرر فرماکر فرمایا کہ علی مجہسے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ دوست اور
مددگار ہر مومن کے ہین بعد میری جب بعد سعاودت یمن کے اکثر اشخاص نے شکایات
گوناگون حضرت علی کی گوش مبارک حضرت رسالت مین پونہچائی تو آپکو بہت ملال
ہوا اور حجۃ الوداع سے پہرتے وقت مقام غدیر خم مین آنحضرت نے پہلے اپنا مصلح
اور خیر خواہ اور نجات و خیریت طلب عامۂ مؤمنین علی الخصوص حاضرین ہونا بوضاحت
تمام ثابت فرماکر تاکید محبت کے ساتہہ حضرت علی کے فرمائی اور ارشاد کیا من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جو شخص کہ ہونگا مین دوست اوسکا
پس ہونگے حضرت علی دوست اوسکے یعنی جسکو مجہسے محبت ہوگی وہ ضرور حضرت
علی کو بہی دوست رکہیگا جس سے ثابت ہوا کہ جسکو حضرت علی سی محبت نہین اوسکو
مجہسے محبت نہین ایخدا تو دوست رکہہ اوس شخص کو جو دوست رکہی حضرت علی کو
اور دشمن رکہہ اوس شخص کو جو دشمن رکہے حضرت علی کو اور بعضی روایات مین یہ جملہ
بہی مروی ہی وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی مدد کر اوس شخص کی جو مدد کری
حضرت علی کی اور مخذول اور خوار کر اور نہ مدد کر اوس شخص کی جو نہ مدد کرے اور
مخذول کرے علی کو اس حدیث سی کمال فضیلت حضرت علی مرتضی کی ثابت ہوئی اور
تاکید محبت حضرت علی کی نہایت وضاحت سے ظاہر ہوگئی اسیوجہ سی بعد اس قصے کے حضرت
عمر نے حضرت علی سے ملاقات کی اور خوشخبری دی اور فرمایا کہ بقول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہوئی آپ مولی ہر مومن و مومنہ کے بعد نقل اس روایت کے حضرت شیخ عبدالحق

محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکہتے ہین بدانکہ درین حدیث غایت فضل وتکریم است
مر علی مرتضی را کرم اللہ وجہہ وتحریص وترغیب ست مومنان را بر محبت وموالات او
واجتناب واحتراز از بغض وعداوت او چنانکہ در حدیث دیگر آمدہ است کہ دوست ندارد
علی را مگر مومن ودشمن ندارد اورا مگر منافق انتہی اور علمار شیعہ نے جو مضمون اس حدیث
علی الخصوص لفظ مولی سی استدلال کیا ہی اوپر استخلاف حضرت علی کے اوسکے
جوابات صواعق محرقہ اور شرح مواقف وغیرہ مین مفصلاً مذکور ہین بنظر اقتصار کے
بیان اوسکا اس مقام پر مناسب نہ جانا اور زید بن ارقم سی مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے من یرید ان یحیی حیوتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ الخلد التی وعدنی
ربی فلیتول علی بن ابیطالب یعنی جو شخص ارادہ کری کہ زندہ رہی مثل زندگی میری او
مری مثل موت میری اور سکونت پاوی جنت خلد مین جسکا وعدہ کیا ہی پروردگار
عالم نے تو چاہیی کہ وہ دوست رکہی علی بن ابیطالب کو اور حضرت بریدہ سی ایسا ہی
مروی ہی کان احب النسار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ ومن الرجال علی
یعنی دوسترین زنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت فاطمہ تہین اور
دوسترین مردان حضرت علی اور حضرت علی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتماع
بیت مکانی کے بروز قیامت وعدہ یعنی یہ فرمانا کہ مین اور حضرت علی ایک ہی مکان مین
قیامت رہونگا ہی احادیث مین مروی ہی کہ وہ حدیث انشار اللہ تعالی ذیل
فضائل اہل بیت کے بدیہ نظر ناظرین ہوگی ان احادیث سی حضرت علی کا محبوب محبوب
خدا و رسول ہونا اور آپکی ساتہہ محبت رکہنا امر موکد وضروری ہونا تمامتر ثابت ہوا
اور آپکا اشجع صحابہ ہونا اور راہ خدا مین بلا خوف وخطر جان جنگ وقتال کرنا اور جہاد

کفار مین جانفشانی بدرجۂ اتم پونہچانا مشہور اور کتب سیر مین مسطور ہی بعضی روایات
سی معلوم ہوتا ہی کہ آپ اسدرجہ شائق شہادت تھے اور مرجانا راہ خدا مین اور صدمہ
اوٹھانا دست کفار سی بامید حصول ثواب محبوب رکھتے تھی کہ بعضی معارک مین اسلحہ
زرہ وغیرہ لباس جنگ کے صرف کرتہ پارچۂ باریک کا پہنی ہوئی قتال وکارزار
فرمایا کرتے تھی چنانچہ تفسیر فتح العزیز مین مسطور ہی از حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب
کرم اللہ وجہہ مروی ست کہ کان یطوف بین الصفین فی خلالہ یعنی درمیان دو صف
قتال اسپ خود را جولان میداد وحال آنکہ یک کرتہ باریک عرق چین پوشیدہ بود
حضرت امام حسن رضہ در خدمت ایشان گفتند کہ ماہذا بزی المحاربین یعنی این لباس
جنگ نیست کہ شما پوشیدہ اید ہیچ زرہ وجیل تہہ و مانند این می باید فرمود یا بنی
لایبالی ابوک علی الموت سقط ام علیہ الموت انتہی اور منجملہ فضایل وخصائص حضرت
علی کے ہی جودت حفظ چنانچہ روایات مین وارد ہوا ہی کہ جب آیہ کریمہ وتعیہا اذن واعیہ
نازل ہوئی فرمایا آنحضرت نے حضرت علی سی کہ مینے خدا سی سوال کیا ہی کہ تمہاری اذن
کو اذن واعیہ یعنی کان یاد رکھنی والا کر دے اور حضرت علی فرماتے ہین کہ اوس روز سی
مین کسی چیز کو نہین بھولا قبل اوسکے اکثر سنی بات بھول جایا کرتا تہا مگر وہ دعا نبوی
ایسی موثر ہوئی کہ من بعد جو مین نی سنا وہ برابر یاد رہا اور فی الواقع کان میرا
اذن واعیہ کا ہوگیا ابو عمر ابو الطفیل سے روایت کرتے ہین کہ مین حاضر ہوا حضور حضرت
علی کے اوسوقت کہ آپ خطبہ پڑھتی تہی اور یہ فرماتے تہے سلونی عن کتاب اللہ فو اللہ
ما من آیۃ الا و انا اعلم ابلیل نزلت ام نہار ام فی سہل ام فی جبل یعنی پوچہو مجہسے کتاب اللہ
یعنی قرآن شریف کی جس آیہ کی تحقیق چاہو مجہسے کر لو قسم خدا کی نہین کوئی آیہ ہے

قرآن کے مگر مین خوب جانتا ہون کہ یہ رات کو نازل ہوئی ہی یا دن کو زمین نرم پر
نازل ہوئی ہی یا پہاڑ پر اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہی کہ فرماتی تھے
واللہ لقد اعطی علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکہم
فی العشر العاشر یعنی مجموع دس حصہ علم سے نو حصے تو خاص حضرت علی کو دیے گئے
اور باقی دسوین حصے مین اور اہل علم آپکے ساتھ شریک ہین ان روایات سے علم
باقصی غایت اور تبحر علم قرآن ہونا حضرت علی کا کہ فضیلت عظیمہ اور منقبت فخیمہ ہے
ثابت ہوا اور تیزی ذہن اور سرعت انتقال بہ ماخذ حکم مین آپ ید طولی رکھتے تہی اور
بڑی بڑی مشکل قضایا کو جسکے فیصل کرنے سے عقلائی زمانہ عاجز ہو جاتے تہی آپ فیصل
کر دیا کرتے تہی جسکو تفصیل قصص فصل قضایا اصعبہ مرتضویہ کے دریافت کرنا ہو وہ
کتب معتمدہ سیر و تواریخ کو دیکھے اس مقام پر صرف دو ایک روایت بنظر نشاط خاطر
ناظرین نقل کرتا ہون زر بن حبیش سے مروی ہی کہ دو شخص کھانا کہانی کو بیٹھے ایک کے
پاس پانچ روٹیان تہین اور دوسری کے پاس تین جب اون دونون نے قصد کہانی کا
کیا ایک تیسرا شخص آیا اور اوسنی سلام کیا ان دونون نے اوسکو کھانیکے لیے کہا وہ
بیٹھ گیا اور ان دونون کے ساتھ کھانا کھانے لگا جب کہانا کھا چکا آٹھ درہم دونونکو
دیکر چلا گیا اور کہدیا کہ یہ عوض اوسکی ہی جو مینے تملوگون کے کہانیسے کھایا پس وہ
دونون لڑنے لگی جسکے پاس پانچ روٹیان تہین اوسنی کہا کہ مین مستحق پانچ درہم کا ہون
اور جسکی تین روٹی تہین اوسکو تین درہم دینی لگا اوس پر تین روٹی والی نے کہا کہ مین
اس حساب سی نہین لونگا بلکہ نصفا نصف تقسیم ہونا چاہیی چار درہم تم لو اور چار مجھے
دو الغرض وہ دونون لڑتے ہوئی حضرت علی کے حضور مین پوہنچی آپنی تین روٹی والیکو

بیان وسعت و تبحر علم حضرت علی کا

بعض روایات دالہ بر وسعت ذہن و فطانت مرتضویہ

سمجھایا کہ تجھی حق سے زیادہ ملتاہی تین درہم لی لے اور جھگڑا نہ کر کہ حق تیرا ایک ہی
درہم ہی دو تجھکو زائد مل رہی ہین تب تو وہ گھبرایا اور خواہان تحقیق ہوا حضرت علی نے
فرمایا کہ دیکھو تم تین کھانیوالے تھے اور آٹھ روٹیان تھین اور نہین معلوم کسنی کم اور
کسنی زیادہ کھایا ایسی حال مین سبکو برابر سمجھ لینا چاہیی پس آٹھ کو تین مین ضرب
دیکر دیکھو تو چوبیس ہونگے اور آٹھ روٹی کے چوبیس ثلث ہونگے اور ہر ایک کھانیوالا
آٹھ آٹھ ثلث کا ہوگا اور تمھاری پاس تین روٹیان تھین اوسکے نو ثلث ہوئی اور
تمھاری ساتھی کے پاس پانچ روٹیان تھین اوسکے پندرہ ثلث ہوئی اور نو ثلث کی
آٹھ ثلث جو تمنی کھائی ہین نکال دو تو ایک ثلث رہ جاتاہی پس تم مستحق ایک درہم
پانیکی ہوئی اور پندرہ ثلث سی آٹھ ثلث حق کھانیکا اپنی ساتھی کے وضع کرو تو سات
رہجاتی ہین وہ مستحق سات درہم کا ہوا یہ سنکر وہ شخص بہت خوش اور راضی ہوا اور
مسائلہ منبریہ کتب فرائض مین مشہور ہی جسمین چوبیس کا عول طرف ستائیس کے ہوتاہی
وہ مسائلہ حضرت علی مرتضی سے اوسوقت پوچھا گیا تھا کہ آپ منبر پر خطبہ پڑھ رہی تھے
باوجود وقت کے آپنی بلا تامل جواب دیا اوسپر سائل نے اعتراض کیا اوسکو بھی آپنے
بداہتہ رفع فرمادیا تفصیل اس مسئلے کی فرائض شریفیہ کے باب العول اور اوسکے
حواشی مین موجود ہی اور اوس سی کمال ذہانت وفطانت اور تبحر حضرت علی کا علم
حساب مین ظاہر ہی اور ضوء السراج شرح سراجیہ مین لکھاہی کہ ایک نصرانی حضرت
علی مرتضی کے حضور مین آیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ قرآن مین پڑہتے ہو ثلثمائۃ سنین
وازدادوا تسعا جس سے معلوم ہوتاہی کہ اصحاب کہف تین سو نو برس سوئی تھے
اور ہملوگ اپنی کتاب مین مدت خواب اصحاب کہف کامل تین سو برس پاتے ہین

ان دونون مین تطبیق کیونکر ہوگی حضرت علی نے علی الفور جواب دیا کہ تمھاری
کتاب مین بحساب یونانیین لکھا ہی اور ہماری کتاب مین بحساب عرب مرقوم
ہی وہ نصرانی آپکی جواب معقول علی الفور دینی پر بہت متعجب ہوا اور اوسیوقت
دین محمدی قبول کیا اور رسالت حضرت خاتم النبیین کی شہادت ادا کی اس قصی کو
لکھکر صاحب ضوء السراج مدحت حضرت علی مرتضی مین یہ عبارت لکھتی ہین وہذا
قیل انہ رضی اللہ عنہ کان معجزۃ من معجزاتہ ای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع معجزہ
فی العلوم وشجاعتہ فی الحرب کان مطیعا للنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وکان معجزۃ
من معجزاتہ وہذا کما قیل ان اباحنیفۃ رحمہ اللہ کان معجزۃ من معجزاتہ کذا فی شرح
خواہر زادہ انتہت عبارتہ روایات مین وارد ہوا ہی کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت علی کو واسطی فصل کرنے قضایا کی روانہ یمن فرمانی لگے حضرت علی نے
عذر کیا تہا کہ وہانکی لوگ سن رسیدہ ہین اور مین نوجوان اور طریق فصل قضایا سی
ناواقف ہون کیونکر کیا کرونگا اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک
سینہ مرتضوی پر رکھا اور فرمایا ان اللہ سیہدیک ویثبت لسانک یعنی اللہ جل شانہ
تمکو راہ بتلائیگا اور زبان کو تمہاری حق پر ثابت رکھیگا اسی روایت کے بعد حضرت علی
فرماتے ہین فما شککت فی قضاء بعد ذلک یعنی بعد اس قصی کے پہر کوئی فصل قضیہ
مجکو مشکل نہین معلوم ہوا بلکہ ببرکت دعای نبوی اور دست مبارک کے مین ہمیشہ
قضایا کو باسانی تمام فیصل کرتا رہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک
حضرت علی کے آغوش مین رکھی ہوئی تہی کہ وحی کا نزول شروع ہوا جب آپکو
فراغ ہوا آفتاب غروب ہوچکا تہا دریافت سی معلوم ہوا کہ حضرت علی نے نماز عصر

ف
عبارت ضوء السراج
کا مضمون [illegible]
[illegible]
روایت [illegible]
[illegible]

ف
قصہ رجعت آفتاب
کا واسطی نماز عصر
ادا کرنے حضرت علی کے

نہین ادا کی ہی پس آپنی دعا کی کہ اے پروردگار عالم حضرت علی تیری اور تیرے
رسول کے کام مین تھی اس سے نماز نہ پڑھ سکی آفتاب کو پھیر دے کہ وہ نماز عصر ادا
کر لین اور قضا نہو نے پاوے اوسیوقت اللہ جل شانہ نے آفتاب کو پھیر دیا اور حضرت
علی نے نماز عصر ادا فرمائی تب آفتاب غروب ہوا اس حدیث کی صحت مین ابن جوزی
وغیرہ نے بہت کلام کیا بلکہ موضوع لکھدیا ہی مگر یہ زیادتی اور خطا ابن جوزی کی ہی
علامۂ جلال الدین سیوطی نے خاص اس مادہ مین ایک رسالہ لکھا ہی جسکا نام
کشف اللبس فے حدیث رد الشمس ہی اوسمین ابن جوزی کے قول بالموضوعیت کو
رد کیا ہی علی ہذا درر منتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ مین بھی اثبات حسنیت اس حدیث
مین بسط بسیط فرمایا ہی اور طحاوی اور ابو الفتح ازدی وغیرہ نے تو صحیح ہی لکھدیا ہی
غایۃ ما فی الباب یہ کہ اگر صحیح نہین تو حدیث رد شمس کی حسن ہونے مین شبہہ نہین
اوسکو موضوع اور باطل کہنا زیادتی محض ہی ازالۃ الخفا مین مزیل اللبس عن
رد الشمس لمحمد بن یوسف دمشقی سے منقول ہی اعلم ان ہذا الحدیث رواہ الطحاوی
فی کتابہ شرح مشکل الآثار عن اسماء بنت عمیس من طریقین وقال ہذان الحدیثان ثابتان
ورواتہما ثقات ونقلہ قاضی عیاض فی الشفاء والحافظ ابن سید الناس فی بشری
اللبیب والحافظ علاء الدین مغلطائی فی کتابہ الزہر الباسم وصححہ ابو الفتح الازدی وحسنہ
ابو زرعۃ بن العراقی وشیخنا الحافظ جلال الدین السیوطی فی الدرر المنتشرہ فی الاحادیث
المشتہرہ وقال الحافظ احمد بن صالح وناہیک بہ لا ینبغی لمن سبیلہ العلم التخلف
عن حدیث اسماء لانہ من اجل علامات النبوۃ وقد انکر الحفاظ علی ابن الجوزی ایرادہ
الحدیث فی کتاب الموضوعات انتہی بقدر الحاجۃ اور زہد حضرت علی کا اور حقیر جاننا

ایکا تکلفات دنیا کو اور کنارہ کش رہنا لذات دنیاسی اور کریم الاخلاق اور منکسر مزاج
ہونا اور فصل قضایا مین کسیکا پاس اور لحاظ نہ کرنا اور خوف وخشیت الٰہی سے
مغموم ومحزون رہنا اور کثرت عبادت اور شب بیداری کا عادی ہونا کتب
معتمدہ سیر مین مفصلاً مسطور ہی اس جگہ تبرکاً ایک روایت ضرار کی جو جامع
اکثر احوال مرتضویہ ہی نقل کرتا ہون علامہ ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر
مین لکھتے ہین قال معاویۃ بن ابی سفیان لضرار صف لی علیا قال الا تعفینی قال
لا صفہ قال او لا تعفینی قال لا اعفیک قال اما اذا مانہ لا بد فانہ کان بعید المدی
ای واسع العلوم والمعارف لا تدرک غایتہ فیہما شدید القوی ای فی ذات اللہ
ونصرۃ دینہ یقول فصلا ویحکم عدلا تتفجر العلم من جوانبہ وتنطق الحکمۃ من نواحیہ
یستوحش من الدنیا وزہرتہا ویستانس باللیل وظلمتہ کان واللہ غزیر الدمعۃ
طویل الفکرۃ یقلب کفہ ای تاسفا وحزنا اذ ہذا فعل المتاسف الحزین ویخاطب
نفسہ ای بالمزعجات والمقلقلات یعجبہ من اللباس ما خشن ومن الطعام ما جشب
کان واللہ کاحدنا یجیبنا اذا سألناہ ویاتینا اذا دعوناہ ونحن واللہ مع تقریبہ لنا
وقربہ منا لا نکلمہ ہیبۃ لہ فان تبسم فعن مثل اللؤلؤ المنظوم یعظم اہل الدین ویحب
المساکین ولا یطمع القوی فی باطلہ ولا ییئس الضعیف من عدلہ واشہد باللہ لرأیتہ
فی بعض مواقفہ وقد ارخی اللیل ستورہ وغارت نجومہ وقد مثل فی محرابہ قابضا
علی لحیتہ یتململ تململ السلیم ای اللدیغ ویبکی بکاء الحزین وکانی اسمعہ یقول یا ربنا
یا ربنا یتضرع الیہ ثم یقول یا دنیا یا دنیا الی تعرضت ام لی تشوقت ہیہات ہیہات
غری غیری قد بتتک ثلاثا لا رجعۃ لی فیک فعمرک قصیر وعیشک حقیر وخطرک کبیر آہ

نقل روایت ضرار جو جامع بیان اکثر احوال مرتضویہ ہی

من قلة الزاد وبعد السفر ووحشة الطريق فذرفت عيون معاوية على لحيته فما ملكها وهو ينشفها بكمه وقد اختنق القوم بالبكاء قال معاوية رحم الله ابا الحسن كان والله كذلك فكيف حزنك عليه يا ضرار قال حزن من ذبح ولدها في حجرها فلا ترقأ عبرتها ولا يسكن حزنها انتهى خلاصه مطلب اس روایت کا یہ ہی کہ حضرت معاویہ نے بہت اصرار کیا ضرار سے کہ تم صفات حضرت علی کے بیان کرو جب وہ اصرار سی معذور ہوئے تب کہنے لگی کہ تھی حضرت علی واسع العلوم والمعارف یعنی علم و معرفت بہت وسیع رکھتے تھی کہ آپکی علم و معرفت کی غایت دریافت سے ہملوگون کے باہر تھی دین کی تائید مین شدید القوی تھے کلام آپکا فاصل حق و باطل ہوا کرتا تھا حکم کرتے تھی ساتھ انصاف کے جاری تھے چشمین علم کے آپکی ہر جانب سے اور باتین حکمت و دانشمندی کی آپکی ہر ناحیہ سے یعنی تمامی اعضا و جوارح آپکی سبع علم و حکمت تھی گھبراتے تھی آپ دنیا اور اوسکی تازگی سے انس رکھتے تھے رات اور تاریکی سے اوسکی جاری رہتا تھا اکثر اشک آپکی آنکھو نسے بجوف شد اکثر آپ متفکر رہا کرتے تھی اور اولٹتے تھی ہتھیلی کو مثل متاسف و محزون شخص کے اور ہمیشہ اپنی نفس کو سرزنش کیا کرتے تھی اور ملامت نفس مین مصروف رہتی تھے لباس گندہ و ناقص آپکو پسند تھا اور کھانا جو حلال ہو وہ مرغوب ہوتا تھا لحاظ عمدگی کھانیکا نتھا قسم اللہ کی رہتی تھی ہملوگو نمین مثل ہملوگون کے بلا لحاظ رعایت اپنی علو رتبت و عظمت مرتبت کے اور جو شخص ہملوگون مین سے بلاتا تھا اونکے پاس چلی جاتے تھی کچھ عار نہین کرتی تھے

ور ہملو کو نکا یہ حال تہا کہ باوصف کمال تقرب کے حضرت مین اونکے اور نزدیک
رہنی آپکے ہملو گو نسے آپ سے بوجہ کمال ہیبت کے کلام کر نہین سکتا تہا اسقدر
ہیبت من اللہ آپکی شان سے جلوہ گر تہی تعظیم کرتے تہی آپ اہل دین کی اور
دوست رکھتے تہی مساکین کو اور کوئی قوی اگر باطل پر ہو تو یہ امید اوسکو
نہین رہتی تہی کہ ہماری آپ کچھ پاسداری فرماینگے اور نہ کوئی ضعیف
جو حق پر ہو آپ عدل سے نظر بہ ضعف حال اپنے مایوس ہوتا تہا او قسم کہا کر
ضرار نے کہ دیکہا مینے بعض مرتبہ آپکو بہت رات گذری ہوئی کہ سیاہی
شب کی تمام عالم مین شایع تہی اور ستاری چہپ چکی تہی اور آپ محراب مین
لحیہ مبارک کو پکڑی ہوئی اس طرح اضطراب فرما رہی تہی جیسا کہ کسیکو
سانپ وغیرہ کاٹی اور وہ اوسکے صدمہ زہر سے مضطرب ہو اور روتی تہی
آپ مثل رونے غمگین کے اور کہتی تہی ربنا ربنا اور گڑ گڑاتے تہی حضرت
ایزدی مین اور فرماتے تہی ای دنیا ای دنیا توجہ کی تو نے طرف میرے
یا مشتاق ہوئی تو میری دور ہو دور ہو فریب دی دوسری کو مینے تجھکو
تین طلاق بائن دی جسکی رجعت نہین اور وہ پھر نہین سکتا یعنی مین تجھسے
بہت کنارہ کش ہوتا ہون اسلیے کہ عمر تیری کم ہی اور عیش تیرا حقیر ہی
اور خطر تجھمین بہت ہی اور افسوس فرماتی تہی اپنی قلت توشۂ سفر عقبی اور
دوری سفر اور وحشت اور نا داشتہ ہولی پر راہ کے یہ سنکر آنکہین حضرت
معاویہ کی آنسوسی بھر گئین اور ڈاڑھی تک آنسو بہ آئی اور جاری ہونا آنسو کا
اس حد کو پونچا کہ حضرت معاویہ اوسکو روک نسکی آخر آستین سی پونچھنی لگے

اور روتی رہی تمامی حاضرین کی حالت غیر ہو گئی پھر کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے
ضرار سے رحم کرے اللہ جل شانہ حضرت علی پر کہ تھی یہ ابو الحسن تھی قسم خدا کی تھی وہ ایسی ہی
جیسا کہ بیان کیا تمنے پھر پوچھا ضرار سے کہ تمکو حضرت علی کے فوت کا کتنا غم ہی کہا کہ جیسے ک
کسی عورت کی ایک ہی لڑکا ہو اور وہ اوسکو گود مین لیے ہو اور ایسی حالت مین کوئی شخص
اوس لڑکی کو ذبح کر ڈالی جیسا کہ اوس عورت کو غم ہوتا ہی اور حزن واماندہ اوسکا سکون
نہین پکڑتا ہی اوسیقدر مجھکو صدمہ رحلت کا حضرت علی مرتضی کے ہی انتہی حاصل معنا
اس قول ضرار سے اکثر صفات حمیدہ مرتضویہ منصہ نشین ظہور ہوئی اور جسقدر فضائل
حضرت علی کے اس رسالی مین نقل ہوئی واسطی ازالہ شبہات منکرین فضل مرتضوی اور
ازدیاد ایقان والمان اہل بیت نبوی کی کافی ہین آور ماورا اسکی اور بہت سی فضائل
حضرت علی کے کتب حدیث و سیر مین مذکور ہین کہ اون سب پر مطلع ہونا اور احصاء اوسکا
اور حیز تحریر مین لانا از قبیل محالات عادیہ ہی چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
ازالۃ الخفا مین بعد ذکر بعضی فضائل و مآثر مرتضویہ کے ارقام فرماتے ہین واحادیث دیگر
متضمن بیان سائر فضائل وی کرم اللہ تعالی وجہہ زیادہ است از انکہ احصای آن
درمقدور آید اور یہی امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہی ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ
من الفضائل ماجاء لعلی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ یعنی جسقدر فضائل حضرت علی کے
مروی ہین اوسقدر فضائل کسی صحابی کے منقول نہین آور نزل الابرار بما صح فی مناقب
اہل بیت الاطہار مین مرقوم ہی قال النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابۃ بالاسانید
الجیاد اکثر مما جاء فی حق علی کرم اللہ وجہہ انتہی شاہ ولی اللہ قدس سرہ لکھتے ہین
کہ وجہ زیادہ مروی ہونی فضائل مرتضویہ کی اجتماع وجہت کا ہی ذات بابرکات حضرت علی مرتضی مین

جسقدر فضائل حضرت علی کی مروی ہین اوسقدر کسی صحابی کے مروی نہین

وجہ کثرت ورود احادیث فضائل مرتضوی

ایک تو رسوخ آپکا سوابق اسلامیہ مین دوسری قرب قرابت آپکی ساتھہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسپر مستزاد یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضی نے کنار شفقت
حضرت رسالت مین تربیت پائی بنابرعلیہ نسبۂ قرابت دوبالا ہوگیا اوسکی بعد جو حضرت
فاطمہ آپکی نکاح مین آئین اور بھی عظمت اور فضیلت آپکی بڑھگئی پھر ایام خلافت مین
آپکی جب اختلاف چندگونہ واقع ہوا اور اکثر اہل زمانہ کو آپکی جانب سی تکدر رہا
اور مخالفین و مفسدین درپی تحقیر آپکی ہوئی بقیہ اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
دفع فتنہ ورفع خلاف مین ساعی ہوئی اور مناقب وفضائل مرتضویہ کا اظہار
فرمانی لگی یہ مجموع امور موجب کثرت روایت فضائل مرتضویہ کے ہوئی اور وجہ
اخیر زیادہ باعث انتشار فضائل مرتضویہ کے واقع ہوئی اور چونکہ بخصوص خلفائے
ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کے موجب انتشار فضائل کا فقدان رہا لہذا فضائل ان
حضرات ثلثہ کا شیوع کم ہوا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ توشیح
تعلیق صحیح بخاری مین لکھتے ہین قال احمد والنسائی وغیرہما لم یرد فی حق احد من الصحابۃ
بالاسانید الجیاد اکثر ما جاء فی علی وکان السبب فی ذلک انہ تاخر ووقع الاختلاف
فی زمانہ وکثر محاربوہ والخارجون علیہ وذلک کان سببا لانتشار مناقبہ لکثرۃ من کان
یرویہا من الصحابۃ ردا علی من خالفہ والا فالثلاثۃ قبلہ لہم من المناقب ما یوازیہ او
یزید علیہ انتہی ہرچند بعضی ارباب ضلال نے بسیاری احادیث بیان مناقب مرتضویہ مین
وضع بھی کیے ہین ولیکن قطع نظر اوسکی احادیث صحیحہ وحسنہ وضعیفہ بضعف یسیر متحمل
جو قابلیت نقل وبیان کے بعرض ابراز فضائل بحال حسب قواعد مقررۂ اصول حدیث کے
رکھتی ہین مشتہرہ فضائل مرتضویہ بکثرت مروی اور مذکور اور کتب معتمدہ حدیث وسیر وغیرہ مین

مؤلفہ واقفان حدیث وآثر مین مندرج ومسطور ہین جسکو اطلاع اوپر فضائل مرتضویہ کے
شبعاً منظور ہو وہ کتاب الخصائص نسائی اور مستدرک حاکم اور مفتاح النجا وغیرہ کتب
ورسائل کو دیکھے تاکہ لمعان فضائل مرتضویہ ظلمت زدای شک وارتیاب ہو جاوے
پانچسو چھیاسی حدیثین آپکی مرویات سے ہین یعنی اسقدر حدیثین آپنے جناب رسول مقبول سے
روایت کی ہین منجملہ اونکے بیس حدیثون کو بخاری ومسلم دونون نے روایت کی ہے اور تو حدیثین
افراد امام بخاری سے اور پانچ حدیثین افراد امام مسلم سے ہین فائدہ جلیلہ بیان فضائل
حضرت علی مرتضی مین جو فی الجملہ اشباع کلام ہوا مقصود اوس سے صرف تنبیہ منکرین
افضل حضرت علی اور اظہار تنویہ شان مرتضوی ہے جیسا کہ امام نسائی کو بلاحظہ حال اہل زمن
کی حاجت تحریر کتاب الخصائص کے بیان فضائل حضرت علی مین ہوئی تھی ورنہ بخصوص
مراتب خلفای اربعہ کے حقیر کا وہی عقیدہ ہے جو نصوص حدیث وقرآن سے ثابت وعیان
اور قرار داد کافۂ اہل سنت وجماعت بالادلۃ والبرہان ہے یعنی افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور بزرگتر تمامی صحابہ سے حضرت ابوبکر صدیق ہین بعد آپکے افضل ترین ناس
حضرت عمر ہین بعد حضرت عمر کے بمذہب مرجح وعند الجمہور حضرت عثمان افضل الناس ہین بعد
حضرت عثمان کے حضرت علی مرتضی افضل البشر واکرم صحابہ ہین من بعد بقیہ عشرہ مبشرہ اونکے بعد
اہل بدر اونکے بعد اہل احد من بعد اہل حدیبیہ علی مراتبہم افضلیت رکھتے ہین اسی ترتیب کے ساتھ
حقیر معتقد افضلیت صحابہ ہے اور یہی مذہب تمامی اہل سنت وجماعت کا ہے اور تفصیل اس امر کی
سائر کتب اہل سنت مین مذکور ہے عبارت دو ایک کتاب کی نقل کرتا ہون امام نووی شرح صحیح مسلم
مین لکھتے ہین اتفق اہل السنۃ علی ان افضلہم ابوبکر ثم عمر قال جمہورہم ثم عثمان ثم علی وقال بعض
اہل السنۃ من اہل الکوفۃ بتقدیم علی علی عثمان والصحیح المشہور تقدیم عثمان قال ابو منصور البغدادی

ف تعداد احادیث وارد در فضائل مرتضویہ

ف بیان افضلیت صحابہ حسب مذہب اہل سنت

اصحابنا مجمعون علی ان افضلهم الخلفاء الاربعة علی الترتیب المذکور ثم تمام العشرة ثم اهل بدر
ثم احد ثم بیعة الرضوان انتہی بقدر الحاجة اور ہمارے امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ فقہ اکبر میں افادہ فرماتے ہیں افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر
الصدیق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین
انتہی اور حضرت غوث پاک سیدی الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین میں
ارشاد فرماتے ہیں یعتقد اہل السنة ان امة محمد علیہ السلام خیر الامم وافضلهم العشرة الذین شهد
لهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنة وهم ابو بکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة وزبیر وعبد الرحمن بن
عوف وسعد وسعید وابو عبیدة بن الجراح وافضل هولاء العشرة الابرار الخلفاء الراشدون
الاخیار وافضل الاربعة ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم انتہی اور فاضل خیالی حواشی
شرح عقائد نسفیہ میں لکھتے ہیں قال علیہ السلام واللہ ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین
والمرسلین علی احد افضل من ابی بکر رضی اللہ عنہ وتمثل هذا السوق لاثبات فضلیة المذکور وظهر
ان ابا بکر رضی اللہ عنہ افضل من سائر الامم ایضا انتہی اور حضرت ابو بکر کا افضل صحابہ ہونا بعد
حضرت عمر پھر بعد حضرت عثمان پھر بعد حضرت علی کا جو عقیدۂ اہل سنت ہے نصوص قرآن و حدیث
سے ثابت ہے تفصیل اوسکی ازالۃ الخفاء وصواعق محرقہ وغیرہ میں مذکور ہے اور زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں فضیلت حضرت ابو بکر و عمر و عثمان کی باقیہ صحابہ پر شایع تھی اور صحابہ اوسکی معتقد
ہوئے تھے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو سنتے اور ساکت رہتے تھے پس
یہ سکوت آنحضرت کا جسکو اصطلاح محدثین میں تقریر کہتے ہیں نص جلی ہے اوپر صحت
اس عقیدت کے منجملہ اون احادیث کے جس سے شیوع عقیدت افضلیت خلفائے ثلثہ کا
باعداسی بزمانۂ رسول اللہ اور راسخ ہونا اس عقیدے کا باذہان صحابہ ثابت ہے

ف
افضلیت خلفاء اربعہ بترتیب خلافت عقیدہ اہل سنت ہی بزمانہ رسول اللہ ... [illegible]

یہ حدیث عبد اللہ بن عمر کی ہی کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان یہ روایت بخاری کی ہی اور سنن ابی داؤد مین باین
الفاظ لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا نفاضل بینہم الحدیث مروی ہی اس مقام پر یہ بھی جان لینا چاہیی کہ روایت عبد اللہ
بن عمر کی جو صحیح بخاری اور سنن ابی داؤد سی نقل کی گئی جسکا محصل مطلب یہ ہوا کہ صحابہ
زمانہ رسول اللہ مین حضرت ابوبکر کو افضل صحابہ جانتی تھے بعد اونکی حضرت عمر کو اونکی بعد
حضرت عثمان کو اور اوسمین ذکر حضرت علی کا مطلقا نہین ہی اس سی یہ نہین سمجھنا چاہیی
کہ معاذ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر یا کسی اور صحابی کو حضرت علی کے افضل الناس ہونیمین
بعد خلفای ثلثہ کی کچھہ شبہ یا تردد ہو بلکہ افضلیت آپکی بعد خلفای ثلثہ کی مرتکز اذہان
صحابہ تھی مگر چونکہ آپ زمانہ آنحضرت مین کم عمر تھی اور حضرت عبد اللہ بن عمر کو تذکرہ حال
اون صحابہ کا جو عمر مین سن رسیدہ تھی اور شریک صلاح و مشورہ نبوی رہا کرتی تھی مقصود تھا
لہذا صرف اوپر ذکر خلفای ثلثہ کے اقتصار کیا اس سی ہرگز گمان تحقیر شان مرتضوی کا
حضرت عبد اللہ بن عمر پر نہین کرنا چاہیی چنانچہ فاضل کرمانی شرح صحیح بخاری مین ذیل
شرح روایت حضرت عبد اللہ بن عمر کے لکھتے ہین قال الخطابی وجہہ انہ اراد بہ الشیوخ
و ذوی الاسنان منہم الذین کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر شاورہم وکان
علی رضی اللہ عنہ فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث السن ولم یرد ابن عمر الازدراء بعلی او
تاخیرہ عن الفضیلۃ بعد عثمان لان فضلہ مشہور لا ینکرہ ابن عمر ولا غیرہ من الصحابۃ انتہی اور
خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی افضلیت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی بہ ترتیب
خلافت موافق عقیدہ اہل سنت و جماعت کی مروی و منقول ہی صحیح بخاری مین محمد بن

ف: وجہ تردد کہ ہونی ذکر حضرت علی کے حدیث ابن عمر مین جو ادی بیان افضلیت خلفای ثلثہ ہے

ف: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی بھی افضلیت خلفای ثلثہ کی بترتیب خلافت مروی ہی

حنیفہ سی مروی ہی کہ آپنے حضرت علی سی بخصوص تنقیح افضل الناس کے سوال کیا آپ
بترتیب خلفای ثلثہ کو تبلاتی گئے اور اس قسم کی بیان افضلیت کی روایتین حضرت علی
مرتضی سی بکثرت مروی اور ازالۃ الخفا وغیرہ مین منقول و مسطور ہین ہم مالالاختصار نقل
اون روایات کو قلم انداز کیا ہرگاہ یہ بات معلوم ہو چکی کہ بنص آیات و احادیث و اتفاق
کافۂ اہل سنت افضل الناس بعد رسول اللہ کے حضرت ابوبکر اونکی بعد حضرت عمر اونکی
بعد حضرت عثمان اونکی بعد حضرت علی ہین تو اب یہ سمجھہ لینا چاہیی کہ مراد اس افضلیت سے
کیا ہی ور خلفای ثلثہ جو حضرت علی سی افضل ہین کس معنی کرکے افضل ہین اور اوس
افضلیت کا کیا مطلب اور اوسکی معنی کی کیا وضاحت ہی پس جاننا چاہیی کہ کلمۂ افضل
صیغۂ اسم تفضیل ہے اور صیغہ اسم تفضیل کا وضع کیا گیا ہی واسطی دلالت کرنے زائد
ہونی موصوف کے غیر سی بیچ معنی مصدری کے چنانچہ شرح ملا جامی مین مرقوم ہے
اسم التفضیل ما اشتق ای اسم اشتق من فعل ای حدث لموصوف قام بہ الفعل او وقع
علیہ والتعمیم لقصد شمول قسمی اسم التفضیل عنی ما جاء للفاعل وما جاء للمفعول بزیادۃ علی
غیرہ فی اصل ذلک الفعل انتہی اور ملا جمال حواشی شرح ملا مین لکھتے ہین فالحاصل ان اسم
التفضیل اسم مشتق لموصوف بقصد زیادۃ علی غیرہ فی اصل ذلک الفعل وھو المشتق منہ
انتہی اور زائد ہونا موصوف کا بیچ معنی مصدری کے جو مدلول صیغۂ اسم تفضیل ہے عام ہے
کہ بجمیع الوجوہ ہو یا بجمیع صفات الفضائل من حیث المجموع ہو یا بوجہ خاص اور تفضیل
مخصوصہ ہو توضیح مرام یہ ہی کہ ایک شخص کا دوسری سی افضل ہونا کبھی تو بجمیع الوجوہ ہوا کرتا ہے
جیسا کہ کہین زید افضل ہے عمرو سی اور مراد یہ لین کہ جتنی صفات فضیلت ہین مثل علم و زہد و تقوی
و دیانت و شجاعت و سخاوت وغیرہ کے سب مین زید عمرو سی بڑھا ہوا ہی علم بھی عمرو سی زائد

رکھتا ہی اور زہد و تقوی و سخاوت و شجاعت وغیرہ مین بہی اوس سی زیادہ ہی اور کبھی
اس جملہ کو بولتی ہین اور اوس سے افضلیت بجمیع الوجوہ مراد نہین لیتے ہین بلکہ زیادتی
زید کی جمیع صفات فضائل مین من حیث مجموع مراد لیتے ہین تنقیح اس شق کی یہ ہی کہ اگر
فرداً فرداً ہر صفات فضیلت کو جو زید و عمرو مین پائی جاتے ہین دیکھین تو زیادتی زید کی
عمرو پر ثابت نہین ہوتی مگر جب مجموع فضائل زید کو دیکھتے ہین تو اوسکو مجموع فضائل
عمرو سی زائد پاتی ہین پس اس حال مین زید افضل ہی عمرو سی اسکا مطلب یہ ہوا کہ زید
مجموع صفات فضائل مین من حیث مجموع افضل ہے عمرو سی گو افضلیت بجمیع الوجوہ سی
معرا ہی اور کبھی افضلیت سی افضلیت بوجہ مخصوص مراد لیتے ہین بجمیع الوجوہ اور بجمیع صفات
الفضائل من حیث مجموع سی تعرض نہین کرتے ہین جیسا کہ کہین زید افضل ہی عمرو سی اور مراد
یہ لین کہ افضل ہی علماً یا سخاوتاً وعلی ہذا الصفۃ من الصفات اور اس صورت افضلیت بوجہ
مخصوص مین کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ وہ ایک صفت موجبۂ فضلیت حاوی صفات کثیرہ
ہوتی ہی یا شرف مین بہت بڑہی ہوتی ہی بناءً علیہ اس ایک صفت کا حاوی صفات کثیرہ ہونا
یا اشرف بہ اقصی نہایت ہونا موجب اسقدر افضلیت شخص متصف کا ساتھ اوس صفت کی
ہوتا ہی کہ ہر چند غیر مین اسکی صفات اُخری کثیرہ کمیۃ و تعداداً ہون ولیکن یہ ایک صفت
اون سب کو دبا دیتی ہی اور صاحب کو اپنی با وصف نقصان مفضل علیہ کے ساتھ صفات
کثیرہ کے افضل و اعلی و اشہر بالا فضلیت بنا دیتی ہی اس امر کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہی
کہ بمقام بحث عقیدت افضلیت خلفای ثلثہ کی اوپر حضرت علی کے بہت کار آمدنی ہی ہرگاہ شقوق
ثلثہ معنی فضلیت کی معرض تحریر مین آچکی جاننا چاہی کہ بہ تصریح محققین اہل سنت وجماعت کے
افضلیت خلفائی ثلثہ کی اوپر حضرت علی کے نہ بمعنی افضلیت بجمیع الوجوہ ہی اور نہ بمعنی مجموع

ع محققین [illegible] سنت وجماعت کی مراد افضلیت [illegible] [illegible] [illegible] افضلیت بوجہ مخصوص ہے

فضائل من حیث المجموع بلکہ مراد افضلیت سی افضلیت بوجہ خاص ہی وہ عبارت ہی اکثرت
ثواب وکرامت عند اللہ سی اور اسباب کثرت ثواب عند اللہ کے وہ مآثر وفضائل ہین کہ منافع
اور نتائج اوسکی راجع ہون طرف دین اسلام کے مثل سبقت ایمان اور تائید دین اور تقویت
اسلام اور امداد مسلمانان اور ہدایت ناس وغیرہ طاعات ومبرات کے اور ظاہر ہی کہ اس قسم
کی امور خلفای ثلثہ سی زیادہ ظاہر ہوی اور تائید دین اور اشاعت اسلام اور فتح بلاد اور جہاد
ساتھہ کفار واہل عناد کے وغیر ذلک امور متعلقہ نبوت جسقدر خلفای ثلثہ سی ظاہر ہوی حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سی نہوی اور چونکہ وجوہ کثرت ثواب ان حضرات مین زیادہ پائی گئی اور
اکثر احادیث مین جو فضائل خلفای ثلثہ کے مذکور ہوی ہین اونمین سی بعضی کلمات تو دال اوپر
وجوہ کثرت ثواب کے معلوم ہوی اور بعضی از قبیل نتائج وثمرات کثرت ثواب کے مشاہد ہوی
لہذا اہل سنت وجماعت قائل ومعتقد افضلیت خلفاے ثلثہ کے بمعنی کثرت ثواب وکرامت نزد
عند اللہ کے ہوی اور یہ افضلیت خلفای ثلثہ کی ہرچند بظاہر افضلیت بوجہ خاص ہی مگر وجوہ
اوسکی اسقدر اور ہر ایک اونمین سی اس درجہ اشرف ہین کہ یہ ایک افضلیت متضمن وقائم مقام
صدہا فضائل جزئیہ کے ہوگئے اور ہرچند فضائل جزئیہ حضرت علی کے بتصریح بعضی محققین اہل سنت
اکثر واوفر مروی ہین مگر افضلیت خلفای ثلثہ کی مقابلی مین جو بمعنی اکثریت ثواب عند اللہ ہی
وہ فضائل جزئیہ مغمور ومتلاشی ہو رہی ہین اسیوجہ سی اس افضلیت بمعنی کثرت ثواب وکرامت
عند اللہ کو فضل کلی بھی کہتی ہین اب چند عبارتین معتبرات کی سند مین اس امر کے کہ اہل سنت وجماعت
جو افضلیت خلفای اربعہ کی بہ ترتیب خلافت قائل ہین مراد اوس سی افضلیت بوجہ خاص بمعنی
کثرت ثواب وکرامت عند اللہ ہی نہ افضلیت بجمیع الوجوہ اور نہ بجمیع صفات الفضائل من حیث
المجموع بغرض تشفی ناظرین نقل کرتا ہون شرح مواقف مین بعد نقل ادلۂ علمای شیعہ کے جو اثبات

ف یعنی ...
ف نقل عبارات کتب معتبرۂ اہل سنت ... بمعنی اکثریت ثواب ہی ... نہ بجمیع الوجوہ و نہ بجمیع الفضائل

افضلیت حضرت علی میں اوپر تمامی صحابہ و خلفای ثلثہ کے قایم کیے ہیں لکھاہی والجواب عن الکل
انہ یدل علی الفضیلۃ اما علی الافضلیۃ فلا کیف و مرجعہا ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددہا الی کثرۃ
الثواب والکرامۃ عند اللہ و ذلک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیہا و ما یعود الی الضعف
الاسلام و ماثرہم فی تقویۃ الدین ومن المعلوم فی کتب السیر ان ابابکر لما اسلم اشتغل بالدعوۃ
الی اللہ فاسلم علی یدہ عثمان بن عفان و طلحۃ بن عبد اللہ والزبیر و سعد بن ابی وقاص و عثمان
بن مظعون فتقوی بہم الاسلام و کان دائما فی منازعۃ الکفار و اعلای دین اللہ فی حیوۃ
النبی و بعد وفاتہ انتہی اور شرح مقاصد میں بھی بعد ذکر ادلہ علمای شیعہ کی بخصوص افضلیت
حضرت علی مرتضی عن جملۃ ماعداہ کی مرقوم ہی فالجواب انہ لا کلام فی عموم مناقبہ و وفور فضائلہ
واتصافہ بالکمالات واختصاصہ بالکرامات الا انہ لا یدل علی الافضلیۃ بمعنی زیادۃ الثواب والکرامۃ
عند اللہ تعالی انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ اور ایسا ہی لکھاہی فاضل قوشجی نے شرح تجرید میں جواب
ادلہ منقولہ محقق طوسی میں عبارت شرح تجرید کی یہ ہی واجیب بانہ لا کلام فی عموم مناقبہ و وفور
فضائلہ واتصافہ بالکمالات النفسانیۃ واختصاصہ بالکرامات الا انہ لا یدل علی الافضلیۃ بمعنی زیادۃ
الثواب والکرامۃ عند اللہ تعالی انتہی بقدر الحاجۃ اور محقق دوانی شرح عقائد جلالی میں لکھتی ہیں
والافضلیۃ بہذا الترتیب ای ترتیب الخلافۃ عند الجمہور و معنی الافضلیۃ ای المعنی المراد منہ ہہنا
اکثر ثوابا عند اللہ بما اکتسب من خیر لا انہ اعلم واشرف نسبا و ما اشبہ ذلک فان صیغۃ افعل موضوعۃ
للزیادۃ فی معنی المصدر بوجہ ما اعم من ان یکون من جمیع الوجوہ او بجمیع صفات الفضائل من حیث
المجموع والذی وقع الخلاف فیہ ہہنا ہو الرجحان بہذا الوجہ اعنی من حیث الثواب لا الرجحان
من الوجوہ الاخر فلا ینافی ذلک رجحان الغیر فی احاد الفضائل الاخر ولا فی مجموع الفضائل من حیث
المجموع و تمام تفصیلہ فی الحواشی الجدیدۃ لنا علی الشرح الجدید للتجرید انتہی اور حضرت شیخ عبد الحق

محدث دہلوی تکمیل الایمان مین لکھتے ہین مقام ثانی آنکہ افضلیت خلفای اربعہ بترتیب
خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی مراد از افضلیت اکثریت
ثواب است عند اللہ تعالی تحریرش چنانکہ بعضی علما کردہ اند آنست کہ قول ما فلان
فاضل تر است از غیر خود زیادت و رجحان آن فلان را طلبند نسبت بآن غیر و این رجحان
تواند کہ بجمیع وجوہ در جمیع صفات باشد یعنی در ہر صفتی کہ تصور کنند و موازنہ نمایند آن
فلان راجح آید و کامل بود یا در مجموع صفات و فضائل من حیث المجموع و این بآن جمع شود
گرو در مفضول صفتی از صفات کامل باشد کہ در فاضل نبود و تواند کہ آن رجحان از وجہی خاص
و صفتی مخصوص بود و محل خلاف درین مسئلہ رجحان باین وجہ خاص ست یعنی کثرت ثواب
عند اللہ نہ بوجوہ دیگر مثل زیادت علم و شرف نسب و قوت ملکات نفسانیہ مثل شجاعت و کرامات
و امثال آن ازانچہ عقلا آنرا در عرف فضیلت خوانند و مخصوص جواہر نفس و لازم وی بود
و این منافات ندارد برجحان آن غیر در آحاد فضائل دیگر یا در مجموع فضائل من حیث
المجموع و اسباب کثرت ثواب آثار و فضائل بود کہ منافع و نتائج آن بدین اسلام راجع و متعدی
گردد مثل سبقت ایمان و نصرت دین و تقویت اسلام و امداد مسلمانان و کثرت خیرات
و صلوات مبرات و ہدایت ناس و امثال آن و میگویند کہ این صفات در ذات ابوبکر
بیشتر است انتہی ہر گاہ عبارات کتب معتمدہ اہل سنت سی ثابت ہوا کہ افضلیت خلفای
اربعہ سی بہ ترتیب خلافت مراد افضلیت بوجہ خاص یعنی اکثریت ثواب و کرامت عند اللہ
ہی نہ افضلیت بجمیع الوجوہ اور نہ افضلیت بجمیع الفضائل من حیث المجموع اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کا افضل بوجہ خاص ہونا منافی اختصاص مفضول کے
ساتھ آحاد فضائل کے نہین ہی یعنی جو شخص افضل نہین ہی اوسمین اگر بعضی صفات

فضائل ایسے پائی جاوین جو افضل مین نہون تو یہ امر بصورت مراد لینے افضلیت
بوجہ خاص کے جیسا کہ ما نحن فیہ مین ہی جائز نہی اور یہ مختص ہونا مفضول کا ساتھ
احاد فضائل کے منافی افضلیت افضل کے اس صورت مین نہین ہو سکتا ہے
علی ہذا افضلیت مفضول کی بجمیع فضائل من حیث مجموع منافی افضلیت افضل
بوجہ خاص نہین ہوگی بناءً علیہ باوصف ثبوت افضلیت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
کے حضرت علی سی بمعنی اکثریت ثواب عند اللہ کے ممکن ہی کہ حضرت علی مین بعضی
صفات فضائل وہ ہون جو اون تینون بزرگان مین نہین پائی گئے اور یہ امر واقع بھی ہے
کہ قرب قرابت مرتضوی ساتھ حضرت نبوی کی اور اعلم اور اقضا اور اشجع اور ہاشمی ہونا حضرت
علی کا اور حضرت فاطمہ کا آپکی نکاح مین آنا اور کبھی بت پرستی نکرنا اور قبل بلوغ کے مشرف
بایمان ہونا وغیر ذلک بسیاری فضائل خاصہ مرتضویہ ایسے این کہ وہ حضرت ابوبکر او
عمر او عثمان رضی اللہ عنہم مین نہین پائی جاتی ہین پس یہ کہہ سکتی ہین کہ قرب قرابت و ہاشمیت
وغیرہ فضائل کی نظر سی حضرت علی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان سی افضل ہین گو بنظر اکثریت
ثواب کے خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم حضرت علی سی افضل ہین اور یہ عقیدہ و بیان ہرگز
منافی عقیدۂ اہل سنت و جماعت نہین ہی اس قول و عقیدہ کا خلاف مشرب اہل سنت
ٹھہرانا وال ہی اور یہ نا واقفی کے مذہب اہل سنت سے اور مشعر ہی او پر نہ سمجھنی معانی
اقسام و حیثیات عدیدہ افضلیت کے علی ہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل جزئیہ کا
اکثر وارد و مروی و منقول ہونا منافی فضل کلی خلفای ثلثہ اور ہادم اساس عقیدہ
مقررۂ اہل سنت بخصوص افضلیت خلفای اربعہ کے بترتیب خلافت نہین ہی
اور جو شخص یہ بیان کری کہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضویہ کے سائر صحابہ سے

قولہ بعضی فضائل جزئیہ حضرت علی کا افضلیت صحابہ ثلثہ اہل سنت کے نزدیک صحیح و ثابت ہی

زائد مروی ہین اور باوصف اسکے آپ خلفای ثلثہ سے بمعنے کثرت ثواب
عند اللہ مفضول ہین اوسکا تخطیہ اور بیان کو اوسکے مخالف طریق اہلسنت
قرار دینا مبنی اوپر تعصب یا قلت تدبر اور نہ سمجھنے معانی شقوق افضلیت
وعقیدۂ مقررۂ اہل سنت کے ہے محقق جلال الدین دوانی نے حواشی
جدیدہ علے التجرید مین تصریح اس امر کی کر دی ہے کہ کسی اہل سنت کو
حضرت علی کے راجح ہونے سے اوپر حضرت ابوبکر و دیگر صحابہ کے اکثر
فضائل جزئیہ مین انکار نہین ہی کہ اہلسنت جو قائل افضلیت خلفا بہ ترتیب
خلافت ہین بمعنے کثرت ثواب عند اللہ ہین پس اکثریت فضائل جزئیہ
مرتضویہ منافی افضلیت خلفا بمعنے مذکور نہین ہو سکتی عبارت حواشی
جدیدہ کے ذیل تردید فاضل صدر الدین شیرازی کے یہہ ہے و

اغرب منہ استدلالہ بالخلاف المستمر بین العلماء فی افضلیۃ ابی بکر و علی رض
فانھم انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث الثواب کما ہو الشائع فی کتب
العقائد لا فی الافضلیۃ بالمعنے الذی توہمہ اذ لا ینکر احد من اہل السنۃ رجحان
علی رضی اللہ عنہ فی کثیر من الفضائل بل فی اکثر من الفضائل
علی غیرہ فتقیید الافضلیۃ بالحیثیۃ المذکورۃ یدل علی ما ذکرنا
مسلمانہ لہ فہو علیہ انتہے تنبیہ اس مقام پر یہہ بہی جان لینا چاہیے

کہ تحقیق معنی افضلیت خلفای اربعہ کی جو لکھی گئی ہے ہر چند اوسمین
تا وسعت توضیح مدعا کے رعایت کی گئی ہے ولیکن چونکہ امر دقیق ہے
اب تک فہم عوام سے خارج ہے لہذا عوام کو لازم ہے کہ اس مبحث

توفیق مین اپنی کو سراسیمہ نہ کرین بلکہ سادہ طور پر عقیدہ افضلیت خلفائے
اربعہ کا بہ ترتیب خلافت رکہین تحقیق معنے افضلیت مین آویختہ ہوکر سرگردان
ہہون مین خود اندراج تحقیق معنے افضلیت مین بخیال پریشانی عوام
متامل تہا مگر چونکہ بعضے اعیان کو اس تحقیق مین متردد و مذبذب دیکھا اور
اکثر تنقیح معنے افضلیت مین خلاف و تکرار ہوتا رہا اور غایت تالیف رسالۂ
ہذا تنقیح مسائل مختلفہ باندراج تقاریر مزیلۂ شبہات بارد و عارضہ تہی
ناچار ہوا اور بمعذوری نوبت تحریر اس بحث کی پہونچی ایک امر اور بہی
اس جگہہ قابل اعلام ہے وہ یہہ ہے کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت
متبع فضیلت ہو کماً اور کثرۃً یعنے جو صحابہ جسقدر فضیلت رکھتے ہون
اوسیقدر اونکی ساتہ محبت بہی رکہی جاوے پس بناءً علیہ ہملوگ اہل سنت
کو چاہیے کہ حسب عقیدہ افضلیت خلفای اربعہ کے علاقۂ حبیت بہی رکہین
یعنے جب ہملوگ اہل سنت کے نزدیک حضرت ابوبکر افضل الناس بعد
رسول اللہ ہین تو بعد رسول اللہ کے احب بہی وہی ہون اور محبت بہی انہین
کے ساتہہ زیادہ ہو بعد اونکے حضرت عمر احب ہون اونکے بعد حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ چوتھے درجہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ احب ہون لیکن
بعضے محققین حنفیہ مثل فاضل کردری وغیرہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص
منجملہ اہل سنت افضلیت و خلافت خلفای اربعہ کا بہ ترتیب مقرر عند اہل السنت
معتقد ہو ساتہہ اسکے سکھے کہ مین حضرت علی کو ساری صحابہ سے زیادہ دوست
رکہتا ہون اور بوجہ پانی فیض باطنی یا کسی مناسبت خاصہ کے اونکے

ف
بیان معذوری
وعدم ... شبہہ کہ بابت
اعتقاد افضلیت
خلفاء اربعہ بترتیب
خلافت حضرت
علی را احب
داشتہ باشند

طبیعت کا میلان حضرت علی کے طرف زیادہ ہو اور محبت آپکی اپنی قلب مین
زیادہ پاوے تو وہ انشاء اللہ تعالی عند اللہ ماخوذ اور دائرہ سنت و جماعت
سے خارج نہو گا چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین مرقوم ہے ثم الظاہران المحبۃ
تتبع الفضیلۃ قلۃ وکثرۃ وتسویۃ فتعین اجمالا فی مقام الاجمال کما قال اللہ سبحانہ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وتفصیلا فی مقام التفصیل الذی تقدم من التفصیل
واللہ الھادی الی سواء السبیل ثم رأیت الکردری ذکر فی المناقب ما فیہ من
اعترف بالخلافۃ والفضیلۃ للخلفاء وقال احب علیا اکثر لا یؤخذ بہ انشاء اللہ تعالی
لقولہ علیہ السلام ہذا قسمی فیما املک فلا تواخذنی فیما لا املک انتہی پس بنظر تحقیق
فاضل کردری ظاہر ہوا کہ اکثر صوفیۂ کرام جو حضرت علی مرتضے کی ساتھ نسبت
زائد رکہتے ہین اور اکثر اپنے تالیفات مین حضرت علی کی مدح و منقبت بہت کچہ
لکہتے ہین اور حضرت علی کا زیادہ محبوب ہونا اونکے کلام سے ہویدا ہوتا ہے وہ بزرگان
معذور ہین اور جب تک کہ اون بزرگان کا عقیدہ ترتیب افضلیت و خلافت
خلفاء اربعہ مین مخالف اہلسنت ہونا یقینا معلوم نہو اون پر طعن و تشنیع کرنا اور
تفضیلی و شیعی کہنا شان اہل علم و انصاف سے بعید ہی اکثر ابناء زمانہ جو اس
آفت زبان درازی مین گرفتار ہین اونکو اونکو متنبہ ہونا اور عبرت پکڑنا ضرور
ہے وما علینا الا البلاغ

## مقصد ششم بیان فضائل عامۂ ازواج مطہرات مین

اللہ جلشانہ نے سورۂ احزاب مین ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بطور
نصیحت کی منع فرمایا ہی ارتکاب معاصی سی اور ترغیب دی ہی زیادہ طاعات
و تحصیل تقوی کی بعد اوسکے ارشاد فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس

ف
بیان فضائل عامہ
ازواج مطہرات

اہل البیت ویطہرکم تطہیرا آسکی تفسیر مین صاحب مدارک لکھتے ہین انما نہاہن وامرہن ووعظہن لئلا یقارف اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المآثم ولیتوقوا عنہا بالتقوی واستعار للذنوب الرجس وللتقوی الطہر لان عرض المقترف للمقبحات یتلوث بہا کما یتلوث بدنہ بالارجاس واما المحسنات فالعرض منہا نقی کالثوب الطاہر انتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین مرقوم ہے اراد بالرجس الاثم الذی نہی اللہ النساء عنہ قالہ مقاتل وقال ابن عباس یعنے عمل الشیطان وما لیس للہ فیہ رضی وقال قتادۃ یعنے السوء وقال مجاہد الرجس الشک انتہی حاصل مطلب اس آیہ کا حسب تحقیق مفسرین معتبرین کے یہہ ہوا کہ اللہ جلشانہ کی غرض سوعظت ونصیحت وامر بالتقوی سی دور کرنا پلیدی گناہ کا ہی اہل بیت سی اور آراستہ کرنا ہی اون لوگون کو زیور تقوی وطہارت سی اس آیہ سے کمال فضیلت اہلبیت کی اور نہایت درجہ عنایت الٰہی کا متوجہ حال سعادت مآل ون حضرات کی رہنا ثابت ہوا اور انصافاً یہی ایک آیۂ کریمہ واسطے دلالت کرنے کی فضل اہلبیت پر کافی ہے مگر خلاف ہی درمیان علماء شیعہ وسنت وجماعت کے تنقیح مصادیق اہل بیت مین کہ آیۂ تطہیر جنلوگون کے شان مین نازل ہوئی اور جنلوگو نپر اللہ جلشانہ نے اطلاق اہلبیت رسول فرمایا وہ کون لوگ ہین علماء شیعہ کے نزدیک تو مصداق اہلبیت آپ فقط حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہراء اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ہین سوای ان چار بزرگ کے کسی دوسری کو وہ لوگ مصداق اہلبیت نہین کہتے ہین اور فضیلت تطہیر واذہاب پلیدی گناہان کو مخصوص بہ حضرات اربعہ سمجھتے ہین اور اہل سنت وجماعت یعنے ہمانا لفظ اہل بیت کو عام کہتی ہین اور جملہ ازواج

فائدہ باتفاق اہلسنت آیۂ تطہیر میں جو لفظ اہل بیت وارد ہے مقصود اوس سے ازواج مطہرات و جملہ ارباب بیت ہیں

مطہرات اور ذریات طاہرات اور حضرت علی و فاطمہ و امام حسن و امام حسین
علیہم السلام سبکو داخل اہلبیت اور مصادیق اوسکی سمجھتے ہین اور فضیلت تعلق ارادۂ آلہی
بازالہ پلیدی گناہان و اتصاف بالتقوی و حصول طہارت معاصی مین سبکو شامل جانتے ہین
اور سیاق و سباق آیۂ تطہیر کا بھی یہی مقتضا ہی جو اہل تسنن نی سمجھا ہی اور ہر گاہ ذکر تطہیر کی
ازواج کا ہوتا آتا ہی اور امر و نہی اونہین مطہرات کی نسبت وارد ہی اور متصل ہی اوسکی
یہ آیۂ تطہیر موجود ہی ایسے حالمین مصداقیت اہلبیت سے ازواج کو خارج سمجھنا اور تاویل
رکیک کرنا خیلی مستبعد اور خلاف اندازی بہ انساق و نظم آیات قرآنیہ ہو اسکی اصل جب بہدب
اہلسنت ازواج مطہرات کا داخل اہلبیت اور شامل فضل آیۂ تطہیر ہونا معلوم ہو چکا تو
ہلوگ سنت و جماعت کو یہی اعتقاد رکھنا چاہی اور تمامے ذریات و اہل عبا و جملہ ازواج
مطہرات کو جائز و جامع فضیلت تطہیر جاننا چاہی و اللہ جلشانہ نی اسی آیہ کی متصل آیۂ
ومن یقنت منکن الآیہ ارشاد فرمایا ہی جسکا محصل معنے یہہ ہوا کہ فرماتا ہی پروردگار عالم
خطاب کرکے طرف ازواج مطہرات کے کہ تم مین سی جو قانتہ و مطیعۂ آلہی ہوونگی رو اجر
و ثواب دوگونہ پاوینگی اس سی کمال علو رتبت ازواج مطہرات ظاہر ہوا اور معلوم ہوا کہ
اللہ جلشانہ کی نزدیک وہ لوگ بہت برگزیدہ ہین کہ اونکو جسقدر ثواب نیکی کا ملتا
اونلوگو نکو اوسکی دو چند ثواب دینی کا وعدہ پروردگار عالم فرماتا ہی اور بھی اللہ جلشانہ
شان ازواج مطہرات مین ارشاد فرماتا ہی یا نساء النبی لستن کاحد من النساء
ذیل تفسیر اس آیہ کی مولانا سلیمان جمل فتوحات الہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق
الخفیہ مین لکھتے ہین فی الخازن لستن کاحد من النساء قال ابن عباس یرید لیس قدرکن
عندی مثل قدر غیرکن من النساء الصالحات بل انتن اکرم علی و ثوابکن اعظم لدی

انتہی جسکا خلاصہ مطلب یہہ ہوا کہ اے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو تم مثل
دوسری عورتون کی فضل ودرجہ مین بلکہ رتبہ تمہارا زائد ہے اور تملوگ ہماری نزدیک اکرم
وبزرگ زیادہ ہو دوسری عورتونسے اور ثواب اجر تمہارا اعظم وبڑا ہوا ہی دو چند
ہی لیس اس آیہ سی تمامی ازواج مطہرات کی عظمت رتبت وافضلیت باعث استحقاق
اکثریت ثواب وکرامت عند اللہ کو ظاہر ہو گئی علاوہ اسکے بعض بعض ازواج دوسرے
فضائل خاصہ کے ساتھہ بھی مختص ہین اور مدار اون فضائل خاصہ کا اوپر کثرت محبت
جناب رسول مقبول کے ہی لیس جس سے آپکو جسقدر محبت تھی اوسقدر وہ عند اللہ رتبے
مین بڑہی ہوی تھین منجملہ محبوبات بوجہ شدید کے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا
تھین کہ نکاح اونکا موجب غنا ودفع فقر واحتیاج حضرت نبوی ہوا جسکی خبر
پروردگار عالم آیۂ ووجدک عائلاً فاغنی مین دیتا ہی علاوہ ازین جب آپ نبی ہوے
اور بوجہ نزول وحی کی آپ پر صدمہ عظیم پہونچا اور خوف شدید طاری ہوا اوسوقت
بیکسی وپریشانی مین یہی زوجہ مطہرہ آپکی انیس وتسکین دہ تھین اور تصدیق نبوت
واسلام مین بھی سب پر سبقت لیگئین اور کسی حالت ووقت مین خدمت مالی و
بدنی آنحضرت کی باز نرہین اور جب کفار آپکو اذیت دیتی تھی جس سی قلب مبارک
کو صدمہ عظیم پہونچتا تھا تو اوسوقت صحبت ودیدار حضرت خدیجہ کی سوا کوئی ذریعہ
تسکین رنج وغم کا نتہا اور جملہ اولاد پاک آنحضرت کی باستثناء حضرت ابراہیم بطن
سے حضرت خدیجہ کی ہوی یہ سب وجہین باعث زیادت محبت آنحضرت کی ساتھ اونکی
پڑین اور باعث کمال محبت کی انتقال حضرت خدیجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بہت صدمہ ورنج ہوا حتی کہ آپنے سال انتقال حضرت خدیجہ کا نام عام الحزن یعنی

ف فضائل خاصہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

غم کا سال رکہا اور جب وقت آنی فدیہ اسیران بدر کی حضرت زینب نے گلو بند حضرت خدیجہ
کو جو جہیز مین اونکو ملا تہا اپنے شوہر ابوالعاص کی فدیہ مین بہیجا اور آنحضرت نی اوسکو دیکہا
اور بہی ناگہہ صحبت حضرت خدیجہ یاد آ گیا بوجہ کمال محبت کے ضبط گریہ نہ فرما سکی غایت
درجہ کی رقت آپ پر طاری ہوئی آخر صحابہ سے فرمایا کہ اگر تملوگون کی مرضی ہو تو ابوالعاص
اسیر زینب کو یون ہی رہا کر دو اور اس گلو بند کو زینب کی پاس واپس بہیجدو صحابہ نی
بدل وجان اس امر کو قبول فرمایا علماء لکہتے ہین کہ فضیلت حضرت خدیجہ کی لئے یہی کافی
و بس ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اونکی بطن سی پیدا ہوئین صحیح بخاری اور مسلم
مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مینے کسی ازواج آنحضرت سی رشک نہ کی جیسا کہ رشک
کرتی تہی خدیجہ سی حال آنکہ مینے حضرت خدیجہ کو نہین دیکہا تہا اور وہ میری زمانے مین
نہ تہین وجہ رشک کی یہہ تہی کہ آنحضرت اکثر اونہین کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور بیشتر
ایسا ہوتا تہا کہ آپ خصی و بکری ذبح کرتی تھے اور اوسکی گوشت کے ٹکڑے بناکر اون
عورتون کی یہان جو حضرت خدیجہ سے دوستی رکہتی تہین بہیجا کرتے تھے پس یہہ حال الفت
دیکہکر مین اکثر آنحضرت سے کہا کرتی تہی کہ کیا سوای خدیجہ کی کوئی عورت متصف
بصفات حمیدہ لائق اس الفت کی نہین ہے جو آپ یہہ مراعات حقوق الفت بعد مرنے
کی بہی خدیجہ کی ساتہہ کیا کرتے ہین اوسکے جواب مین آپ بہت اوصاف حمیدہ
حضرت خدیجہ کے بیان فرمایا کرتی تھے اور یہہ بہی فرماتی تہی کہ مجکو اولاد بہی اونہین کی
بطن سے اللہ جلشانہ نی عطا فرمائی یہہ بہی ایک منشا قوی محبت زوجہ کا ہوا کرتا ہے
اور بہی بخاری و مسلم مین حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہے کہ ابتدائی زمانہ نبوت مین
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا مین مشغول عبادت الٰہی رہا کرتی تھے

ایک روز حضرت خدیجہ آپکی لئی کہانا پہونچانیکو جا رہی تہین اتنا ہو راہ ہی مین تہین کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول مقبول کی پاس آئی اور حضرت خدیجہ کی کہانا لیکر آنے کی
خبر دیکر فرمایا کہ جب حضرت خدیجہ آوین تو اونکو سلام پہونچا دیجیو خدا کی طرف سے اور
بہی میری جانب سے اور خوشخبری دیجیو اونکو ساتہ ایک مکان کے بہشت مین جو موتی سے ہوگا
وہان نہ غوغا ہوگا نہ رنج و تعب انتہی اس قسم کی فضائل حضرت خدیجہ کی کتب حدیث و سیر مین بکثرت موجود
ہین بخیال تطویل اسیقدر پر قصر کیا **ذکر فضائل حضرت عائشہ** حضرت عائشہ
کے فضائل بہی احادیث مین بکثرت وارد ہین بڑی فضیلت اونکی یہہ ہے کہ جب بعضے
منافقین نے حضرت عائشہ کو صفوان سے متہم بہ زنا کیا اللہ جلشانہ نی وحی بہیجکر ازالہ تہمت
ذات پاک سے اونکی کردی اور کمال تاکید کی ساتہ براءت اونکی آیات عدیدہ مین بیان
فرمادی کہ وہ آیات سورہ نور مین موجود ہین **فائدہ** ذیل تذکرہ نزول
وحی متعلق براءت حضرت عائشہ کی جاننا اس امر کا ضرور ہی کہ واقعۂ افک مین جب
یوماً فیوماً منجانب منافقین اشاعت خبر اتہام حضرت عائشہ کی ہوتی گئی اور وحی بہی
بخصوص براءت حضرت عائشہ کی باوصف مرور زمانہ کثیر کے نہ آئی آنحضرت نی حضرت
علی اور حضرت اسامہ کو بلا کر بارہ حضرت عائشہ کی صلاح پوچہی حضرت اسامہ نے تو
تا وسع علم اپنی التصدیق عصمت حضرت عائشہ کی کی اور حضرت علی نے فرمایا کہ یا رسول اللہ
خدا تعالی نی آپکو مبتلائی تنگی و ضیق نہین کیا ہی اور عورتین سوائی عائشہ کے
بہت ہین اور بریدہ کو بلا کر پوچہیے وہ راست راست کیفیت حضرت عائشہ کی بیان
کری چنانچہ حسب ارشاد حضرت علی کی آنحضرت نی بریدہ کو بلایا اور اونہون نے
حال عصمت عائشہ کو ظاہر کیا صحیح بخاری مین ہی قد عار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ف

ف ذکر فضائل حضرت عائشہ

ف

علی بن ابی طالب واسامۃ بن زید حین استلبث الوحی یستأمرہما فی فراق اہلہ قالت
فاما اسامۃ بن زید فاشار علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذی یعلم من براءۃ اہلہ
وبالذی یعلم لہم فی نفسہ من الود فقال یا رسول اللہ اہلک وما نعلم الا خیرا واما علی بن
ابی طالب فقال یا رسول اللہ لن یضیق اللہ علیک والنساء سواہا کثیرۃ وان تسأل
الجاریۃ تصدقک الحدیث اور ایسا ہی صحیح مسلم مین بھی مروی ہی اور شراح حدیث نی
لکہا ہی کہ یہہ فرمانا حضرت علی کا کہ خدائی آپ پر تنگی نہین کی اور عورتین سوای حضرت
عایشہ کی بہت ہین نظر بمعاینہ قلق واضطراب آنحضرت کی تہا جو باعث عدم نزول
وحی اور شاعت خبر مشوش عارض حال نبوی ہو رہا تہا پس حضرت علی نی مصلحت وقت
دیکھکر بنظر تسکین وتسلیۂ خاطر آپکی یہہ کلمہ فرمایا اور مقصود اوس سی جز تسکین خاطر نبوی
ورفع قلق واضطراب نتہا اور ظاہر ہی کہ جسقدر علاقہ قرب قرابت اور محبت کا حضرت
علی کو ساتہہ رسول مقبول کی تہا حضرت عایشہ کی ساتہہ نتہا پس بمقتضای عقل وعرف و
دستور برادری حضرت علی کا اس قسم کا کلمہ تسلیہ وتشفی خاطر نبوی کی لیے فرمانا مقام عجب
وموجب طعن یا دال اوپر مخالفت واضرار حضرت عایشہ کی نہین ہو سکتا خصوصًا ایسی
حال مین کہ آپنے بنظر خیر طلبی حضرت عایشہ کی یہہ بہی فرمایا کہ بریرہ کو بلا کر تحقیق حال کیجیی
پس حمل کرنا اس کلام کا محمل قبیح پر منافی عقل وعرف ودیانت واسلام ہی چنانچہ قسطلانی
نی شرح صحیح بخاری مین مرقوم ہی قولہ قال علی رضی اللہ عنہ یعنی قال ذلک لما رای منہ صلی اللہ
علیہ وسلم من شدۃ القلق فرای ان بفراقہا یسکن ما عندہ بسببہا فاذا تحقق براءتہا
فلیراجعہا انتہی اور امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی قولہا واما علی بن ابی طالب
فقال لم یضیق اللہ علیک والنساء سواہا کثیرۃ ہذا الذی قالہ علی رضی اللہ عنہ ہو الصواب

فی حقہ لانہ رآہ مصلحۃ و نصیحۃ للنبی صلے اللہ علیہ وسلم فی اعتقادہ ولم یکن ذلک فی نفس الامر لانہ رای انزعاج النبی صلے اللہ علیہ وسلم بہذا الامر و تقلقلہ فاراد وراحۃ خاطرہ وکان ذلک اہم من غیرہ انتہی یہ قصہ مشورہ رسول اللہ کا ساتھ حضرت اسامہ اور حضرت علی کے اور مضمون جواب حضرت علی کا جو نقل کیا گیا روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تھی مگر بعضے علماء سیر نے جو قصہ مشورہ لینے آنحضرت کا حضرت علی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان سے لکھا ہے اوسمین حضرت علی کا شہادت دینا اوپر برات حضرت عائشہ کے باستدلال قصہ نعلین کے مذکور ہے چنانچہ مدارج النبوۃ مین مرقوم ہی آنچہ مذکورست در صحیح بخاری ہمین ست کہ از علی و اسامہ و بریرہ پرسید و ایشان این جواب گفتند اما بعضے علماء سیر قصہ عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما در مشاورت آنحضرت علیہ السلام با ایشان و جواب دادن ایشان نیز ذکر کردہ اند و در انجا علی رضی اللہ عنہ نیز موافق ایشان گفتہ (الے قولہ) و علی مرتضے گفت کہ حق تعالی روا نداشت کہ نعلین ملوث در نماز در پای مبارک تو باشد و خبر کرد ترا تا بکشی آنرا از پای مبارک خود اگر این امر واقع بودے خبر کردی ترا بدان خاطر جمع دار کہ خواہد بحقیقت حال ترا خبر کرد انتہی بقدر الحاجۃ اور بہی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے آخر قصہ افک مین ایک تنبیہ لکہی ہے باین عبارت در افواہ چنین نشستہ ہست کہ علی کرم اللہ وجہہ درباب عائشہ رضی اللہ عنہا در قضیہ افک بمساہلہ راضی نشد واللہ اعلم ولیکن در بعضے کتب سیر چنانکہ از عمر بن الخطاب از ذکر ذباب از عثمان بن عفان از حال سایہ در تسلیہ و تسکین حضرت مصطفے آمدہ از علی مرتضی از قصہ نعلین شریفین نیز آمدہ چنانکہ مذکور شد نعم در اول قضیہ در وقتی کہ از وی و اسامہ بن زید پرسید گفت فلک لنا ختہ ہست

ف بعض کتب سیر مین بیان کیا ہے حضرت علی کا دینا براءت حضرت عائشہ کا بجواب مشورہ نبوی مذکور ہے

خدای تعالے کار بر تو و زنان غیر وے بسیار اند چون دید وی رضی اللہ عنہ کہ
آنحضرت علیہ السلام در مضیق حرج و حیرت و تنگدلی افتادہ و راہی بکشاد کار ندارند
از برائے دفع این غم و اندوہ از وے صلے اللہ علیہ وسلم ہمچنین گفت این صد برادر بیا
و محبتہا و خیر خواہی ہا می باشد و ظاہر ست کہ آنچہ کہ علی مرتضیٰ از محبت و خیر خواہی
آنحضرت صلے اللہ علیہ السلام داشت بہ عایشہ رضی اللہ عنہا نداشت پس رعایت
جانب حضرت نمودہ حرفے فرمود اما عجب کہ چون علاقہ محبت کہ عایشہ را بہ حضرت رسالت
بود مشعور و ملحوظ حضرت امیر نشد و بآن جانب نیفتاد لاوا للہ شد کہ گفتند تحقیق حال از
بریرہ کہ شب و روز در خدمت او می باشد و بہ احوال وے اطلاع دارد بنمائید
و در وقتے کہ آنحضرت روی مشاورت و طلب تحقیق بہ صحابہ آورد ہمہ متفق شدند
در ذکر خیر و خوبی عایشہ انتہی بقدر الحاجۃ ہر گاہ یہ قصہ مفصلاً معلوم ہو چکا ظاہر ہوا
کہ یہ تحریر بعضے معاصرین کے ذیل قصہ فدک کے مالفہ اس مقام مین روافض لکھتے
ہین کہ باغ فدک نہ دینی سے حضرت زہرا کو رنج ہوا اور موجب ملال اونکا سبب
وبال ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ تہین مین کہتا ہون یہ تو
جگر گوشہ مجازی ہے جب کافرون نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے
دامن پاک مین تہمت زنا لگائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس امر کے صفائے مین ایک مجلس منعقد کے جسمین
مہاجرین و انصار موجود تھے اور ہر شخص اپنے اپنے
طور پر صفائے بیان کرتے تھے حضرت علے کرم اللہ
وجہہ نے کہا کہ ایک عورت کے واسطے اجماع کمرنا

کیا ضرورت ہی طلاق دیجیے اور دوسرا نکاح کر لیجیے سبحان اللہ مرحق سے تو
جگر مجازی جلے اور ایسی بات سے دل حقیقی بریان نہو گے کہ ذات بابرکات
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہایت حریص عورت کی تھی (الخ) غلط اور مخدوش
اور مجروح ہی اسواسطے کہ اولاً تو آنحضرت کا ایسی مجلس منعقد فرمانا جسمین مہاجرین وانصار
موجود ہون اور اون لوگون سے آپ نے مشورہ بخصوص حضرت عائشہ کے فرمایا ہو
اور سواے حضرت علی کے ہر ایک نے صفائی حضرت عائشہ کی بیان کی ہو کتب معتبرہ
حدیث وسیر سے ثابت نہین بلکہ صحیح بخاری وصحیح مسلم سے تو اسی قدر ثابت ہی کہ
ایکبار آپ نے حضرت علی واسامہ کو بلا کر صلاح لی اور اوسی وقت حسب صلاح حضرت
علی کے بریرہ کو بلا کر دریافت حال فرمایا اسکے بعد مسجد مین تشریف لیجا کر خطبہ حاوی
شکایت منافقین پڑھا اور مدارج ومعارج وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے
حضرت عمر وعثمان سے بھی مشورہ کیا تھا مجموع روایات صحیح بخاری وصحیح مسلم ومدارج
ومعارج سے ثابت ہوا کہ ایکبار آپ نے حضرت علی واسامہ وبریرہ سے دریافت
حال فرمایا اور ایکبار حضرت عمر وعثمان وعلی سے مستشیر ہوئے غرض اسکے انعقاد مجلس
فرمانا ثابت نہین علاوہ برین یہ جتنے بزرگان مذکور ہوئے سب مہاجرین سے تھے
انصار سے مشورہ لینا آنحضرت کا تو مطلقاً کتب متداولہ مین مذکور نہین ہی پس یہ ادعاے
انعقاد مجلس وحضوری مہاجرین وانصار وبیان صفائی ہر ایک کا محتاج سند ہی بدون
اسکے قابل تسلیم نہین ثانیاً حضرت علی کا یہ فرمانا کہ ایک عورت کے واسطے اجماع کرنا
کیا ضرورت ہی طلاق دیجیے اور دوسرا نکاح کر لیجیے جو صاحب تحریر نے لکھا محض
افترا و بہتان ہی حضرت علی پر کہ قول حضرت علی کا صحیح بخاری ومسلم سے نقل کیا گیا ہی

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ہین اس قسم کے کلام درشت و ثقیل کا نام و نشان تک نہین ہی جو کچہ حضرت علی نے
یا تھا وہ مین نے معہ وجہ فرمانے اوسکے کی صدر مین نقل کی سوم بعد نقل مقولۂ
مضویہ کے جو سبحان اللہ کلمہ تعجب لکھکر بطور معارضہ کے حضرت علی پر الزام بیان
رنے دل حقیقی کا تحریر کیا ہی بنا ہو فاسد علی الفاسد ہی اور مقولہ مشہورہ مسلمہ ہی ثبت العرش ثم النقش
لا ثم النقش اور حضرت جبرئیل کا حضرت عایشہ کو سلام کرنا صحیحین مین مروی ہی علی ہذا
حضرت کو دکھلایا جانا اونکی صورت کا حریر کے ٹکڑے پر حالت خواب مین بذریعہ
ئشہ کے جو صحیح بخاری و مسلم مین مروی ہی دال ہی اوپر کمال عظمت حضرت عایشہ کے
اکثر نزول وحی کا آنحضرت پر وقت تشریف رکھنے آپ کے جامۂ خواب حضرت
ئشہ مین واقع ہوا ہی صراحت اسکی بھی صحیحین مین موجود ہی اور منجملہ زنان موجودہ کے
حضرت عایشہ کا زیادہ عزیز و محبوبہ آنحضرت ہونا تمامی کتب سیر مین مروی ہی بدر
اہب لدنیہ مین ایک حدیث منقول ہی جسکا حاصل معنی یہ ہی کہ وقت قرب نزع کے
حضرت نے حضرت عایشہ سے فرمایا کہ ایک مسواک کو اپنے دانت سے چبا کر مجکو دو
مین چباؤن اور اس ذریعہ سے لعاب دہن تمہارا ساتھ لعاب دہن میرے کے ملے
موت مجپر آسان ہو اور صدمۂ سکرات کم ہو اس حدیث سے کمال تشریف و تکریم
حضرت عایشہ کی اور غایت درجہ محبوبۂ رسول خدا ہونا اونکا ثابت ہوا اسی وجہ سے
حضرت عایشہ اکثر بطور فخر و اظہار نعمت ایزدی کے فرمایا کرتی تھین کہ رحلت آنحضرت کی
میرے مکان مین اور میری نوبت کے دن اور میری آغوش مین ہوئی اور آخر وقت
مین لعاب دہن میرا ملا ساتھ لعاب دہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
اس قسم کے فضائل حضرت عایشہ کے احادیث مین بہت ہین اختصارا اسی قدر پر

قصر کیا دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) حدیثین مرویہ حضرت عایشہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کتب معتبرہ اہل سنت مین منقول ہین منجملہ اوسکے ایکسو چوہتر (۱۷۴) حدیثین متفق علیہ ہین
اور چون حدیثین افراد بخاری سے ہین یعنی فقط صحیح بخاری مین ہین صحیح مسلم مین
نہین ہین اور ستٹھ حدیثین افراد مسلم سے ہین یعنی فقط امام مسلم نے اونکی روایت
کی ہے امام بخاری اونکی روایت مین شریک نہین ہین **فائدہ** علمای کرام مختلف
ہین اس امر مین کہ حضرت عایشہ کا رتبہ زیادہ ہے یا حضرت خدیجہ کا ملا علی قاری و
بعضے دوسرے علما کا میلان طرف افضلیت حضرت عایشہ کے ہے اور اکثر علما
افضلیت حضرت خدیجہ کے قائل ہین فاضل سبکی کی یہی تحقیق ہے اور ابن عماد نے
اسی قول کی تصحیح کی ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین مرقوم ہے وسئل السبکی فقال الذی
نختارہ وندین بہ ان فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ثم امہا خدیجۃ ثم عایشۃ و
قد صحح ابن العماد ایضا ان خدیجۃ افضل من عایشۃ لما ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لعایشۃ حین قالت قد رزقک اللہ خیرا منہا فقال لا واللہ ما رزقنی اللہ خیرا منہا
آمنت بی حین کذبنی الناس واعطتنی مالہا حین حرمنی الناس ویؤیدہ ان عایشۃ اقرأہا
النبی صلی اللہ علیہ وسلم السلام من جبریل علیہ السلام وخدیجۃ اقرأہا السلام جبریل من ربہا
انتہی بقدر الحاجۃ اور شیخ ولی الدین بن عراقی نے افضلیت حضرت خدیجہ کو قول صحیح
ومختار قرار دیا ہے چنانچہ مواہب لدنیہ مین مرقوم ہے وقال السیوطی خدیجۃ افضل امہات
المومنین علی الصحیح المختار انتہی بقدر الحاجۃ اور بعضون نے توقف کیا ہے چنانچہ شرح
فقہ اکبر مین مرقوم ہے وقال السیوطی وفی التفضیل بین خدیجۃ وعایشۃ اقوال ثالثہا الوقف
انتہی اور بعضون نے باختلاف حیثیات تصفیہ منازعت کیا ہے یعنی بعض وجوہ سے

ف [illegible]

شل تبلیغ دین و روایت احادیث وغیرہ کے حضرت عایشہ کی افضلیت کو حق قرار
دیا ہے اور بعضے وجوہ سے مثل سبقت اسلام و تقویت دین کے ابتداء حال مین وغیر ذلک
حضرت خدیجہ کی افضلیت کی تصحیح کی ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح زرقانی مین
مرقوم ہے وقال ابو امامۃ بن النقاش ان سبق خدیجۃ وتاثیرہا فی اول الاسلام وموازرتہا
ونصرہا وقیامہا فی الدین بنفسہا ومالہا لم یشرکہا فیہ احد لا عایشۃ ولا غیرہا من امہات المومنین
فقد یکون افضل من ہذہ الحیثیۃ وتاثیر عایشۃ رضی اللہ عنہا فی آخر الاسلام وحمل الدین
وتبلیغہ الی الامۃ وادراکہا من الاحادیث ما لم تشرکہا فیہ خدیجۃ ولا غیرہا مما تمیزت
بہ عن غیرہا فقد تکون افضل منہا بہذا الاعتبار انتہی کلام ابی امامۃ وکانہ اشار الی
ان جہات الفضل بینہما متفاوتۃ کما قالہ ابن تیمیۃ انتہی بقدر الحاجۃ ۔ مقصد ہفتم

## تمہید بیان فضائل اہلبیت و تنقیح مصادیق لفظ اہلبیت و آل و ذوی القربی مین

جاننا چاہیے کہ آیۂ تطہیر مین تو باتفاق اہل سنت
اہلبیت شامل ازواج ہین اوسکے ماورا جو اطلاق لفظ اہل بیت کا کیا جاتا ہے وہان
اہل بیت کے کیا معنی ہین اور اوس سے کون کون لوگ مراد ہین انکی تفصیل یہ ہے کہ
اطلاق اہلبیت کا بمعنی اون لوگون کے ہوتا ہے جنپر صدقہ حرام ہے یعنی آل علی و آل جعفر
و آل عقیل و آل عباس و آل حارث اور کبھی بمعنی عام شامل اولاد و ازواج آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے مستعمل ہوتا ہے اور کبھی لفظ اہلبیت سے فقط حضرت فاطمہ اور
حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہین چنانچہ مدارج النبوۃ مین ہے در تفسیر
اہلبیت اقوال و اطلاقات ست گاہی بمعنے کسانیکہ حرام ست بر ایشان صدقہ آیدہ آن
آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل عباس اند رضی اللہ عنہم اجمعین و گاہی بمعنی شامل

ف
اطلاق لفظ اہلبیت

اولاد آنحضرت وازواج مطہرہ اند وگاہی مخصوص آیہ بہ فاطمہ وحسن وحسین وعلی
سلام اللہ علیہم اجمعین جہت زیادت فضل الشان وتطبیق میان اقوال آنست کہ
بیت سہ ست بیت نسب وبیت سکنی وبیت ولادت پس اولاد عبد المطلب اہلبیت
نسب وازواج مطہرہ اہلبیت سکنی واولاد وام اہلبیت ولادت وعلی اگرچہ از اولاد بیت
نسب وازواج مطہرہ اہلبیت سکنی واولاد کرام اہلبیت ولادت وعلی اگرچہ از اولاد بیت
مگر ملحق است بایشان بوساطت فاطمہ رضی اللہ عنہا انتہی اور ابن حجر مکی نے صواعق
محرقہ مین لکھا ہے کہ مراد لفظ اہلبیت وآل وذوی القربی سے کل ان مقامات مین جہان
فضائل آل مذکور ہین مومنین بنی ہاشم وبنی مطلب ہین چنانچہ فاضل کمال الدین
ابن فخر الدین جہرمی رحمہ اللہ ترجمہ صواعق مین لکھتے ہین مراد از اہلبیت درین
آیہ وہر جا کہ ذکر فضل الشان وفضل آل وذوی القربی شدہ باشد جمیع آل پیغمبرست
صلے اللہ علیہ وسلم کہ آن مومنان بنی ہاشم وبنی مطلب اند انتہی اور نحوائے آیہ
قل لا اسالکم سے جو تاکید محبت کے ساتھ قرابتمندان آنحضرت کے ثابت ہے اوسمین
ارباب تفسیر وحدیث وسیر کو خلاف ہے کہ قرابتمندان سے کون لوگ مراد ہین صاحب
مواہب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے لوگ تحت عبد المطلب کے ہو کر انکے ذریعہ سے
آنحضرت کے ساتھ نسبت وواسطہ قرابت رکھتے ہین اور ساتھ اسکے صحبت نبوی یا
نفس رویت محمدی سے مشرف ہوئے خواہ ذکور ہون خواہ اناث وہ سب لوگ
مصادیق قربی ہین عبارت مواہب لدنیہ کی یہ ہے والمراد بالقرابۃ من ینتسب الی
جدہ الاقرب وہو عبد المطلب ممن صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم او رآہ من ذکر او انثی
انتہی مختصرا اور فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین فخرج
بذلک من انتسب الی من فوق عبد المطلب کاولاد عبد مناف اوالی من یساویہ

کا ولاد ہاشم اخوۃ عبد المطلب او انتسب لہ ولاصحبۃ لہ ولاروئیۃ انتہی اور تفسیر مدارک

اور بیضاوی مین ذیل تفسیر قربی کے لکھا ہی کہ بعد نزول اس آیہ کے آنحضرت سے

پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین قرابتمندان سے آپ کے جنکے ساتھ

محبت رکھنا ہم لوگون پر واجب کیا گیا اسکے جواب مین آنحضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ

حضرت علی و فاطمہ اور دونون صاحبزادے انکے حضرت امام حسن و امام حسین ہین

انھین لوگون کی محبت بوداے اس آیہ کے واجب کی گئی ہی عبارت تفسیر مدارک و

بیضاوی کی یہ ہی وروی انہا لما نزلت قیل یا رسول اللہ من قرابتک من ہولاء الذین

وجبت علینا مودتہم قال علی و فاطمۃ و ابناہما انتہی یہ مقولہ نبویہ جو بیضاوی و مدارک

سے نقل کیا گیا اسکی نسبت حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب الکاف الشاف فی تخریج

احادیث الکشاف مین لکھتے ہین کہ ہرچند اس حدیث کی طبرانی اور ابن ابی حاتم اور

حاکم نے روایت کی ہی مگر قابل اعتماد نہین ہی اسواسطے کہ منجملہ رواۃ اسکے ایک شخص

حسین اشقر شیعی ہی اور وہ عند المحدثین ساقط الاعتبار ہی علاوہ اسکے معارض اس

روایت کے دوسری روایت حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری مین مروی ہی

جس سے تمامی بطون قریش کا مفہوم قربی مین داخل ہونا ثابت ہی عبارت ابن حجر

کتاب الکاف الشاف مین یہ ہی حدیث لما نزلت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ

فی القربی قیل یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین وجبت علینا مودتہم قال علی

و فاطمۃ و ابناہما الطبرانی و ابن ابی حاتم و الحاکم فی مناقب الشافعی من روایۃ حسین

الاشقر عن قیس بن الربیع عن الاعمش عن سعید بن جبیر عن ابن عباس و حسین ضعیف

ساقط وقد عارضہ ما ہو اصح منہ فی البخاری من روایۃ طاؤس عن ابن عباس انہ

سئل عن ہذہ الآیۃ فقال سعید بن جبیر ان ابن عباس قربی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ابن عباس عجلت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن بطن قریش الا کان لہ فیہم
قرابۃ الحدیث قلت واخرج سعید بن منصور من طریق الشعبی قال اکثروا علینا فی ہذہ الآیۃ
فکتبنا الی ابن عباس فکتب فذکر نحوہ وابن طاوس اتم منہ انتہے اور اسی عموم معنی
قربی کو حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ مین حق اور
صواب لکھا ہے مگر ساتھ اسکے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و امام حسن و امام حسین
رضی اللہ عنہم عمدہ قرابتمندان آنحضرت سے ہین پس بدرجہ اولی مصداق قربی ہونگے
اور باوجود صحت معنی عام کے بھی تاکید وجوب محبت ان چار تن پاک کی آیہ کریمہ سے
بالاخر خشہ ثابت ہوگی عبارت مدارج النبوۃ کی یہ ہے و ہمچنین اختلاف است در کریمہ قل لا
اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی روایت کردہ شدہ است کہ چون نازل شد این آیہ
گفتند صحابہ من اہل قرابتک فرمود آنحضرت ہولاء علی و فاطمۃ و ابناہما و صواب آنست
کہ شامل است تمامہ مردم را کہ قرابت دارند بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و این چہار تن عمدہ و
نخبہ آن جماعت اند انتہی اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین ذیل تفسیر آیہ قل لا
اسئلکم علیہ اجرا الآیۃ کے لکھا ہے کہ آل آنحضرت کے وہ لوگ ہین کہ رجوع کرے امر اونکا
طرف آنحضرت کے پس مرجع کار جنکا آنحضرت کی طرف بہت ہوگا اور قرب و اسطہ زائد
ہوگا اور شدت مناسبت آپ کے ساتھ اونکو حاصل ہوگی وہ یقیناً آل آنحضرت کا ہوگا
اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ درمیان حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور امام حسن و امام حسین
رضی اللہ عنہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اشد اور واسطہ قرابت قوی تھا کہ
یہ شدت تعلق و قرب قرابت بہ نقل متواتر ثابت ہے پس ضرور ہے کہ یہ چار تن پاک آل گنے جاتے ہین

اور فرد کامل مصداق آل کے سمجھے جاوین اور کبھی آل کے معنی مین خلاف ہے
بعضون نے اقارب مراد لیے ہین اور بعضون نے عامہ امت اجابت کو مصداق
آل ٹھہرایا ہے پس جس معنی کو اختیار کرین یہ چارتن پاک مصداق آل ہونے سے
خارج نہین ہوسکتے بخلاف غیر ان چار کے کہ بر مذہب بعض خروج اونکا معنی
آل سے لازم آتا ہے پس ہر تقدیر پر یقیناً آل ہونا ہر چارتن پاک موصوف کا ثابت
ہوا عبارت تفسیر کبیر کی یہ ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم الذین یؤل امرہم الیہ
فکل من کان امرہم الیہ اشد واکمل کانوا ہم الآل ولاشک ان فاطمۃ وعلیا والحسن
والحسین کان التعلق بینہم وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد التعلقات وہذا
کالمعلوم بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا ہم الآل وایضاً اختلف الناس فی الآل
فقیل ہم الاقارب وقیل امتہ فان حملناہ علی القرابۃ فہم الآل وان حملناہ علی الامۃ
الذین قبلوا دعوتہ فہم ایضاً آل فثبت ان علی جمیع التقدیرات ہم الآل واما غیرہم فہل یدخلون
تحت لفظ الآل فمختلف فیہ انتہی اور تفسیر درمنثور مین لکھا ہے کہ جب آیہ کریمہ وامر اہلک
بالصلوۃ نازل ہوئی آٹھ مہینے تک روز صبح کو معمول آنحضرت کا تھا کہ حضرت علی کے
دروازے پر آکر بغرض بیدار کرنے کے فرمایا کرتے تھے الصلوۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اس روایت سے بقول جناب رسول
مقبول کے حضرت علی وفاطمہ وحسنین کا مصداق اہلبیت داخل ہونا تمامتر ثابت
ہوگیا عبارت تفسیر درمنثور کی یہ ہے اخرج ابن مردویہ وابن النجار وابن عساکر عن
ابی سعید الخدری قال لما نزلت وامر اہلک الآیۃ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجیٔ الی
باب علی صلوۃ الغداۃ ثمانیۃ اشہر فیقول الصلوۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس

اہل البیت ویطہرکم تطہیرا انتہے بقدر الحاجۃ اور قاضی عیاض نے شفا مین عم
بن ابی سلمہ سے روایت کی ہو کہ جب آیہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا جس سے محفوظ رہنا اہل بیت کا آلودہ ہونے سے ساتھ نجاست
گناہ کے اور مطہر رکھنا پروردگار عالم کا اہلبیت حضرت رسالت کو ہر قسم کے خبائث
وقبائح سے ثابت ہو نازل ہوئی اور نزول اس آیہ کا جسوقت ہوا تھا آنحضرت حضرت
ام سلمہ کے گھر مین تھے اوسوقت آپ نے حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن و امام حسین
بلایا اور کمل اپنا ان بزرگوارون کو اوڑھایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سوقت آپ
پس پشت سے لگے کھڑے تھے پھر فرمایا آپ نے کہ اے پروردگار عالم یہ لوگ اہلبیت
میرے ہین دور کر انسے خباثت گناہان کو اور طاہر کر دے انکو عبارت شفا کی یہ ہی
وعن عمر بن ابی سلمۃ لما نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
وذلک فی بیت ام سلمۃ دعا فاطمۃ وحسنا وحسینا فجللہم بکساء وعلی خلف ظہرہ ثم قال اللہم
ہولاء اہلبیتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا اس روایت شفا سے تو حضرت علی کا
پس پشت کھڑا رہنا ظاہر ہوتا ہی ولیکن دوسری روایت مین مروی ہی کہ آپ نے
حضرات حسنین کو گود مین لیا اور ایک ہاتھ سے حضرت علی کو اور ایک ہاتھ سے
حضرت فاطمہ کو پکڑا اور دونون صاحبون کو اپنے جسم مبارک سے لپٹایا اسکے بعد
دعا مذکور فرمائی چنانچہ حضرت شیخ مدارج النبوۃ مین افادہ فرماتے ہین و در روایتے
آمدہ کہ حسن و حسین را در کنار گرفت و علی را بیکدست گرفت و فاطمہ را بدست دیگر
و چسپانید ہر دو را بخود و فرمود خداوندا ایشان اہلبیت منند پس دور گردان از
ایشان رجس و تطہیر کن ایشان را انتہی عبارات کتب معتبرہ اور اقوال علما

جو معرض العقل مین آئے اوس سے تمامتر ثابت ہوا کہ باوصف ہونے اقوال
عدیدہ کے تنقیح معنی و مصداق اہلبیت و ذوی القربی و آل مین ہر تقدیر و ہر
معنی و ہر قول پر حضرت علی مرتضی و فاطمہ زہرا و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
یقیناً داخل ہین مصداق لفظ اہلبیت و ذوی القربی و آل مین پس جسقدر
فضائل اہلبیت و ذوی القربی و آل کے قرآن و حدیث مین وارد ہین ان
سب فضائل مین ان چارون بزرگون کا شریک ہونا ضروریات سے ٹھہرا
بلکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین لکھا ہے کہ باوصف
شمول اہلبیت کے تمامی اولاد آنحضرت کو حضرت علی و فاطمہ و حسنین ساتھہ مزید
فضل و کرامت اور تعلق محبت و لازم مودت کے ممتاز و مخصوص ہین اور اطلاق
اہلبیت کا اوپر انھین چار کے شائع ہو گیا ہے حتے کہ جب اطلاق اہلبیت کا ہوتا ہے
ذہن سامعین کا انھین چار بزرگ کی طرف جلد دوڑتا ہے اور یہی بزرگ سمجھے
جاتے ہین اور احادیث کثیرہ افزون حد شمار سے فضائل و مناقب مین ان چارون
بزرگان کے مروی ہین عبارت اشعۃ اللمعات کی یہ ہے و باوجود شمول اہلبیت
تمامہ اولاد آنحضرت و علی و فاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم اجمعین از میان ایشان
بہ مزید فضل و کرامت و تعلق محبت و مودت ممتاز و مخصوص اند چنانکہ متبادر
از اطلاق اہلبیت ایشانند و در فضائل و مناقب و کرامت ایشان احادیث
بیرون از حد عد و احصاء وارد شدہ انتہے اور بھی اشعۃ اللمعات مین مرقوم ہے و بالجملہ
اطلاق اہلبیت برین چہار تن پاک شائع و مشہور ست انتہی ہرگاہ یہ امر بخوبی محقق
ہو چکا کہ جو فضائل و مناقب و خصائص اہلبیت و آل و ذوی القربی کے

آیات و احادیث مین وارد ہین اون سب فضائل کا ذوات مقدس سمات
حضرت علی مرتضے و فاطمہ زہرا و حضرات حسنین علیہم السلام مین پایا جانا ضروری
کہ کسی صورت مین یہ چارون بزرگوار مصداقیت الفاظ مذکورہ سے خارج
نہین ہو سکتے پس اب بعضی فضائل عامہ آل و اہلبیت منضمہ تشیین تحریر کرتا ہون
کہ ہر چند نظر بقول بعض لفظ اہلبیت سی معنی عام مراد ہونگے ولیکن مقصود فقیر
اوس عموم سے چندان متعلق نہین بلکہ ضمن اوس عموم کے بھی جو ان چارون بزرگون
کی منقبت مفہوم ہوگی وہی غایۃ مرام ہے کہ انہین بزرگان اربعہ کے فضائل کا
اظہار بغرض ازالہ شبہات اعیان اس دیار کے جو حق مین ان چار بزرگون کے
تفریط کو راہ دیتے ہین اور وفور مناقب و کثرت فضائل ان چار تن پاک سے
ناواقف ہین مہتم بالشان اور غایت تحریر و بیان ہے وجوب محبت قرابتمندان
حضرت رسالت توامان کا اور بری ہونا اہلبیت اطہار کا لوث خبائث سے اور
طاہر ہونا ان لوگون کا لوث قبائح و معاصی سے بنص آیہ قرآنی صدر مین مذکور
ہو چکا جو منجملہ فضائل عظیمہ آل رسول ہے اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہے بغرض تذکیر
ایما کیا گیا قاضی عیاض نے شفا مین لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پہچاننا رتبہ و مرتبہ آل رسول کا سبب نجات کا ہے آگ دوزخ سے اور محبت آل
رسول کی موجب جلد گذرنے کا ہے پل صراط سے اور نصرت و مدد کرنا آل محمد کا
باعث امان و محفوظی کا ہے عذاب الٰہی سے عبارت شفا کی یہ ہے و قال علیہ الصلوٰۃ
والسلام معرفۃ آل محمد براءۃ من النار و حب آل محمد جواز علی الصراط و الولایۃ لآل
محمد امان من العذاب الحدیث اور جامع ترمذی مین حضرت ابن عباس سے

مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغدوکم من نعمہ
فاحبونی لحب اللہ واحبوا اہلبیتی لحبی یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دوست رکھو تم لوگ خدا کو اس جہت سے کہ وہ تمکو غذا دیتا ہے اور پرورش
کرتا ہے اپنی نعمتون سے اور دوست رکھو مجکو بسبب دوستی خدا کے یعنی اس
سبب سے کہ میرے ساتھ دوستی رکھنے سے خدا تمکو دوست رکھیگا یا اسکا
مطلب یہ ہے کہ بسبب دوست رکھنے خدا کے مجکو یعنی چونکہ مین خدا کا محبوب ہون
دوست رکھو مجکو اور دوست رکھو اہلبیت کو میرے بسبب دوستی میری کے اسمین
بھی یہی دو احتمال ہین یعنی یا یہ مطلب ہے کہ جب ہمکو دوست رکھتے ہو تو ضرور ہے کہ
ہمارے اہلبیت کو بھی دوست رکھو یا یہ کہ چونکہ اہلبیت میرے محبوب میرے ہین
تم بھی اونکو اپنا محبوب اور دوست بناؤ اور مشکوۃ شریف مین مسند امام احمد سے
بروایت حضرت ابوذر کے مروی ہے سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان
مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک الحدیث یعنی
فرمایا ابوذر نے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے خبردار
رہو مثال اہلبیت کے میرے مثل کشتی حضرت نوح کے ہے کہ جو سوار ہوا اوس کشتی
پر اوسنے نجات پائی اور جو سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہوا ایسا ہی جسنے اہلبیت کے ساتھ
محبت رکھی اور اتباع طریقہ اہلبیت اختیار کیے ناجی ہوا والا مبتلائے خسران رہا
اور اسی قسم کی ایک حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے موقوفاً کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے ائمہ اہلبیت کو مثل کشتی نوح و باب حطہ کے ارشاد فرمایا
بایں معنی کہ جیسا کہ کشتی حضرت نوح کی موجب محفوظ رہنے کی صدمہ طغیانی آب سے

ہوئی تھی ویساہی ذوات عالیات ایمۂ اہلبیت ذریعہ نجات ہے طغیانی تمرد نفس وشیطان سے اور جیساکہ داخل ہونا باب حطہ مین باعث تصحیح توبۂ بنی اسرائیل وذریعہ مغفرت کا قرار پایا تھا ایساہی داخل ہونا سلسلۂ اولیاء اللہ مین جواتباع ایمۂ اہلبیت ہین موجب مغفرت معاصی وتصحیح توبہ کا ہوتا ہی اس حدیث کو مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر فتح العزیز مین معہ شرح معنی تحریر فرمایا ہے عبارت اونکی یہہ ہی وابوبکر بن ابی شیبہ بروایت صحیح از حضرت مرتضے علی کرم اللہ وجہہ آوردہ کہ انما مثلنا فی ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل یعنے مثال ایمۂ اہل بیت نبوی علیہ السلام کہ قیم خاندان نبوت وحامل اسرار ولایت ومعرفت اند درین امت مثال سفینۂ نوح وباب حطہ است زیراکہ نجات از طوفان نفس وشیطان وتصحیح توبہ وتکفیر گناہان بسبب دخول در سلاسل اولیاء اللہ درین امت وابستہ ومنتہی باین بزرگواران ست چنانچہ درین زمان ظاہر وباہر ست کہ سلاسل سلوک راہ خدا وبیعت وتوبہ وانابت بہمین خاندان علیہم الرحمۃ می رسد انتہی اور صحیح مسلم مین حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ کہا کھڑی ہوئی ایک روز ہم لوگون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام غدیر خم مین جو واقع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور یہہ کھڑا ہونا آنحضرت کا آخر عمر مین بعد معاودت کے حجۃ الوداع سے واقع ہوا تہا پس آپ نے خدا کی حمد وثنا فرمائی اور نصیحت کی باتین اور موجبات ثواب وعقاب کو بیان کیا اور اسکے بعد فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ اے لوگو کہ مین بشر ہون قریب ہی کہ فرشتہ قابض ارواح بہیجا ہوا خدا کا آجاوے اور بحکم ایزدی

قبض روح میری کرے اور مین دنیا سے اوٹھہ جاؤن اور تملوگون سے
چہوٹ جاؤن اور مین چہوڑنے والا ہون تملوگون مین دو متاع
نفیس اور شئی عمدہ کہ جسکا ادائے حق بار عظیم رکھتا ہے ایک اونمین
سے کتاب اللہ ہے یعنی قرآن پاک کہ اوسمین بیان ہدایت اور موجبات
نیکبختی دنیا و آخرت کا ہی اور اوسمین نور ہے یعنے اون اعمال کا بیان
ہے جس سے راہ منزل مقصود نمایان ہووی اور بوجہ اوسکے جلد مقصود
حاصل ہوجاوے پس چنگل مارو بیچ کتاب اللہ کے اور مضبوط پکڑو اوسکو
اور بہت کچہہ آپ نے ایسی باتین جو موجب عمل و تمسک ہو کتاب اللہ پر بیان
فرمائین اور ترغیب عمل کی دی اوپر امور مندرجہ قرآن کے اوسکے بعد فرمایا کہ
اور دوسری چیز عمدہ و نفیس جسکو ہم تم مین چہوڑے جاتے ہین اہل بیت
میرے ہین یاد دلاتا ہون تمہین خدا کو نسبت اہل بیت اپنے اور ڈراتا ہون
مین تمکو عذاب الٰہی سے بصورت تقصیر کرنے تم لوگون کے ادای حق اہلبیت
مین اس جملی کو آپ سے تین بار فرمایا تاکہ بخوبی ادائے حق اہلبیت کی تاکید
لوگون پر ظاہر ہوجاوے اور کسی طور کے حق تلفی اور فرق ادائے حق تعظیم و
تکریم مین بعد رحلت آپکے واقع نہونے پاوے بیہقی نے مدخل مین اور
رزین نے اپنی کتاب مین حضرت عایشہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ستۃ لعنتہم لعنہم اللہ وکل نبی یجاب یعنی چہہ قسم کے آدمی
ہین کہ جنپر مینے لعنت کی ہے اور لعنت کرے خدا بہی اوپر اونکے یا جملہ لعنہم اللہ
جواب سوال مقدر ہے کہ جب آنحضرت نے فرمایا کہ مینے چہہ طرح کے آدمی پر

لعنت کی تو گویا کوئی پوچھنے لگا کہ کیوں آپ نے لعنت کی تو آپ جواب دیتے
ہین لعنہم اللہ یعنے مینے اسوجہہ سے لعنت کی کہ خدا نے اوس شخص پر لعنت کی
اور ہر نبی قبول کیا گیا ہے یہہ جملہ آپنے واسطے تاکید و تقریر مضمون لعنت کی
ارشاد فرمایا اس حدیث مین ذیل شمار اون لوگونکے جنپر آپ نے لعنت کی
جملہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ موجود ہے یعنے پانچوان فرقہ اون آدمیونکا
جن پر مین نے اور خدا نے لعنت کی اور وہ لوگ ملعون ہوئے وہ ہی جو حلال کرنیوالا
ہو اولاد اور قوم اور قبیلہ اور اہل قرابت سے میری اوس چیز کو کہ حرام کیا
ہے خداے تعالی نے کرنے اون چیزون کو ساتھ اہلبیت میرے کی مثل ایذا
اور ترک تعظیم اور تقصیر اداے حقوق مین اونکے ہر چند استحلال حرام مطلقا
موجب وعید و عذاب ہے مگر باعث زیادت شرف و لزوم تعظیم اہل بیت
کے استحلال و ترک تعظیم اہلبیت زیادہ تر موجب وعید حتی کہ باعث لعنت
خدا و رسول ہوا چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحت شرح جملہ
والمستحل من عترتی ما حرم اللہ کے اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین یعنی حلال گردانندہ
از اولاد و قوم و قبیلہ و اہل قرابت من چیزی راکہ حرام گردانیدہ است خدا تعالی
کردن آن باایشان چنانکہ ایذا و ترک تعظیم و تقصیر در اداے حقوق شان واگرچہ
استحلال حرام مطلقا خواہ از حرام خداے تعالے و تقدس و عترت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا غیر آن سبب استحقاق زجر و عقوبت ست ولیکن دریجا
بیشتر و سخت تر است پس تخصیص بجہت زیادت اہتمام و تاکید در تحریم و مبالغہ
در وصیت باشد از جہت زیادت شرف و اجتماع حق تعظیم و حرمت انتہی بقدر الحاجۃ

مضمون اس حدیث سی خیال کرنا چاہیے شناعت حال ابن زیاد و یزید وغیرہ
مستحلین ہتک حرمت اہل بیت رسالت کو کہ بمؤدای اس حدیث سے کے
اون ظالمین کے ملعون ہونے مین کیا شبہ ہے گو ہملوگون کو کف لسان اسلم
ہے بعضے محققین نے لکھا ہے کہ جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر
تک تاکید بجا آوری حقوق اہل بیت کی فرمائی تھی اوسیقدر بنی امیہ نے عکس پر
اوسکے کمر باندہی اور بیحرمتی و تحقیر و توہین اہل بیت مین تا امکان اپنے کوئی
دقیقہ باقی نہین چھوڑا چنانچہ فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب
لدنیہ مین لکھتے ہین قال القرطبی وہذہ الوصیۃ وہذا التاکید العظیم یقتضی وجوب
احترام آلہ و برہم و توقیرہم و محبتہم وجوب الفرائض التی لا عذر لاحد فی التخلف
عنہا ہذا مع ما علم من خصوصیتہم بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبانہم جزء منہ کما قال فاطمۃ
بضعۃ منی ومع ذلک فقابل بنو امیۃ عظیم ہذہ الحقوق بالمخالفۃ والعقوق فسفکوا
من اہل البیت دماءہم وسبوا نساءہم واسروا صغارہم وخربوا دیارہم وجحدوا
شرفہم وفضلہم واستباحوا سبہم ولعنہم فخالفوا وصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم وقابلوہ بنقیض
قصدہ فوا خجلتہم اذا وقفوا بین یدیہ ویا فضیحتہم یوم یعرضون علیہ انتہی مگر یہ
بھی واضح رہے کہ یہ اتلاف حقوق اہلبیت اکثر عوام بنی امیہ سے ہوا نہ خواص
صحابۂ کرام سے علی ہذا نسبت سب حضرت علی مرتضی و دیگر اہلبیت کیطرف
حضرت معاویہ کے مفتریات سے ہے چنانچہ فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی
شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین قال القرطبی والتصریح بالسب وقبح القول
انما کان لفعلۃ جہال بنی امیۃ وسفلتہم اما معاویۃ فحاشاہ من ذلک لصحبتہ و دینہ

وتکریم اخلاقہ واعترافہ بفضل علی وعظم قدرہ وما یذکر عنہ من ذلک کذب و
انتہی اجلۂ صحابہ ہمیشہ اداے حقوق اہلبیت مین سرگرم رہے اور ارضا
وتکریم اہل بیت مین سعی موفور فرماتے رہے حدیث طویل متعلق حال متاع
فدک کے صحیح مسلم مین مروی ہے اوسمین یہہ مقولہ حضرت ابوبکر صدیق کا
جو خطاباً بعلی کرم اللہ وجہہ فرمایا ہے موجود ہے قال والذی نفسی بیدہ لقرابۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قرابتی یعنی قسم ہی اوسکی
کہ جان میری اختیار مین اوسکے ہے کہ اداے حق قرابت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک دوست زیادہ ہے اس سے کہ اداکرون
حق قرابت کا اپنی اس سے خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر پاس قرابت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لحاظ اہلبیت رسالت کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تھا
ایسا ہی تمام اہل ایمان پر لحاظ مراعات حرمت قرابت رسول اللہ کا ساتھہ
اہلبیت کے واجب ولازم ہے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جو دربارۂ فدک
کے حضرت ابوبکر صدیق سے کشیدہ خاطر ہوئین باوجود اسکے کہ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ بوجہ تعمیل مضمون حدیث رسول کے دینے سے باغ فدک
کے معذور تھی باایں ہمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کشیدگی خاطر کا اور
راضی کرنے کا آپکو غایت درجہ خیال ہوا حتی کہ بعضے روایات مین آیا ہے
آپ بعد اوسکے حضرت فاطمہ زہرا کی دولت سرا پر تشریف لیگئے اور دروازۂ
خانہ پر گرمی آفتاب مین کھڑے ہوئے معذرت فرماتے رہے اور حضرت
علی مرتضی کو شفیع گردانا اور بکمال جد وجہد وعذرخواہی کا مل حضرت فاطمہ رضی اللہ

...ا کو راضی کیا تصریح اس امر کی تمامی معتبرات میں موجود ہے اس مقام پر
...رت تحفۂ اثنا عشریہ کے جو جامع روایات مذہب شیعہ و سنی ہے اور
...س سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونو فریق کے علما اس جانفشانی حضرت صدیق
...ے بخصوص فکر راضی کرنے حضرت فاطمہ کے قائل ہین نقل کرتا ہون وہ کا
...ہے مسلمنا کہ حضرت زہرا رض بنا بر منع میراث یا بنا بر نشنیدن دعوے
...ر غضب فرمودہ و ترک کلام با ابوبکر نمود ولیکن در روایات شیعہ و سنی صحیح
...ثابت است کہ این امر خیلے بر ابوبکر شاق آمد و خود را بہ در سرای زہرا
...حاضر آورد و امیر المومنین علی را شفیع خود ساخت تا آنکہ حضرت زہرا ازو
...خوشنود شد اما روایات اہل سنت پس در مدارج النبوۃ و کتاب الوفا بیہقی
...شروح مشکوۃ موجود ست بلکہ در شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق نوشتہ است
...ابوبکر صدیق رض بعد ازین قصہ بہ خانۂ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رفت و در
...گرمی آفتاب بر در باستاد و عذر خواہی کرد و حضرت زہرا ازو راضی شد و
...در ریاض النضرۃ نیز این قصہ بتفصیل مذکور ست و در فصل الخطاب بروایت
بیہقی از شعبی نیز ہمین قصہ مرویست و ابن السمان در کتاب الموافقۃ از اوزاعی
روایت کردہ کہ گفت بیرون آمد ابوبکر بر در فاطمہ در روز گرم و گفت نمی روم
ازینجا تا راضی نہ گردد از من بنت پیغمبر خدا پس در آمد بر وی علی رضی اللہ عنہ
پس سوگند داد بہ فاطمہ کہ راضی شو پس راضی شدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا و اما
روایات شیعہ پس زیدیہ خود بعینہ موافق روایت اہل سنت درین باب
روایت کردہ اند و اما امامیہ پس صاحب منہاج السالکین وغیرہ از علمای...

ایشان روایت کردہ اند ان ابابکر لما رای ان فاطمۃ انقبضت عنہ وہجرتہ
ولم تتکلم بعد ذلک فی امر فدک کبر ذلک عندہ فاراد استرضارہا فاتاہا فقال
لہا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رأیت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یؤتی منہا قوتکم
والصانعین بہا فقالت افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یفعل فیہا فقال ذلک للہ علی ان افعل فیہا ما کان یفعل ابوک فقالت واللہ
لتفعلن فقال واللہ لافعلن ذلک فقالت اللہم اشہد فرضیت بذلک واخذت العہد علیہ وکان
ابوبکر یعطیہم منہا قوتہم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل
انتہی مقام غور ہے کہ اگر وجوب تعظیم واحترام اہلبیت اور موجب منقصت
وناراضی الہی ہونا ترک مراعات عظمت اہلبیت کا ثابت ہوتا حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو باوجود عمل بمضمون حدیث کے صرف ناراضی حضرت فاطمہ کی جو
بمقتضاے بشریت وقوع مین آئی تھی کیون اسقدر خیال ہوتا اور کیوں سعی
جہد بلیغ اور جانفشانی عظیم فکر رضامندی حضرت فاطمہ زہرا مین فرماتے
صحابۂ کرام خصوصاً حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بہت بڑا لحاظ مراعات
عظمت واحترام تمامی اہلبیت کا رہتا تھا حضرت فاطمہ رض کے راضی فرمانے مین
جو کچھ جد وجہد حضرت ابوبکر نے فرمائے وہ صدر مین لکھا گیا حضرت امیر
علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت لحاظ تعظیم رکھا کرتے
تھے اور ہمیشہ فضائل حضرت علی مرتضی خود بھی بیان فرمایا کرتے تھے
اور دوسرے وقت بھی بہ نسبت محبت و مراعات تعظیم و توقیر حضرت علی کی بہت

ف ۱ ہمیشہ مراعات حضرت فاطمہ کرنا حضرت ابوبکر و حضرت عمر و دیگر صحابہ کا

تاکید فرمایا کرتے تھے علی ہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہمیشہ تعظیم و توقیر
حضرت امیر مین اور مشورہ پوچھنے اور صلاح لینے مین حضرت ممدوح سے
بہت مبالغہ فرماتے تھے اور تمام عمر یہی حال حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا
ساتھ حضرت علی مرتضی کے رہا چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ تحفہ
اثنا عشریہ مین ارقام فرماتے ہین باید دانست کہ ہیچکس از صحابہ در پئے
ایذاے حضرت امیر و زہراے ایشان نیفتادہ و باو پرخاش نکردہ بلکہ ہمیشہ تعظیم و
توقیر و محبت و نصرت او نمودہ اند و وقتیکہ طلب نصرت از ایشان نمود و محتاج
نصرت شد عبد الرحمن بن ابزی گوید شہدنا صفین مع علی فی ثمانمائۃ ممن
بایع تحت الشجرۃ بیعۃ الرضوان وقتل منہم ثلثۃ وستون رجلا منہم عمار بن یاسر
وخزیمۃ بن ثابت ذو الشہادتین وجمع کثیر من المہاجرین والانصار وقد ذکر اکثرہم
فی الاستیعاب وغیرہ اینست حال جمہور صحابہ آمدیم بر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
پس ابوبکر ہمیشہ فضائل امیر را بیان مے نمودہ و مردم را بر محبت و تعظیم و توقیر
او تاکید میفرمود دارقطنی از شعبی روایت میکند کہ بینا ابوبکر جالس اذ طلع علی
فلما راٰہ قال من سرہ ان ینظر الی اعظم الناس منزلۃ واقربہم قرابۃ وافضلہم
بحالہ واکثرہم غناء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی ہذا الطالع و
ہمچنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نیز ہمیشہ در تعظیم و توقیر و مشورہ پرسیدن
و صلاح خواستن از حضرت امیر زیادہ تر مبالغہ میفرمود دارقطنی از سعید
بن المسیب روایت کردہ عن عمر بن الخطاب انہ قال ایہا الناس اعلموا انہ
لا یتم شرف الا بولایۃ علی بن ابی طالب انتہی ملخصا و مختصرا ہر گاہ معلوم ہوا کہ

عامہ صحابہ علی الخصوص حضرت ابو بکر و عمر ہمیشہ فضائل حضرت امیر علیہ السلام بیان کیا کرتے تھے اور لوگون پر تاکید محبت و مراعات تعظیم کے ساتھ حضرت علی کے فرماتے رہے تب بفحواے حدیث فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر جو ترمذی مین حضرت حذیفہ سے مروی ہے اور اوس سے وجوب اقتدار افعال واقوال حضرت ابو بکر و عمر ثابت ہے اور بموداے اون نصوص کے جس سے اتباع طریق عامۂ صحابہ کی تاکید مفہوم ہے ہم لوگون پر واجب وضرور ہے کہ محبت و مراعات تعظیم واحترام حضرت علی مرتضی وسائر اہلبیت واشاعت فضائل مین اون بزرگون کے باقصے غایت کوشان رہین کہ یہی طریقہ حضرت ابو بکر و عمر وسائر صحابہ کا تہا اور بعد زمانہ صحابہ کے بہی ہر زمانی کے اجلۂ علما و ایمہ باصفا در پے اکرام واحترام اہلبیت رہے اور محبت اہلبیت کو فرائض ولوازم ایمان سے سمجھتے رہے شفاء قاضی عیاض مین مرقوم ہے کہ ابو بکر عیاش فرمایا کرتے تھے کہ اگر آوین ہمارے پاس حضرت ابو بکر و عمر وعلی رضی اللہ عنہم کسی ضرورت سے تو پہلے مین قضاے حاجت حضرت علی مرتضی کرون بوجہ قرب قرابت اونکے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اگر گرون مین آسمان سے زمین پر تو یہہ میرے نزدیک دوست زیادہ ہے اس سے کہ تقدیم حضرت علی کی کرون اوپر حضرت ابو بکر و عمر کے یعنے ہر چند باعتبار رتبہ کے شیخین کو افضل جانتا ہون ولیکن پاس قرابت رسول اللہ کا مقتضا یہی ہے کہ حضرت علی کے ہمارکار کو بر آرتا حاجت حضرت ابو بکر و عمر پر مقدم رکھون عبارت شفا کی یہہ ہے وقال ابو بکر بن عیاش

لو اتانی ابوبکر و عمر و علی فی حاجۃ لبدأت بحاجۃ علی قبلہما لقرابتہ من رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ولئن اخر من السماء الی الارض احب الی من ان اقدمہ علیہما
انتہی اور یہی مضمون مدارج النبوۃ مین بھی موجود ہے باین عنوان ابوبکر بن
عیاش کہ یکی از اعلام امت ست میگفت الی اخر ما نقلنا من الشفا اعمش نے
ایک بار قصہ پیام نکاح بھیجنے حضرت امیر علیہ السلام کا دختر ابوجہل سے جسکو
سنکر آنحضرت نے حضرت علی پر عتاب فرمایا تھا روایت کیا تھا چونکہ اوس
قصے سے فی الجملہ تحقیر حضرت امیر علیہ السلام کی مفہوم تھی حضرت امام ابوحنیفہ
کو بہت ملال ہوا اور آپ معہ شریک بن عبداللہ اور ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلی
کے اعمش کے گہر گئی اور اونکو بہت ملامت کی کہ اس حدیث پر تو کوئی حکم شرع
مبنی نہین ہے اور چونکہ اسمین مذکور عتاب فرمانا آنحضرت کا اوپر حضرت
علی کے ہے بیان مین اسکے تحقیر حضرت علی مرتضی کے لازم آتی ہے پہر کیون تم
ایسے حدیث کا مضمون لوگون کے سامنے بیان کرتے ہو اسپر اعمش نے
بہت سے احادیث فضائل حضرت علی کے سنا دے اور اپنا راسخ القدم
ہونا محبت و مراعات احترام حضرت علی مین بیان کر کے تسکین خاطر حضرت
امام ابوحنیفہ وغیرہ کے فرما دے یہہ قصہ تحفہ اثنا عشریہ مین ذیل تعصب
سیوم کے منقول ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہماری امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
تعالے و دیگر ایمہ کرام و علماء عظام بیان کرنا اوس حدیث صحیح کا بھی جسسے وہم
تحقیر حضرت علی کا ذہنون مین آوے سامنے لوگون کے جائز نہین رکھتی تھی
اور بہت ناراض ہوتے تھے پس ہم لوگ مقلدین حضرت امام کو بھی ایسی ہی

محبت ساتھ حضرت علی مرتضی و سائر اہلبیت کے پیدا کرنا چاہیے کہ کسی طور سے
اشارۃً وکنایۃً کوئی کلمہ تحقیر کا شان مین حضرت امیر علیہ السلام کے نہ اپنی
زبان سے نکل سکے نہ دوسرا کوئی اگر بیان کرے تو اوسکے سننے کا تحمل ہو سکے
حضرت امام علی رضا جب نیشاپور مین داخل ہوئے ہین اوسوقت آپ
خچر پر سوار تھے اور حضرت شقیق بلخی کہ اعاظم صوفیای اہل سنت سے ہین آگی
آگے حضرت امام کی جلو مین جاتے تھے اور ایک گروہ کے گروہ صوفیای
کرام اہلسنت سی اپنی چادرون سے امام کے سر پر سایہ کیے تھے اور
حافظ ابو زرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی معہ جمیع طلبا علوم وکتاب
حدیث کے مدرسون سے واسطے زیارت حضرت امام کے باہر آئے شہر مین
ایک غوغا ہو گیا تمام لوگون نے زیارت امام کے لیے ہجوم کیا اوسوقت محدثین
اہل سنت نی عرض کی کہ اسوقت کہ مجمع خلائق ہے اگر آپ دو ایک حدیث
بسند آبای کرام اپنی کہ اوس سند کو بوجہ کمال نفاست ولطافت کی محدثین
سلسلۃ الذہب کہتے ہین روایت فرماوین تو کمال احسان ہوگا اوسوقت
حضرت امام علی رضا نے بسند اہلبیت کرام و آبای عظام اپنے حدیث لا الٰہ
الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی کو روایت
فرمایا امام احمد بن حنبل جب اوس سند اہلبیت کو ذکر کرتے تب فرماتے
تھے لو قرئی ہذا علی المجنون لافاق او علی مریض لبرء یعنی اگر یہہ سند کہ مشتمل
ہے اوپر اسامی متبرکہ اہل بیت کے مجنون پر پڑھی جائی تو برکت سے
اسکی افاقہ وصحت پائی اور بیمار پر پڑھی جاوے تو صحیح ہو جاوے یہہ سب روایات تحفہ اثنا

فیض بیان برکت سند اہلبیت کا قول امام احمد بن حنبل

عشرہ مین موجود ہے ان روایات سے قیاس کرنا چاہیے کہ محدثین و صوفیہ و ائمہ
اہلسنت کسقدر منہمک پر محبت اہل بیت تھی اور کسطرح شرائط و لوازم
اکرام و احترام اہلبیت کرام بجالاتی تھے اللہم ارزقنا الاقتداء بہدیہم اسعاف
الراغبین مین لکھا ہے کہ جب دختر ابی لہب ہجرت کر کے مدینے مین آئین لوگون
نے طعن کیے کہ تو بیٹی اوسکی ہے جو جلاون دوزخ کا ہے تیری ہجرت تجھکو
کیا نفع دیگی یہہ سخن دختر ابی لہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اسکو
سنکر آنحضرت کو نہایت غصہ ہوا اور منبر پر جاکر فرمانے لگے کہ کیا ہوا ہے لوگون کو
کہ میرے قرابتمندان نسبیہ پر طعن کر کے مجھے اذیت دیتے ہین خبردار ہو جاؤ
جس شخص نے کسی قرابت دار نسبی کو میرے کچھ اذیت دی اوسنے تحقیق کہ
مجھکو اذیت دی اور جسنے مجھکو اذیت دی اوسنے خدا کو اذیت دی یہہ حدیث
اسعاف الراغبین مین طبرانی و ابن ابی عاصم و ابن منذر و بیہقی کی کتابون سے
منقول ہے عبارت اسعاف الراغبین کی یہہ ہے وصح ان بنت ابی لہب لما
ہاجرت الی المدینۃ قیل لہا لن تغنی عنک ہجرتک انت بنت حطب النار فذکرت
ذلک النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاشتد غضبہ ثم قال علے المنبر ما بال اقوام یوذونی
فی نسبی و ذوی رحمی الا و من اذی نسبی و ذوی رحمی فقد آذانی و من اذانی
فقد اذی اللہ اخرجہ ابن ابی عاصم و الطبرانی و ابن منذر و البیہقی بالفاظ
متقاربۃ انتہی مضمون اس حدیث سے خیال کرنا چاہیے عظمت قرابتداران
آنحضرت کو اور سوچنا چاہیے کیفیت شدت محبت نبوی کو ساتہ اہل قرابت و
ذوی نسب اپنی کہ ادنی امر تحقیر اہل قرابت مین آپکو اسقدر ملال ہوا اور کیون نہو

کہ محبت و پاس فرزندان لوازم بشریت و مقتضاے جبلت سی ہی گر انفکاک اوسکا از قبیل ممتنعات ہی دیکھئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خدا نی مژدہ سنایا کہ انی جاعلک للناس اماما یعنے ہم تمکو امام اور مقتدای ناس بنانیوالی ہین فوراً حضرت ابراہیم کو لحاظ اپنی اولاد و ذریات کا ہوا فرمایا و من ذریتی یعنے ای خداوند عالم میری اولاد و ذریات کو بھی رتبۂ امامت سے مشرف فرما اور بھی فرمایا ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یعنے میری اولاد مین رسول بھی میری ہی اولاد سے مبعوث فرما اس سی معلوم ہوا کہ بہ نسبت اجانب کی پاس و لحاظ اقارب کا اپنے ہر فرد بشر کو زیادہ ہوتا ہے گو رسول اولو العزم ہو اور یہہ امر مقتضیات بشریہ سے ہی اور اسمین جب تک کوئی وجہ مخالفت شرع کے کسی امر عارضی کے وجہہ سے منضم نہو جاوے عند اللہ بھی قبیح و محظور نہین ہی اسیوجہہ سی حضرت ابراہیم کے اس و من ذریتی فرمانے پر کچھ پرخاش من اللہ نہین ہوا اور اسی لازم جبلت غیر محظورۂ الشرعیہ پر مبنی ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسکو دار قطنی و طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی امت سی پہلے مین جسکی شفاعت قیامت مین کرونگا وہ اہلبیت میری ہین اوسکے بعد بنو ہاشم وغیرہ حسب رتبۂ قرابت بعد فراغ کے شفاعت قریش سے انصار کی شفاعت کرونگا اوسکے بعد مومنین یمین کے تب تمام اہل عرب کی شفاعت مین مصروف ہونگا بعدہ اہل عجم وجملہ امت کی شفاعت مین لب کھولونگا علی ہذا حضرت عثمان سے مروی ہی کہ فرماتی تھے اگر بہشت کی کنجی میری ہاتھہ مین ہو تو کسی شخص کو بنی امیہ سے باہر بہشت کی نہ پہنچ دون

سندان سب مضامین کی تفسیر فتح العزیز مین موجود ہے عبارت اوسکی تحت تفسیر آیۂ
ربنا وابعث فیہم رسولا منہم کے یہہ ہی اگر امت اولاد ما باشد و محتاج بر سولی گردند
کہ نہ از اولاد ما ہست پس ما را چہ شرف و مرتبت باقی ماند (الی قولہ) تربیت اقارب
وعشائر خود ہم تربیت نزد آدمی از تربیت اجانب و حرص و شفقت آدمی بر قوم و قبیلۂ
خود زیادہ ترست از حرص و شفقت بر اجانب بحکم جبلت بشریہ ولہذا در حدیث
شریف وارد ہست کہ اول من اشفع لہ من امتی اہل بیتی ثم بنو ہاشم ثم الاقرب
فالاقرب من قریش واز حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین مروی ہست میفرمود
واللہ اگر کلید بہشت بدست من دہند من ہیچکس را از بنی امیہ بیرون بہشت نگذارم
انتہی اور حدیث ترتیب شفاعت کو فاضل جلال الدین سیوطی نے کتاب البدور
السافرۃ فی احوال الآخرۃ مین معجم طبرانی سے بروایت ابن عمر باین الفاظ قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اول من اشفع من امتی اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب
من قریش ثم الانصار ثم من آمن بی واتبعنی من اہل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم
و اول من اشفع لہ اولو الفضل الحدیث روایت کیا ہی او رسای لازم جبلت اور
وفور محبت اہل قرابت پر مبنی ہی قصہ وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
عم بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ باوصف ایمان لانی وحشی کے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا وحشی کا گوارا انہین ہوا لہذا فرمایا کہ اپنے منہ کو مجھسے
چھپائے کہ مین مجھکو نہ دیکھون یہہ قصہ وحشی کا صحیح بخاری مین موجود ہے
عبارت صحیح بخاری کی یہہ ہی قال (ای عبید اللہ بن عدی بن الخیار للوحشی)
الا تخبرنا بقتل حمزۃ قال نعم ان حمزۃ قتل طعیمۃ بن عدی بن خیار ببدر فقال لی

مولاے جبیر بن مطعم ان قتلت حمزة بعمی فانت حر قال فلما ان خرج الناس عام
عینین جبل بجبال احد بینه و بینه واد خرجت مع الناس الے القتال فلما اصطفوا
للقتال خرج سباع فقال ہل من مبارز قال فخرج الیہ حمزة بن عبد المطلب فقال
یا سباع یا ابن ام انمار مقطعة البظور اتحاد اللہ و رسولہ قال ثم شد علیہ فکان کامس
الذاہب قال وکمنت لحمزة تحت صخرة فلما دنا منی رمیتہ بحربتی فاضعہا فی ثنتہ حتی
خرجت من بین ورکیہ قال فکان ذلک العہد بہ فلما رجع الناس رجعت معہم فاقمت
بمکة حتی فشا فیہا الاسلام ثم خرجت الی الطائف فارسلوا الے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم رسلا فقیل لی انہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یہیج الرسل قال فخرجت معہم حتی
قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رآنی قال انت وحشی قلت نعم قال
انت قتلت حمزة قلت قد کان من الامر ما بلغک قال فہل تستطیع ان تغیب وجہک
عنی قال فخرجت الحدیث اور اصابہ فی احوال الصحابہ میں مرقوم ہے وحشی بن
حرب الحبشی ابو وسمة وہو من سودان مکة وہو مولی لطعیمة بن عدی وقیل
مولی لجبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی النوفلی قاتل حمزة بن
عبد المطلب یوم احد وشرک فی قتل مسیلمة الکذاب یوم الیمامة وکان یقول قتلت
خیر الناس فی الجاہلیة وشر الناس فی الاسلام اور بھی اصابہ میں بعد چند سطر کے
ذیل قصہ قتل حضرت حمزہ اور آزاد ہونے وحشی کے جو صحیح بخاری سے منقول
ہوا مرقوم ہے فلما خرج وفد اہل الطائف الے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لیسلموا ضاقت علی الارض وقلت الحق بالشام او بالیمن او ببعض البلاد فانی
لفی ذلک اذ قال لی رجل ویحک انہ واللہ ما یقتل احدا من الناس دخل

فی دینہ فلما قال لی ذلک خرجت حتی قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فلم یرعہ الا وانا قائم علی راسہ اشہد شہادۃ الحق فلما رآنی قال وحشی قلت نعم قال اقعد فحدثنی کیف قتلت حمزۃ فحدثتہ کما حدثتکما فلما فرغت من حدیثی قال ویحک غیب وجہک عنی فلا اراک فکنت اتنکب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث کان فلم یرنی حتی قبضہ اللہ تعالی انتہی بقدر الحاجۃ ہرگاہ بسند حدیث صحیح بخاری جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہی اور بروایت اصابہ جو نہایت درجہ کی معتبر کتاب اہلسنت کی مذہب کی ہے آنحضرت کا نہ دیکھنا وحشی کو مدۃ العمر اور باوصف اداء شہادت کے وحشی پر تاکید چھپانی منہ اور دور ہو جانے کی مجلس حضوری سے کرنا ثابت ہوا معلوم ہوا کہ یہہ لکھنا بعضے اعیان کا اور جو روافض لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وقت ایمان لانے کے نظر رحمت سی نہ دیکھا کہ مجھکو اپنے چچا کا قتل یاد آتا ہی سراسر پوچ ہے کیونکہ خلاف مقتضای نص قرآن ہے حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنونکا نہایت لالچ رکھتے تھے اور اونپر مثل پدر بزرگوار کے زیادہ مہربان تھے الخ) جس سے یکسر غلط ہونا قصہ وحشی کا مفہوم ہے مبنی ہے اوپر ناواقفی کے علم حدیث واسمائے رجال سے اور نحواے حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم سے جو استدلال اوپر تکذیب قصہ وحشی کی صاحب تحریر نے فرمایا وہ تمام نہین جب تک مبذول رحمت محمدی ہونا عامہ مومنین کا ہر آن وہر زمان مین کلیۃً ثابت نکیا جاوی اور امتناع محبوبیت ومبغوضیت شخص واحد کا آن واحد مین دو حیثیت

مختلف ہے کہ کسی شئین ثبوت نہو حالانکہ واسطے نقض کلیت مرحومیت عامہ کے

مؤمنین کے فی کل الآن آیۂ ولا تأخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ جو بحق زانی و زانیہ

کہ بمذہب اہل سنت مصداق مؤمن و مؤمنہ ہی وارد ہے اور قصہ کعب بن

مالک کا جو صحیح بخاری مین مذکور ہے اور آیۂ وعلی الثلثۃ الذین خلفوا اوسپر دال

ہی کافی ہے مخصوص ہونا اہلبیت خیر البریہ و عترت نبویہ کا ساتھہ بسیاری حقوق

کے جسکا ادا کرنا تمامی امت اجانب حضرت رسالت پر واجب و لازم ہے اور

بہ نسبت جملہ عالم کے زیادہ مستحق محبت و موالاۃ ہونا اون بزرگون کا اور مختص

ہونا اون حضرات کا ساتھہ بیشتر خصائص عظیمہ و کرامات و فضائل فخیمہ کے جسمین غیر کو

اصلا شرکت نہین متفق علیہ کافۂ اہل سنت ہے اور یہہ اختصاص وال ہے پر کمال

عظمت اون حضرات والا منقبت کے ہے چنانچہ منہاج السنہ مین مرقوم ہے

لاریب ان لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقا علی الامۃ لا یشرکہم فیہ غیرہم و یستحقون

من زیادۃ المحبۃ والموالاۃ ما لا یستحقہ سائر بطون قریش انتہی بقدر الحاجۃ اور

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اہلبیت رسالت کو ساتھہ

حضرت نبوت کے باعث کمال رفعت کے پانچ امر مین مساوی گردانا ایک تو

قعدہ نماز مین بعد تشہد کے پڑھتے ہین اللہم صل علی محمد و علی آل محمد پس جیسا کہ تمامی

مصلیان نماز مین درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتے ہین آل حضرت رسالت

پر بھی مبلغ درود ہوتے ہین دوسرے سلام مین تشہد مین جملہ السلام علیک

ایہا النبی موجود ہے اور قرآن پاک مین السلام علیک آل یس وارد ہے یعنی

سلام ہوجیو اوپر آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے طہارت مین

ف عترت اہلبیت کے ساتھ امر مساوی انبیاء پانچ ہیں ۱۲

فرمایا اللہ جل شانہ نے بشان رسول مقبول صلعم یعنے ای طاہر تو اہلبیت کی شان مین
ارشاد کیا ویطہرکم تطہیرا جو تھے حرام ہوئے مین صدقے کے کہ جیسا صدقہ لینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہوا ویسا ہی آل آنحضرت پر بھی پانچوین
محبت مین آیہ فاتبعونی یحببکم اللہ ترغیب محبت نبوی مین نازل ہوئے تو آیہ
قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی بتاکید وجوب محبت آل رسول اللہ
بھیجے گئے فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین قال
الفخر الرازی جعل اللہ اہل بیتہ مشارکین لہ فی خمسۃ اشیاء فی المحبۃ وتحریم الصدقۃ
والطہارۃ والسلام والصلوۃ ولم یقع ذلک لغیرہم انتہی اور یہہ وجوب محبت و
مراعات تعظیم واحترام اہلبیت اور مخصوص ہونا ان حضرات کا ساتھہ خصائص مذکورہ
کے مختص ساتھ اتقیاء اور صلحاء اہلبیت کے نہین ہے علی ہذا مخصوص بہ قرابتمندان
قریبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے بلکہ عامہ سادات و ذریات حضرت
رسالت جو قیامت تک ہوتے جائینگے خواہ صالحین ہون خواہ طالحین خصائص
مذکورہ کے ساتھہ اختصاص رکھتے ہین اور تمامی امت محمدیہ پر عموما لحاظ تعظیم و
احترام عامہ سادات کا کہ اہلبیت و آل رسول ہین لازم و ضرور ہے البتہ اسقدر فرق
صالحین وطالحین مین ہے کہ جو آل رسول منجملہ صلحا ہین اونکو بکل الوجوہ محبوب
و معظم جاننا چاہیئے اور جو فاسق و فاجر ہون تو اونکو من حیث اعمال و افعال ذمیمہ
کے تو مبغوض رکھنا چاہیئے ولیکن بہ حیثیت آل رسول ہونیکے لحاظ تکریم کا اونکے
رکھنا چاہیئے چنانچہ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی تحت شرح قول صاحب
۱۵ مواہب لدنیہ ما نصہ (وفرض محبۃ جملۃ اہل بیتہ المعظم وذریتہ) کے لکھتے ہین

اما المبتلی بکراتہ بعضہم لمعنی فیہ فیجب علیہ السعی فی اسباب محبتہ من حیث قربہ لہ
علیہ السلام وان کرہ وقوع المعصیۃ منہ انتہی آ علے مناقب آل رسول مقبول
سے یہہ ہے کہ بعضے روایات مین محفوظ رہنا اون بزرگون کا دخول نار سے
للابد والدوام آیا ہے جس سے حسب تصریح بعضے اکابر علماء کے مامون ہونا
ذریۃ نبوی کا سوء خاتمت سے مفہوم ہے اور بعضے محققین نے آیۂ تطہیر سے بھی
ایماء اس امر کا سمجہا ہے ہرچند اس امر کا ثبوت اولاً کلیۃً عسیر ہے ثانیاً دلائل اسکی
مثل دلائل امور اعتقادیہ کے قوی وظاہر الدلالۃ نہین ہین ولیکن چونکہ اکثر
نصوص سے ایماء اشعار اسکا ہوتا ہے اور دوسرے نصوص جلیہ سے عامۂ
اہلبیت نبویہ کا مخصوص بفضائل کثیرہ اور مہبط اکرام الٰہی بوجوہ عدیدہ ہونا
ثابت ہے مقتضاے حسن ظن تسلیم ہے کما ہو شان ارباب الفضل والتکریم اب
بعضے عبارات معتبرات کی بسند امور مذبورہ نقل کرتا ہون منہاج السنۃ مین مرقوم
ہے ثبت اختصاص بنی ہاشم بتحریم الصدقۃ علیہم وکذلک استحقاقہم من الفیئ
عند اکثر العلماء وبنو المطلب معہم فی ذلک فالصلوۃ علیہم من ہذا الباب فہم
مخصوصون باحکام لہم علیہم وہذہ الاحکام ثبت لکل واحد منہم وان لم یکن رجلا
صالحا بل کان عاصیا انتہی بقدر الحاجۃ اسعاف الراغبین مین مرقوم ہے
وقد صرح العلماء بانہ ینبغی اکرام سکان بلدہ صلے اللہ علیہ وسلم وان تحقق منہم
ابتداع اونحوہ رعایۃ لحرمتہ جوارہ صلے اللہ علیہ وسلم فما بالک بذریتہ الذین ہم
لبضعۃ منہ ولو کان بینہم وبینہ وسائط وقدروے فی قولہ تعالے وکان ابوہما
صالحا ان الاب الذی حفظا من اجلہ کرامتہ لہ کان سابعا اوتاسعا فینبغی ان

بعض روایات مین محفوظ رہنا اہلبیت کا دخول نار سے للابد والدوام

الفاسق من اہل البیت وان کان یبغض من حیث فعلہ یحب ویحترم من حیث
قرابتہ منہ صلے اللہ علیہ وسلم انتہی بقدر الحاجۃ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی
جذب القلوب مین بعد بیان وجوب تعظیم واحترام سکان مدینۂ مطہرہ کے افادہ
فرماتے ہین وآنچہ منزلت اقدام در رعایت این ادب واجب الاہتمام است
حال بعضے اشراف وخدام ست کہ بہ بعضے بدعتہا وتقصیرہا منسوب اند در ایشان
نیز بملاحظہ نسبت قرابت وجوار شریف نظر بعین حقارت نکنند وجز بعین تعظیم واجلال
ننگرند واعتقاد کنند کہ بدان در ضمن نیکان مغمور ومستور اند واز ملاحظہ سر منشاء
قول حضرت رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ در شان اہل بدر با وجود صدور
بعضے تقصیرات از بعضے ایشان غافل نباشند ودر مقام خطاب طریقۂ بشاشت
وحسن تحیت ولین کلام از دست ندہند وسرشتۂ استحضار نسبت قرابت و
شرف جوار فرو نگذارند واز سب وشتم وغلظت خود را باز دارند زیرا کہ ولد عاق
از بعضے احکام مثل استحقاق ارث وصحت نسب بیرون نرود وظن جمیل در
صدیق وفاروق وغیر ایشان از صحابہ رضی اللہ عنہم آنست کہ در آنچہ متعلق
بحق ایشان ست جز عفو وصفح از اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جائز ندارند ولوم ایشان
نکنند وار وحق را باہل آن گذارد وشفاعت محمدیہ اگر در اہل جنایت از اہل بیت
نبوت کہ ارادت حضرت صمدیت بہ تطہیر ایشان از رجس رفتہ است در کار نشود
بہتر ازین کدام محل خواہد یافت وبعضے از مشایخ ازین آیت چنان فہم کردہ
اند کہ ہیچ یکے از ایشان از دار دنیا بیرون نیاید تا اول از دنس ورجس
معنوی بمرض ومانند آن مطہر نگردد انتہی ترجمۂ کلام بعضے از علمای مکۂ معظمہ

در کتابیکه در آداب زیارت تصنیف کرده است بعبارته وکلام سید سمهودی وغیرا و در محل رعایت این ادب بدان موافق ست واللہ اعلم انتہی اور بحث مرجو و مظنون ہوئے حسن خاتمت سادات کو علامہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے مناقب السادات مین اور فاضل میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سند السعادت فی حسن خاتمۃ السادات مین باشباع تمام بہ نقل ادلہ لکہا ہے مگر اکثر مقدمات اون ادلہ کے از قبیل خطابیات غیر قابل اثبات اعتقادیات ہین اور احادیث بہی جو منقول ہین بیشتر عند المحدثین مخدوش و مجروح ہین البتہ علامہ سید نور الدین علی سمہودی کا رسالہ جواہر العقیدین فی فضل الشرفین اون دونو رسالونسے زیادہ حاوی ادلۂ احادیث اور مثبت مدعا اور کاشف مرام بالکشف الحثیث ہے من شاء فلیرجع الیہا ہرچند جسقدر فضائل اہلبیت معرض تحریر مین آئی اون سب مین حضرت فاطمہ و امام حسن و امام حسین و علی مرتضی رضی اللہ عنہم بہی شریک ہین مگر چونکہ یہہ چارون بزرگ منجملہ عامۂ اہلبیت کے مزید شرف و علو رتبت کے ساتہ مخصوص ہین جیساکہ اشعۃ اللمعات سے سابقاً نقل کیا گیا اور بہی بعضے اعیان اکثر فضائل مختصہ ان حضرات سے انکار اور یہ درپیشی تقاریر غیر مقبولہ عند النحاریر جدال و تکرار فرماتے ہین لکہنا بعضے فضائل خاصہ ان بزرگان کا بسند کتب معتمدۂ اہلسنت انسب معلوم ہوا مگر چونکہ مناقب مخصوصہ حضرت علی مرتضیٰ بقدر حاجت صدر مین زیب قرطاس ہو چکے اور شبہات متعلقہ اوسکے اوسی محل پر دفع کیہی گئی بنا بر علیہ اس جگہہ صرف ابراز بعضے محامد بقیہ حضرات ثلثہ کی حاجت رہ گئی وہ معرض تحریر مین آتے ہین اور بہ پیش ناظرین ہوتے ہین مقصد ہشتم

بیان فضائل حضرت فاطمہ زہرا

**بیان فضائل فاطمہ زہرا مین** آپکا اسم مبارک جو فاطمہ مشہور ہے تنقیح اوسکی معنے کے اور وجہ لتسمیہ حسب تصریح علماء محققین یہہ معلوم ہوتی ہے کہ لفظ فاطمہ مشتق ہی فطم سے ہے جسکے معنے ہین منع کرنا اور باز رکھنا طفل کا شیر سے پس معنی لفظ فاطمہ کے کہ صیغۂ اسم فاعل مونث ہے مانعہ و بازدارندہ ہوی اور بعضے احادیث مین وارد ہوا ہے کہ اللہ جل شانہ نے آپکو اور آپکے ذریات اور محبان کو دخول نار سے محفوظ رکھا ہے بنابرعلیہ چونکہ ذات مبارک آپکے موجب منع و باز رکھنے اپنی ذریات اور محبان کے نار سے ہوئی لہذا آپکا نام فاطمہ ہوا چنانچہ مواہب لدنیہ اور شرح فقہ اکبر لملا علی قاری مین مرقوم ہے

انما سمیت فاطمۃ لان اللہ قد فطمہا و ذریتہا عن النار یوم القیامۃ اخرجہ الحافظ

الدمشقی و روے الغسانی مرفوعا انما سمیت لان اللہ تعالی فطمہا و محبیہا عن النار الحدیث باقی محدثین نے ان دونون حدیثونکی صحت و ضعف مین جو کچہ کلام کیے ہین اور یہی یہہ امر کہ مراد ذریات سے اس حدیث مین تمامی بنی فاطمہ ہین یا صرف حضرات حسنین و صلبی بنی فاطمہ اور ذریات و محبان کا آپکے دخول نار سے محفوظ رہنا جو ان دونو حدیثون سے سمجہا جاتا ہے اوس سے مراد منع دخول نار بسبیل خلود جو خاصۂ کفار ہے ہی یا مطلق منع مقصود ہے کتب مبسوطۂ حدیث و سیر مین موجود ہے اور تحقیق ان امور کی بقدر حاجت مینے رسالۂ رفع الارتیاب مین درج کی ہے چونکہ ایراد اون مباحث کا مستوجب طوالت کلام تہا اور یہی مقصود اس مقام مین صرف بیان بعضے فضائل حضرت فاطمہ زہرا ہے نہ تسطیر مباحث دقیقۂ معرکہ آرا و نحاریر علماء لہذا اون مباحث کو قلم انداز کیا

منجملہ القاب شریفہ آپکے بتول ہے جو مشتق ہی بتل سے بمعنی انقطاع کی چونکہ
آپ زنان زمانہ سے فضل اور دین اور حسب ونسب مین منقطع اور یکتا
تہین اور آپکو علائق دنیا اور ماسوی اللہ سے انقطاع حاصل تہا یہ امر موجب
اس لقب کا ہوا چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین سمیت بتولا
لانقطاعہا عن نساء زمانہا فضلا ودینا وحسبا ونسبا وقیل لانقطاعہا عن الدنیا
انتہی اور منجملہ القاب مشہورہ آپکی زہراء ہے جو مشتق ہی زہرہ سے بمعنی جمال
وحسن کی آپکا غایت درجہ حسینہ وجمیلہ وذی بہجت ونضرت ہونا منشا اس
لقب کا ہوا سوا اسکے اور بہی اکثر القاب شریفہ آپکے ہین کہ وہ سب دلالت
کرتے ہین آپکے عظمت مرتبت وجلالت قدر پر چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہی
فاطمہ زہرا کنیت وی ام محمد والقاب وی مبارکہ وطاہرہ وزاکیہ وراضیہ ومرضیہ
وبتول ست انتہی حدیث صحیح مین جو صحیح بخاری ومسلم مین موجود ہی وارد
ہے کہ آنحضرت نے آپکو سیدۃ نساء اہل الجنۃ یعنی سردار زنان جنت فرمایا
اور بہ تصریح علمای محققین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکو تمام اہل سے زیادہ
دوست رکھتے تھے اسیوجہ سے جناب رسول مقبول کا معمول تہا کہ جب
سفر تشریف لیجاتی تھے سب کی بعد حضرت فاطمہ سے رخصت ہوتی تھے
اور جب سفر سے تشریف لاتی تھے سب کی پہلے حضرت فاطمہ سے ملتی تہی چنانچہ
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین ضمن احوال حضرت فاطمہ کے لکہتے ہین وکانت
احب اہلہ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا اراد سفرا یکون آخر عہدہ بہا واذا قدم
کان اول ما یدخل علیہا انتہی اور صحیح بخاری ومسلم مین موجود ہی فاطمۃ

بضعتہ منی فمن اغضبہا اغضبنی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ میری
جگر کے ٹکڑا ہے پس جسنے غضب دلایا فاطمہ کو اوسنے غضب دلایا مجھکو اور بعضی
روایت مین ایسا بھی وارد ہی کہ جسنے فاطمہ کو اذیت دی اوسنی مجھے اذیت
دی اور حضرت فاطمہ راہ و روش و طریقہ و صورت و سیرت وغیرہ مین آنحضرت
کے ساتھہ بہت مشابہ تھین حدیث صحیح مسلم مین جملہ فجارت فاطمہ تمشی کان مشیتہا
مشیتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک روایت مین ماتخطی مشیتہا من مشیتہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہی جس سے آپکی رفتار کا غایت درجہ شبیہ
رفتار رسول اللہ ہونا ثابت ہی صحیح مسلم وغیرہ مین جو قصہ مرض الموت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین مروی ہی کہ تمامی ازواج مطہرات آنحضرت
کے پاس بیٹھی تھین کہ حضرت فاطمہ تشریف لائین آپ اونکی آنیسے بہت
خوش ہوئے مرحبا فرماکر اپنی متصل بٹھلایا اور کچھہ سرگوشی حضرت فاطمہ سے
فرمائی جس سے آپ رونی لگین دوسرے بار کچھہ اور آہستہ سی فرمایا جس سے
آپ ہنسنی لگین اور حسب بیان حضرت فاطمہ پہلے بات خبر رحلت نبوی تھی
اور دوسری بات جلد اور سب کی پہلی پہونچنا آپکا حضور نبوی مین یا بیان
فضائل کا آپکے تھا اوس سے بہی کمال رتبت اور عظمت اور محبوبیت حضرت
سیدہ کی بحضرت رسالت ہویدا ہی احادیث مین وارد ہوا ہی کہ جب حضرت
فاطمہ آپکے پاس آتی تھین آپ کھڑے ہوجاتی تھے اور پکڑ لیتے تھی ہاتہ حضرت
فاطمہ کا اور بوسہ دیتی تھے پیشانی مبارک حضرت سیدہ پر اور بٹھلاتے تھی انکو
اپنی جگہہ پر اور یہی معمول حضرت فاطمہ کا وقت تشریف بری آنحضرت کے

پاس اونکی تھا سنن ابی داؤد مین جو منجملہ کتب معتبرہ حدیث اور یکی از صحاح
ستہ ہی یہہ سب کیفیت بروایت حضرت عائشہ کے مروی ہے وہ حدیث ابوداؤد
کی یہہ ہے عن عائشۃ قالت ما رأیت احدا کان اشبہہ سمتا وہدیا ودلا وفی روایتہ
حدیثا وکلاما برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام
الیہا فاخذ بیدہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت
بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا الحدیث اس حدیث سی بروایت حضرت عائشہ
کے ثابت ہوگیا کہ جب حضرت فاطمہ تشریف لاتی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اونکے واسطے کھڑے ہوجاتے اور ہاتھہ پکڑ لیتی اور بوسہ لیتے اور اپنی
جگہہ پر بٹھلاتے تھے اس سے کمال محبت آنحضرت کی ساتھہ حضرت فاطمہ
کے ثابت ہوئی اور عظمت رتبت حضرت فاطمہ ظہور مین آئی کہ یہہ کھڑا ہونا
آنحضرت کا ہرچند بہ ولولہ محبت ہو مگر خالی تعظیم سے نتھا ضرور آپکو اس قیام
سے علاوہ اظہار محبت کے اظہار عظمت وتنویہ شان حضرت فاطمہ بھی منظور
تھا پس اس قیام کو بالکل قیام محبت کہنا اور مطلقاً دال اوپر تعظیم وتبجیل حضرت
فاطمہ کی سمجھنا خلاف ظاہر ومستبعد ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین ضمن
اثبات جواز قیام تعظیمی واشعار بہ بعض ادلہ جواز اوسکی افادہ فرماتی ہین پوشیدہ نماند کہ قیام آنحضرت
مر فاطمہ را وقیام وی رضی اللہ عنہا مر آنحضرت را سابقاً معلوم شد وتاویل آن
کہ آن قیام محبت واقبال بود نہ تعظیم واجلال خالی از بعدی نیست انتہی اس
عبارت حضرت شیخ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کا کھڑی ہونا وقت تشریف لانے
حضرت فاطمہ کے خالی اظہار عظمت اور تعظیم واجلال حضرت فاطمہ سے تھا اوسکی

تاویل ساتھہ صرف قیام محبت واقبال کے کرنا جیساکہ بعضے اہل زمانہ
کرتے ہین خالی بعد اور تکلف اور تصلب وتعصب سی نہین ہے اللہم نجنا
من شرور انفسنا وثبت اقدامنا علے معرفۃ عظمۃ اہل بیت نبینا الذی لولاہ
ما اہتدینا حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابتدا ر زمانہ نبوت
مین ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانۂ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے
اور کفار قریش متصل اوسکے جمع تھے اوسوقت ابوجہل کے کہنے سے عقبہ
بن ابی معیط گیا اور ایک جگہہ اونٹ ذبح ہوا تہا اوسکا خون وغیرہ نجاسات
کو لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے مین تھے کہ اوسکو پشت مبارک پر درمیان
دونو مونڈھون کے رکھدیا اور تمامی کفار جو موجود تھے باہم خوب ہنسی اور
ایک دوسری پر ماری خوشی کے ہنستے ہنستے جھکنے اور قریب گرنے کے
ہونی لگی اور آنحضرت نے سجدے مین دیر فرمائی اور علی حالہ سجدے مین
رہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کی ہمت خوف کفار سے مقتضے نہین
ہوتی تھی کہ اوس نجاست کو پشت مبارک نبوی سے دور کرین کہ اس اثنا
مین کسینے حضرت فاطمہ کو خبر کی وہ باوجودیکہ کم عمر تہین یہ حال سنکر تشریف
لائین اور نجاست کو پشت پدر بزرگوار سے دور فرماکر کفار کی طرف رخ کیا
اور ان بدبختون کو گالیان دینی لگین اوسوقت اللہ جلشانہ نے ایسا
رعب آپکا قلوب کفار مین ڈالا کہ کوئی کچھہ آپکے ساتھہ تعرض نہ کرسکا حالانکہ
آپ محض کم عمر تہین آپکے بہکانے کیواسطے تخویف وتہدید زبانی کافی تھی
مگر کسی کافر سے اوسوقت کچھہ نہوسکا اس روایت سے کمال عالی ہمتی

قصہ دور کرنا حضرت فاطمہ کا نجاست کو پشت رسول اللہ سے اور سب وشتم کرنا کافرونکا اور مرعوب ہوجانا کفار کا

وشرافت وکرامت حضرت فاطمہ کے ظاہر ہوئی تہذیب ایکبار حقیر نے اس روایت کو مجلس وعظ مین بیان کیا تھا جسمین بعضے شیعہ شریک تھی اوسپر بعضی اعیان نے بعد برخاست مجلس کے یہہ فرمایا تہا کہ قصہ حضرت فاطمہ کا شاید بہ خاطر واشت فلان کے آپنے بیان کیا جسکا حقیر نے جواب دیا تہا کہ معاذ اللہ یہہ کیا کلام ہے میری یہہ شان نہین کہ بہ خاطر کسی کے اپنی دل سے ایک قصہ گڑہ کر بیان کرون یہہ روایات کتب معتبرہ مین موجود ہے اور رم تسیم ضمیر تھی مین نے بیان کی آوسپر تبسم کرکے فرمایا کہ بہلا اوسوقت حضرت فاطمہ کے یہہ عمر کہان تہی کہ وہ ایسا کرین اوسپر مین نے جواب دیا کہ یہی تو لطف ہے کہ باوجود کم سنی کے یہہ جلاوت آپ سے ظاہر ہوئی اور خدا نے آپکا رعب قلوب کفار مین ڈال دیا اوسپر معترض ممدوح ساکت ہوئی مگر قرائن حالیہ ومقالیہ سے ممدوح کی عدم تسلیم صحت قصہ نمایان رہا لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس مقام مین اس روایت کے کتب معتبرۂ اہل سنت مین موجود رہنے کا نشان بخوبی تمام معرض تحریر مین آجاوے تاکہ مثل معترض ممدوح کے دوسرا کوئی بہی باعث ناواقفی ولاعلمی کے انکار اس قصۂ صحیحہ کا دم نہ بہری اور گرفتار بلاے مودا ے مقولہ ؎ وکم من عائب قولاً صحیحا وآفتہ من الفہم السقیم نہوئی تپس واضح رہے کہ یہہ قصہ حضرت فاطمہ کا فصل اول باب المبعث وبدء الوحی مشکوۃ شریف مین صحیحین سے بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعود کے منقول ہے جسکا جی چاہے مشکوۃ شریف چھاپہ دہلی کے صفحہ (۵۳۲) کو دیکھ لی یہہ حدیث اوسمین موجود ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے

نشان روایت مبرہن حضرت فاطمہ سے کفار کی اور رعب بہی اون معلوم ہوتا کتب معتبرۂ اہلسنت مین بنظر ازالہ شبہہ بعض اہل زمانہ

اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ مین بعد شرح حدیث قصۂ حضرت فاطمہ کے
یہہ عبارت لکھتے ہین ودرین قوت ہمت فاطمہ وشرف وکرامت اوست کہ
باوجود صغر سن برروے ایشان راد شنام کرد وایشان را مجال تعرض نبود
نشد انتہی جسکو تصحیح نقل منظور ہو وہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم چہاپہ مصطفائی
محمد حسین خان جو ۱۲۸۳ھ ہجری مین طبع ہوئی ہے صفحہ (۲۸۰) سطر (۳) مین
دیکہہ لے اور متعلق اسی قصے کے ایک روایت صحیح مسلم کے نقل کیے دیتا ہون
جسمین حضرت فاطمہ کا کم سن ہونا مصرح ہے ساتھہ اسکے یہہ بہی بصراحت
موجود ہے کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہین جسوقت کفار نے خون وغیرہ
نجاسات پشت مبارک آنحضرت پر ڈالا مین کہڑا دیکہہ رہا تہا اگر مجہے قوت
ہوتی تو مین اوسکو پشت مبارک سے دفع کرتا ولیکن بخوف کفار اور نہو نے
معین ومددگار کے ناچاری تہی اوسوقت کسی نے حضرت فاطمہ کو خبر کی اور آپ
نے تشریف لاکر اوس نجاست کو بہی پشت مبارک سے دفع کیا اور کفار کو
سخت ودرشت بہی فرمایا اور کوئی کچہہ تعرض نہ کرسکا اور وہ روایت صحیح مسلم
کے معہ سند یہہ ہے حدثنا عبد اللہ بن عمر بن محمد بن ابان الجعفی قال نا عبد الرحیم
یعنی ابن سلیمان عن زکریا عن ابی اسحٰق عن عمرو بن میمون الاودی عن
ابن مسعود قال بینما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل
واصحاب لہ جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جہل ایکم یقوم الے سلا جزور بنی
فلان فیاخذہ فیضعہ فے کتفی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اذا سجد فانبعث اشقی القوم
فاخذہ فلما سجد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وضعہ بین کتفیہ قال فاستضحکوا وجعل

بعضهم يميل على بعض وانا قائم انظر لو كانت لي منعة طرحته عن ظهر رسول الله
صلى الله عليه وسلم والنبي صلى الله عليه وسلم ساجد ما يرفع راسه حتى انطلق
انسان فاخبر فاطمة فجاءت وهي جويرية فطرحته عنه ثم اقبلت عليهم تسبهم الحديث
یہہ حدیث صحیح مسلم کے باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین
والمنافقین مین موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور ارشاد الساری شرح
صحیح بخاری جلد اول چھاپہ نولکشور کے صفحہ (۳۸۹) مین بھی یہہ قصہ بوضاحت
تمام معہ تصریح کم سنی حضرت فاطمہ کے موجود ہی یعنی عبارت اوسکی بھی بغرض
اتمام حجت نقل کرتا ہون حدثنا احمد بن اسحق السورماری قال حدثنا عبید اللہ بن
موسی قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن عمرو بن میمون عن عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم حال کونہ یصلی عند الکعبۃ
وجمع من قریش فی مجالسھم اذ قال قائل منھم الا تنظرون الی ہذا المرائی یتعبد
فی الملا دون الخلوۃ ایکم یقوم الی جزور آل فلان فیعمد الی فرثھا ودمھا وسلاھا
فیجیئ بہ ثم یمھلہ حتی اذا سجد وضعہ بین کتفیہ فانبعث اشقاھم وھو عقبۃ بن ابی
معیط فجاء بہ فلما سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضعہ بین کتفیہ وثبت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا فضحکوا حتی مال بعضھم الی بعض من الضحک فانطلق
منطلق قال الحافظ ابن حجر یحتمل ان یکون ھو ابن مسعود رضی اللہ عنہ الی فاطمۃ
رضی اللہ عنہا وھی یومئذ جویریۃ صغیرۃ السن فاقبلت تسعی وثبت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ساجدا حتی القتہ ای الذی وضعوہ عنہ واقبلت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا
علیہم تسبھم انتہی ملخصا ہرچند فضائل حضرت فاطمہ کے کتب حدیث وسیر مین بکثرت

مسطور ہین ولیکن اس رسالی مین اختصار مدنظر ہے لہذا اسیقدر پر قصر کرتا ہون **تتمۂ کلام** علمای اہلسنت کو خلاف ہی اس امر مین کہ حضرت عایشہ افضل ہین حضرت فاطمہ سے یا حضرت فاطمہ کا رتبہ زیادہ ہے حضرت عایشہ سی بعضے علمار حضرت عایشہ کو افضل سمجھتے ہین حضرت فاطمہ سے باین دلیل کہ حضرت عایشہ بہشت مین رسول اللہ کے ساتھہ رہینگے اور حضرت فاطمہ حضرت علی کے ساتہ اور لامحالہ مقام ومکان رسول اللہ کا اعلی واشرف ہوگا مکان سے حضرت علی مرتضی کے ولیکن یہہ استدلال عند المحققین مخدوش ہی صحیح وقابل قبول نہین ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح زرقانی مین ہے واحتج من فضل عایشۃ رضی اللہ عنہا علی فاطمۃ بانہا فی الآخرۃ فی الجنۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدرجۃ التی ہی اعلی الدرجات وفاطمۃ رضی اللہ عنہا مع علی ولاحجۃ فی ہذا والالزم انہا وبقیۃ ازواجہ افضل من سائر الانبیار والمرسلین لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلی درجۃ فی الجنۃ من الجمیع وہو خلاف المعلوم من الدین بالضرورۃ ومن ثم قال فی الفتح و فسادہ ظاہر انتہی ملخصا بقدر الحاجۃ اور بتقدیر تسلیم استدلال جواب باینطور دیا گیا ہے کہ جیسا کہ حضرت عایشہ کی معیت ساتہ رسول اللہ کے جنت مین معلوم ہے معیت حضرت فاطمہ کے بہی ثابت ہی آگیلی کہ بعضے احادیث مین وارد ہوا ہی کہ فرمایا آنحضرت نے خطاب کرکے حضرت فاطمہ سی کہ مین اور تم اور حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام جنت مین ایک مکان اور ایک مقام مین رہینگے اور بعضے علمانی بحیثیت کثرت علم اور حصول ملکۂ اجتہاد فی المسائل کی حضرت

عایشہ کو افضل لکھا ہے اور نظر بشرف ذات و نسب و طہارت طینت کے
حضرت فاطمہ کو افضل کہا ہے اور بعضون نے مساوات کے جانب میلان
کیا ہے اور اکثر علماء حنفیہ و بعضے شافعیہ مائل بہ توقف ہین مگر امام سبکی نے
افضلیت حضرت فاطمہ پر جزم کیا ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح
زرقانی مین مرقوم ہے وقد سئل السبکی الکبیر فقال فی الجواب والذی نختار
وندین اللہ بہ ان فاطمۃ بنت محمد افضل ثم امہا خدیجۃ ثم عایشۃ قال والخلاف
شہیر ولکن الحق احق ان یتبع انتہی اور امام مالک کا قول مشہور ہی کہ جب
اون سے یہہ مسالہ دریافت کیا گیا جواب دیا فاطمۃ بضعۃ من النبی صلے اللہ
علیہ وسلم ولا افضل علی بضعۃ النبی احد یعنے حضرت فاطمہ رسول اللہ کے
جگر کی ٹکڑا ہین اور رسول اللہ کے ٹکرہ جگر پر مین کسی دوسرے کو فضیلت
نہین دی سکتا علی ہذا علامۂ جلال الدین سیوطی نے افضلیت حضرت فاطمہ
کو اصح الاقوال لکھا ہے اور فاضل زرقانی نی شرح مواہب مین اوسکی تقویت
کی ہے عبارت اونکی تحت اس عبارت مواہب کے (وافضلہن خدیجۃ وعایشۃ
الخ) والصواب کما قال السیوطی القطع بتفضیل فاطمۃ علیہما وصححہ السبکی انتہت
بقدر الحاجۃ تحقیق وتفصیل اس مبحث کی تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث
دہلوی مین بقدر ضرورت مسطور ہی بعضے عبارات اوسکی نقل کرتا ہون وہی
ہذہ فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ این حدیث دلالت دارد بر فضل فاطمۂ زہرا بر
تمامۂ نساء مومنات کہ عنوان نساء اہل جنت شامل ایشان ست حتی از مریم بنت
عمران وعائشۃ وخدیجہ کذا ذکر السیوطی و در بعضے احادیث تفضیل فاطمۂ زہرا

مطلق واقع شده چنانچه این حدیث وامثال آن و در بعضے احادیث مریم را
رضی الله عنها از عموم نسا که زهرا رضی الله عنها را بر ایشان تفضیل داده است
استثنا کرده واین احتمال مساوات وعکس نیز دارد و در جاے دیگر فرموده
که افضل نساء فاطمه وخدیجه وعایشه ومریم وآسیه است وظاهر این حدیث مساوات
یا توقف ست و در حدیثے دیگر آمده که فاطمه درین امت مثل مریم ست در قوم
خود یعنی فاضل تر از غیر خود و تواند که اختلاف این اخبار بجهت تدرج اطلاع
آنحضرت بود صلے الله علیه وآله وسلم بر افضلیت فاطمه بوحی واعلام پروردگار
تا آخر عموم افضل وے بر تمامه نساء عالم ثابت شده والله اعلم وبعضے از علما عایشه
را افضل نهند بر فاطمه از جهت آنکه وے با پیغمبر در بهشت باشد وفاطمه با علی ولابد
مقام ومکان پیغمبر اعلے وارفع واشرف باشد از مقام علی ولیکن در احادیث
واقع شده است که با فاطمه خطاب کرده گفت که من وتو وعلی وحسن وحسین در
یک مکان ویک مقام خواهیم بود ونیز میگویند که عایشه مجتهده بود ودر زمان
خلفاء اربعه فتوی میداد وگویند که عایشه بعد از خدیجه افضل نساء عالم ست
سیوطی در فتاوی میگوید که درینجا سه مذهب ست واصح مذهب آنکه فاطمه
رضی الله عنها افضل ست از عایشه وبعضے بمساوات رفته اند وبعضے در توقف
مانده وبسیاری از علماء حنفیه وبعضے از شافعیه بر توقف مائل تر اند ودر بعضے
احادیث آمده است که افضل واکمل نساء عالم مریم بنت عمران وفاطمه بنت
محمد صلے الله علیه وآله وسلم وآسیه امراة فرعون ست شیخ ابن حجر عسقلانی میفرماید
که درینجا تصریح است بافضلیت فاطمه زهرا از عایشه صدیقه رضی الله عنهما

ومراد بہ نسار در حدیث فضل عائشہ علی النسار کفضل الثرید علی غیرہ من الطعام کہ دلیل افضلیت عائشہ است غیر نسار اربعہ مذکورہ باشد جمعا بین الادلۃ انتہی قال العبد الضعیف اصلح اللہ حالہ کہ حق آن می نماید کہ وجوہ افضلیت مختلف است و بحسب شرف ذات و طہارت طینت و پاکی جوہر ہیچکس بفاطمہ وحسن وحسین ودیگر اہل بیت نرسد انتہی ملخصاً وملتقطاً

## مقصد نہم بیان فضائل حضرات حسنین

ہیں ان دونون بزرگون کے فضائل احادیث مین بکثرت وارد ہین کہ احصاص اونکا عسیر ہے منجملہ اوسکے بعضے فضائل تبرکاً اس مقام پر لکھے جاتے ہین ایک بڑی منقبت ان بزرگون کی یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونون بزرگون کو متبنی کیا اور فرزند اپنا قرار دیا مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ سر الشہادتین مین لکھتے ہین فقد ثبت بطرق متعددۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ہما ابنای انتہی اور بعضے روایات سے یہہ فرمانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ تمامی انبیا کے اولاد اونکے اصلاب سے ہوتی گئی الا میری اولاد کہ صلب حضرت علی سے خارج ہوئی ثابت ہے چنانچہ ملا مبین قدس سرہ شرح سلم مین ذیل تحقیق معنے آل کے نقل فرماتے ہین کہ روی عن بن مسعود انہ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی جعل ذریۃ کل نبی فے صلبہ وجعل ذریتی فے صلب علی بن ابی طالب الحدیث اور اسی حدیث کو بہ تغییر یسیر لفظی زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ مین طبرانی وخطیب سے نقل کی ہے عبارت زرقانی کی یہہ ہے وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یبعث نبیا قط الا جعل ذریتہ من صلبہ غیری فان اللہ جعل

ذریتی من صلب علی رواه الطبرانی والخطیب انتہی اور شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے بہی ذیل تعداد خصائص نبویہ کے ماحصل حدیث مذکور کو مدارج
النبوة مین باین عبارت فرمود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر پیغمبر را اولاد از
صلب وی شد و اولاد من از صلب علی کرم اللہ وجہہ بر آمده انتہت نقل فرمایا
ہے مودا ای اس حدیث سے حضرات حسنین کا فرزند صلبی رسول اللہ ہونا جو
موجب کمال اتحاد ہے مفہوم ہوا اور صورت ظاہری مین حضرات حسنین کا
رسول اللہ کے ساتھ شبیہ تر ہونا خود احادیث سے ثابت ہے صحیح بخاری مین
تو دونو بزرگون کا رسول اللہ کے ساتھ اشبہ ہونا مجملاً حضرت انس سے مروی
ہی مگر جامع ترمذی مین بروایت حضرت علی مرتضی کے تصریح اس امر کے
مروی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سر سے سینے تک اشبہ ساتھ رسول اللہ
کے تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینے سے قدم تک مشکل آنحضرت
کے تھے آنحضرت کو محبت بہی ان بزرگون کے ساتھ غایت درجہ تہی جامع
ترمذی مین حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ فرمایا اسامہ نے مین ایک
شب آنحضرت کے حضور مین آیا اوسوقت آنحضرت باہر تشریف لائے ایسی
حال مین کہ معلوم ہوتا تہا آپ کسی چیز کو اپنے جسم مبارک کے ساتھ لپٹائے
ہوئے ہین جب مین اپنی حاجت سے فارغ ہوچکا دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے
جسکو آپ لیے ہین پس آپنے کپڑے کو اوٹھا دیا ناگاہ دیکھا مینے کہ حضرت امام حسن
و امام حسین آپکے دونو ورک یعنی ران کے اوپر کے جانب لپٹے ہوئے ہین
اور آپ اون لوگون کو اسطرح سمجھے ہوئے ہین جیسے متاع نفیس کو لپیٹا کر

رکھتے ہین اوسوقت فرمایا آنحضرت نے کہ یہہ دونو بیٹے ہمارے ہین اور نواسی ہمارے ہین اے خدا مین دوست رکھتا ہون ان دونون کو پس دوست رکھہ توان دونون کو اور دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھے ان دونون کو اور حدیث بخاری و ترمذی مین مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماریحانی من الدنیا یعنے امام حسن و امام حسین دونو پھول ہین ہماری باغ دنیا سے اور جملہ اللھم انی احبہ فاحبہ و احبب من یحبہ اکثر احادیث صحیحہ مین بہ شان حضرات حسین وارد ہے جسکا مطلب یہہ ہی کہ اے خدا مین دوست رکھتا ہون امام حسن و امام حسین کو پس دوست رکھہ توان دونون کو اور دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھے اون دونون کو اس سے کمال محبت آنحضرت کے ساتہ حضرات حسنین کی اور فضلیت محبت ان بزرگون کے ثابت ہوئی جامع ترمذی مین حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ یعنے حضرت امام حسن و امام حسین دونون سردار ہین جوانان بہشت کے ابن عساکر وغیرہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے من احبہما فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی یعنے جسنے دوست رکھا حضرت امام حسن و امام حسین کو تحقیق کہ دوست رکھا اوسنے مجھکو اور جسنے بغض رکھا ساتھہ حسنین کے تحقیق کہ اوسنے بغض رکھا مجھسے اس سے کمال فضلیت محبت حسنین کی اور شناعت بغض ان بزرگون کی ظاہر ہوئی اور حدیث ترمذی مین جسکی راوے یعلی بن مرہ ہین یہہ

ملہ بہی موجود ہے حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا
یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون دوست
رکھہ اے خدا اوسکو جو دوست رکھے حسین کو اور جامع ترمذی مین حضرت
علی بن ابی طالب سے مروی ہے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن
وحسین قال من احبنی واحب ہذین وابا ہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ
یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن وامام حسین کا ہاتہہ پکڑکر فرمایا
کہ جو دوست رکھے مجھکو اور ان دونوکو اور ان دونو کے باپ یعنی حضرت
علی کو اور ان دونوکی ما فاطمہ کو وہ ہوگا قیامت کے دن میری ساتہہ میری
درجے مین اور ازالۃ الخفا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو عبد اللہ بن
احمد نے زوائد مسند مین بہی روایت کیا ہے اور حدیث ترمذی کو مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہ فی سر الشہادتین مین نقل کرکے ترمذی سے منکر ہونا
اوسکا نقل کیا ہے جس سے شبہہ غیر مقبولیت حدیث کا ہوتا ہی مگر جناب مولانا
سلامت اللہ شاہ مرحوم نے تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین مین
اوس شبہہ کو دفع فرمادیا ہے عبارت تحریر الشہادتین کی یہ ہے پوشیدہ نماند
کہ منکر در اصطلاح محدثین حدیثی را گویند کہ راوی غیر ثقہ بر خلاف ثقات روایت
کردہ باشد واین از اقسام احادیث ضعاف ست لیکن چون بروایت دیگر ثقات
مانند ابن حبان وامام حنبل تقویتی در ثبوت و وثوق پیدا کردہ این حدیث
حسن قابل اعتماد گشت لہذا استناد بآن بکار رفت انتہی ترمذی اور ابو داود
اور نسائی کے حدیث مین جسکے راوی حضرت بریدہ ہین مروی ہی کہ ایکبار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثنار خطبہ مین حضرت امام حسن اور امام حسین کو چلتے ہوئے دیکہا قدم آپلوگون کے لڑکہڑا رہے تہے جس سے اندیشہ گرجانیکا ہوتا تہا آنحضرت سے ضبط نہوسکا منبر سے اوترکر اون دونون صاحبزادونکو گود مین اوٹہا کر لے آئے اور اپنے سامنے بہلایا الی آخر القصہ اس سے کمال محبت آنحضرت کی ساتہہ حضرات حسنین کے اور یہ بات کہ آپ ادنی صدمہ و تکلیف کا پہونچنا حضرات حسنین پر گوارا نہین فرماسکتے تہے ظاہر ہوئی اور اسی کمال محبت کا منشار تہا جو روایت ام سلمہ سے جسکو ترمذی نے روایت کی ہے اور روایت ابن عباس سے جو دلائل النبوۃ بیہقی اور مسند احمد مین مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ کربلا مین از وقت شروع مقاتلہ تا شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام با پریشانی وحیرانی متحسر و مغموم موجود رہنا ثابت ہے اور بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے جو وقائع عجیبہ ہائلہ عالم مین ظاہر ہوئے جسکی تفصیل صواعق محرقہ اور سر الشہادتین وغیرہ مین موجود ہے منجملہ نتائج وفور محبت نبوی ہے کہ چونکہ حضرت شہید کربلا محبوب رسول خدا تہے اور خود رسول اللہ محبوب الٰہی روز ازل سے قرار پاچکے تہے اور محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہی لہذا غیرت الٰہی جوش مین آئی اور آثار غضب ایزدی محیط عالم ہوگئی منجملہ اون آثار کے ایک سرخی افق و کنارہ آسمان ہے جسکو شفق کہتے ہین کہ اوسکا ظہور اس شدت و کثرت کی ساتہہ اوسی روز سے ہوا جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے جیسا کہ نقل کی ہے جناب مولوی

ف — بیان بعض امور خارق عادت کے جو بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے

شاہ سلامت اللہ صاحب مرحوم نے تحریر الشہادتین مین ابن جوزی
اور ابن سیرین اور ابن سعد وغیرہ سے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے ماثبت من السنتہ مین لکھا ہے ولما قتل الحسین بکت الدنیا
سبعۃ ایام والشمس علے الحیطان کالملاحف المعصفرۃ والکواکب یضرب
بعضہا بعضا وکان قتلہ یوم عاشوراء کسفت الشمس فی ذلک الیوم واحمرت
آفاق السماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لازالت الحمرۃ تری فیہا بعد ذلک الیوم ولم
تکن تری فیہا قبلہ انتہی اور علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین بھی آسمان
کے خون رونے اور ظہور شفق کی روایت بہ تفصیل تمام لکھی ہے علامہ
کمال الدین بن فخرالدین جہرمی باین عبارت مترجم ہین ابو نعیم حافظ
در کتاب دلائل النبوۃ از نضرازدیہ روایت کردہ کہ گفت در وقت
شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ از آسمان خون بارید وچون وقت صبح
رسید دیدیم کہ جامہا وسبوہا وکوزہائے ما بجائے آب پر از خون بود وچنین
است در احادیث دیگر غیر این حدیث وعثمان بن ابی شیبہ روایت کردہ
کہ بعد از قتل حسین ہفت روز آسمان گریہ کرد وگریۂ او سرخ بود بمرتبہ کہ
از شدت سرخی آسمان دیوارہائے عمارت در زمین شبیہ بلحافہای معصفر
شدہ بود وابن جوزی از ابن سیرین روایت کرد کہ گفت دنیا سہ روز
تاریک بود بعد ازان سرخی در آسمان ظاہر شد وایضا ثعلبی گوید آسمان
گریست وگریۂ او سرخ بود واز غیر او مروی ست کہ بعد از قتل حسین
رضی اللہ عنہ افق آسمان شش ماہ سرخ بود وہمان سرخی ست کہ الحال

اثرش باقی ست برطرف نمی شود وابن سیرین میگوید که خبر بما چنین رسیده
که سرخی آسمان که بشفق می باشد قبل ازین نبود تا وقتیکه حسین را شہید
کردند بعد ازان ظاہر شد وابن سعد مذکور ساخت که این سرخی قبل از
قتل حسین رضی اللہ عنہ نبود وابن جوزی میگوید حکمت درین آنست که
اثر غضب ما از سرخی وجہ ظاہر می شود وچون خداے تعالی منزہ است
از جسمیت اثر غضب خود بر قاتلان حسین در سرخی افق ظاہر ساخت از جہت
اظہار کردن اینکه ارتکاب این امر خیانتی عظیم وگناہی بزرگ ست انتہی
عبارۃ البراہین القاطعۃ ترجمۃ الصواعق المحرقۃ ملتقطا من مقامات شتی
کہتا ہے مولف نحیف تجاوز عن سیاتہ الخبیر اللطیف ظاہر یہہ ہے کہ مراد
اس سے یہہ ہے کہ جس کیفیت سے شفق بعد واقعۂ امام کے محسوس ہونے
لگی اوس کیفیت سے سابق مین محسوس نہین ہوتی تھی اور یہہ امر کچہ مقام
عجب نہین کیونکہ جب باتفاق کافۂ اہل سنت وقوع بسیاری امور عجیبہ ہائلہ
کا بعد واقعۂ شہادت کے محقق وثابت ہے امر شفق مین کیا عجب ہی
کے الخصوص جو شخص شان محبوبیت حضرت امام حسین علیہ السلام
کو غور کریگا اور آپ کی شہادت سے کسقدر صدمہ قلب نبوی پر پہنچا
ہوگا اور وہ صدمۂ قلب نبوی موجب کس درجہ ثوران غضب الٰہی کا ہوگا
اوس شخص کو ہرگز واقع ہونے مین ان وقائع ہائلہ آثار غضب اللہ
کے کچہ شک وشبہہ نہوگا چنانچہ ذیل نقل روایت ظہور شفق
کے اور زوال ہونے اوسکے اوپر ثوران غضب الٰہی کے ابن حجر

مکی نے صواعق محرقہ میں بہ غرض ازالۂ شبہ وتقویت مدعا قصۂ اسیرے
حضرت عباس وحال وحشی کو نقل کیا ہے عبارت ترجمہ صواعق کی یہہ ہے
ازانجا قیاس کنید کہ روزے کہ عباس را رضی اللہ عنہ اسیر کردہ بردند
در جنگ بدر نالۂ او منع خواب پیغامبر کرد پس چگونہ باشد حال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بہ نالۂ حسین دیگر آنکہ وحشی کہ قاتل حمزہ بود رضی اللہ عنہما
چون مسلمان شد باآنکہ اسلام قطع ذنوب ایام کفر میکند پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
ویرا گفت کہ مقابل من میا کہ دیدن قاتلان دوستان را دوست نمیدارم
پس چگونہ باشد دل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ بیند کسے را کہ ذبح حسین
رضی اللہ عنہ کردہ باشد وکسے را کہ امر بقتل وے کردہ باشد واہلبیت
اورا خوار کردہ باشد وباسیرے بردہ باشد نعوذ باللہ من ہذہ الافعال
انتہت عبارۃ ترجمۃ الصواعق ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ
والصلوۃ والسلام علے خیر البریۃ وخاتم النبوۃ والرسالۃ
وعلے آلہ واصحابہ محیی السنۃ وموسسی بنیان الدین والملۃ

فقط

الحمد للہ کہ رسالہ عجالہ در آخر ماہ رمضان المبارک
سنہ ۱۳۰۰ باہتمام محمد تیغ بہادر
در مطبع انوار محمدی
طبع شد

صورة ما نمقه استاذنا العلام الفاضل الهمام ماهر كل العلوم وهو
بين العلماء كالنجوم في الدياجير فقيد المثيل عديم النظير حافظ
القرآن والتفسير حاج بيت رب القدير مولانا الحافظ الحاج
ابو الحسنات الشهير بالمولوی محمد عبد الحی اللکنوی ادام الله
ظلال فيوضه بكرمه الخطير مقرظاً علی هذه الرسالة

یہہ رسالہ مسمے بہ تقریر معقول فی فضل الصحابۃ واہل بیت الرسول میری نظر سی
گذرا مین نے اسکو مضامین نفیسہ اور مطالب شریفہ سے مملو پایا اگرچہ اس بحث
مین بہت سے رسائل تالیف ہوئی مگر جیسا اہتمام اسمین روایات صحیحہ او اسرار بدیعہ کا
کیا گیا ایسا کم کسی رسالہ مین ہوگا حق جلشانہ مولف اس رسالہ کو جزاء خیر دی اور
یوماً فیوماً انکو ترقی دینی و دنیوی عنایت کری اور اس رسالہ سے اپنی بندون کو
منتفع بہ فرماوی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن
ذنبہ الجلی والخفی

نقل مہر

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

قطعۂ تاریخ طبع رسالہ ہذا طبع زاد محب فی والمجد والسداد مجمع علوم عقلیہ و نقلیہ جامع کمالات انسیہ فخر الاماثل والاماجد مکرمی جناب مولوی عبد الماجد صاحب زید کرمہ

نسخۂ بی نظیر بے مانند — طبع گشتہ بخوبی و ترتیب
جست ماجد چو سال تاریخش — گفت ہاتف کہ چہ عجیب غریب

منہ — سلمہ

۱۳۰۱ ہجری

چون شد طبع این نسخۂ دلپذیر — پسندیدۂ طبع معقول گشت
پئے سال تاریخ ماجد نوشت — بد لہائے مرغوب مقبول گشت

۱۳۰۱

## خاتمۃ الطبع رسالہ مقبول یعنی تقریر المعقول

آج کیسا یہ نور چھایا ہے — کیون زمین بن گئی ہے صفحۂ ماہ
خاک پر کیون نزول رحمت ہے — اسطرف کیون ہے عرشیون کی نگاہ
سربلندی ہے اہل حق کو نصیب — اہل باطل کی کیون ہے پست نگاہ
کیا سبب ہے تائب مسکین — کسلئے یہ ترو و جانکاہ
ایسے پھولے نہین سماتے ہو — بیخبر یون ہوئے عفاک اللہ
کیسے یہ جز تمہارے ہاتھ مین ہین — متوجہ ہے کسطرف یہ نگاہ
سب یہ نور و ظہور اسیکا ہے — ہر کسب سب اسیکی ہے واللہ

کیون نہوا سمین ذکر ہے کنکا
یعنے اصحاب و آل پیغمبر
جنکے مداح ہین جناب رسول
جنکے تعظیم عین ایمان ہے
کیون نہ راضی ہو حق مصنف سی
کیون فرشتے مصافحہ نکرین

**مولوی و حکیم قادر بخش**

جیسا سمجھے تھے ویسا ہی پایا
کیا رسالہ لکھا عجیب و غریب
بس وہ بے اختیار بول اوٹھا
حق پرستونکی خوب بن آئی
وصف کو چاہیے بیان دراز
ہوئے اس کار خیر کے بانی
نام جنکا عطا حسین ہوا
لطف پروردہ اوسکے علم و عمل
دست بستہ حضور مین حاضر
ہاتھہ داد و دہش مین ہین معروف
وہ رہین جبتلک زمانہ رہے

رکن دین مبین و شرع پناہ
خاصۂ حضرت رسول اللہ
جنکا وصاف ہے کلام اللہ
جنکا منکر ہے وہ جہان مین تباہ
کیون نہ مسرور ہون رسول اللہ
فخر خلعت سے ہے قبول کلاہ
عالم عصر و فاضل ذیجاہ
بلکہ اوس سے کہین سوا واللہ
پڑ گئے جسکی اوسپہ ایک نگاہ
آفرین مرحبا جزاک اللہ
متعصب ہوئے ذلیل و تباہ
حرف مطلب پہ کر سخن کوتاہ
ہمت راجۂ سلیمان جاہ
سید پاک و سرور ذیجاہ
حامی اہل رائے و اہل اللہ
عیش و اقبال و ملک و دولت و جاہ
نصرت دین پہ اونکے دلسے نگاہ
صاحب ملک و تیغ و تخت و کلاہ

باہتمام محمد تیغ بہادر در مطبع انوار محمدی لکھنؤ طبع شد